سلسلہ : رسائلِ فتاویٰ رضویہ

جلد : پہلی

رسالہ نمبر 5

# الطراز المعلم فیما ھو حدث من احوال الدم

۱۳۲۴ھ

(نشان زدہ نقش اس بیان میں کہ خون کس حال میں ناقضِ وضو ہے)

پیشکش : مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

# Contents

# رسالہ

# الطراز المعلم فیما ھو حدث من احوال الدم ۱۳۲۴ھ

## (نشان زدہ نقش اس بیان میں کہ خون کس حال میں ناقضِ وضو ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

**مسئلہ ۸** ف : دوم ذی القعدۃ الحرام ۱۳۲۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر خون چھنکا اور باہر نہ آیا تو وضو جائیگا یا نہیں، اور اگر کپڑا اُس خون پر بار بار مختلف جگہ سے لگ کر آلودہ ہوا کہ قدر درم سے زائد ہوگیا تو ناپاک ہوگا یا نہیں اور اگر خارش وغیرہ کے دانوں پر جو چپک پیدا ہوتی ہے اُس سے کپڑا اُسی طرح بھرا تو کیا حکم ہے؟ **بینوا توجروا**۔ (بیان فرمائیے اجر پائیے، ت)

**الجواب:**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

| الحمد للہ وحدہ شھد بھا لحمی | تمام تعریف خدائے یکتا کے لئے ہے میرے گوشت و |
|---|---|

ف: مسئلہ: خون چھنکنے، اُبھرنے، بہنے کے فرق واحکام)

| ودمی والصلاۃ والسلام علی الطیب الطاھر النبی الامی واٰلہ وصحبہ وسائر حزبہ ومن فی سبیلہ اٰدمی اودمی۔ | خون نے اس کی شہادت دی اور درود و سلام ہو طیّب و طاہر نبی اُمّی پر اور ان کی آل ، ان کے اصحاب ، ساری جماعت اور ہر اس شخص پر جس نے ان کی راہ میں خون بہایا یا خود اس کا خون بہا۔ (ت) |
|---|---|

یہاں تین [3] صورتیں ہیں:

**اوّل:** چھلکنا یعنی خون و ریم وغیرہ نے اپنی جگہ سے اصلاً تجاوز نہ کیا بلکہ اُس پر جو کھال کا پردہ تھا وہ ہٹ گیا، جس کے سبب وہ شے اپنی جگہ نظر آنے لگی پھر اگر وہ کسی چیز ف[1] سے مس ہو کر اس میں لگ آئی مثلاً خون چھلکا اُسے انگلی سے چھُوا انگلی پر اس کا داغ آگیا یا خلال کیا یا مسواک کی یا انگلی سے دانت مانجے یا دانت سے کوئی چیز کاٹی ان اشیاء پر خون کی رنگت محسوس ہوئی یا ناک انگلی سے صاف کی اُس پر سُرخی لگ آئی اور ان سب صورتوں میں اُس ملنے والی شے پر اثر آجانے سے زیادہ خود اُس خون کو حرکت نہ ہوئی تو یہ بھی جگہ سے تجاوز نہ کرنا نہ ٹھہرے گا کہ اُس میں آپ تجاوز کی صلاحیت نہ تھی اور اسی حکم ف[2] میں داخل ہے یہ کہ دانہ آبلہ بدن کی سطح سے اُبھار رکھتا ہو۔ خون وریم اس کے باطن سے تجاوز کرکے اس کے منہ پر رہ جائے منہ سے اصلاً تجاوز نہ کرے کہ وہ جب تک دانوں یا آبلوں کے دائرے میں ہیں اپنی ہی جگہ پر گنے جائیں گے اگرچہ آبلے کے جرم میں حرکت کریں یہ صورت بالاجماع ناقضِ وضو نہیں، نہ اس خون وریم کیلئے حکم ناپاکی ہے کہ مذہب صحیح ومعتمد میں جو حدث نہیں وہ نجس بھی نہیں، وللہذا اگر خارش ف[3] کے دانوں پر کپڑا مختلف جگہ سے بار بار لگا اور دانوں کے منہ پر جو چیک پیدا ہوتی ہے جس میں خود باہر آنے اور بہنے کی قوت نہیں ہوتی اگر دیر گزرے تو وہ وہاں کی وہیں رہے گی اُس چیک سے

---

**ف۱: مسائل:** خون چھلکا انگلی سے چھوا اس پر داغ آگیا یا خلال یا مسواک یا دانت مانجھتے وقت انگلی میں لگ آیا یا کوئی چیز دانت سے کاٹی اس پر خون کا اثر پایا یا ناک انگلی سے صاف کی اس پر سرخی آگئی مگر وہ خون آپ جگہ سے ہٹنے کے قابل نہ تھا وضو نہ جائے گا اور وہ خون بھی پاک ہے۔

**ف۲: مسئلہ:** خون یا ریم آبلے کے اندر سے بہہ کر آبلے کے منہ تک آکر رہ جائے تو وضو نہ جائے گا۔

**ف۳:** خارش وغیرہ کے دانوں پر خالی چیک ہے کپڑا اس سے بار بار لگ کر بہت جگہ میں بھر گیا ناپاک نہ ہوا نہ وضو گیا۔

سارا کپڑا ابھر گیا ناپاک نہ ہوگا یہی حالت ف۱خون کی ہے جبکہ اُس میں قوتِ سیلان نہ ہو یعنی ظنِ غالب سے معلوم ہوا کہ اگر کپڑا نہ لگتا اور اُس کا راستہ کھُلا رہتا جب بھی وہ باہر نہ آتا اپنی جگہ ہی پر رہتا ہاں اگر حالت یہ ہو ف۲کہ خون بہنا چاہتا ہے اور کپڑا الگ لگ کر اُسے اپنے میں لے لیتا ہے تجاوز نہیں کرنے دیتا یہاں تک کہ جتنا خون قاصدِ سیلان تھا وہ اس کپڑے ہی میں لگ لگ کر پچھ گیا اور بہنے نہ پایا تو ضرور وضو جاتا رہے گا اور قدر درم سے زائد ہوا تو کپڑا بھی ناپاک ہو جائیگا کہ یہ صورت واقع میں بہنے کی تھی کپڑے کے لگنے نے اُسے ظاہر نہ ہونے دیا۔

**دوم**: ابھرنا ف۳کہ خون وریم اپنی جگہ سے بڑھ کر جسم کی سطح یا دانے کے منہ سے اوپر ایک بوبلے کی صورت ہو کر رہ گیا کہ اس کا جرم سطح جسم وآبلہ سے اُوپر ہے مگر نہ وہاں سے ڈھلا کا نہ ڈھلکنے کی قوت رکھتا تھا جیسے سُوئی چبھونے میں ہوتا ہے کہ خون کی خفیف بوند نکلی اور نقطے یا دانے کی شکل پر ہو کر رہ گئی آگے نہ ڈھلکی اور اسی قسم کی اور صُورتیں، ان میں بھی ہمارے علماء کے مذہب اصح میں وضو نہیں جاتا، یہی صحیح ہے اور اسی پر فتوی اور اسی حکم ف۴میں داخل ہے یہ کہ خون یا ریم اُبھرا اور فی الحال اس میں قوتِ سیلان نہیں اُسے کپڑے سے پونچھ ڈالا دوسرے جلسے میں پھر اُبھرا اور صاف کر دیا یوں ہی مختلف جلسوں میں اتنا نکلا کہ اگر ایک بار آتا ضرور بہہ جاتا تو اب بھی نہ وضو جائے نہ کپڑا ناپاک ہو کہ ہر بار اُتنا نکلا ہے جس میں بہنے کی قوت نہ تھی۔ ہاں جلسہ واحدہ میں ایسا ہوا تو وضو جاتا رہے گا کہ مجلس واحد کا نکلا ہوا گویا ایک بار کا نکلا ہوا ہے۔ یوں ہی اگر خون ف۵اُبھرا اور اُس پر مٹی وغیرہ ڈال دی پھر اُبھرا پھر ڈالی اسی طرح کیا تو وضو نہ رہیگا جب کہ ایک

---

ف۱: **مسئلہ**: یہی حکم چھلکے ہوئے خون کا ہے کہ نہ اس سے کپڑا نجس ہو نہ وضو ساقط ۔

ف۲: **مسئلہ**: خون یا ریم بہنے کے قابل ہو مگر کپڑے میں لگ لگ کر بہنے نہ پائے وضو جاتا رہے گا اور درم بھر سے زائد ہو تو کپڑا بھی نجس ہو جائے گا۔

ف۳: **مسئلہ**: سوئی چبھ کر خواہ کسی طرح خون کی بوند اُبھری اور ببولا سا ہو کر رہ گئی ڈھلکی نہیں تو فتوی اس پر ہے کہ وہ پاک ہے وضو نہ جائے گا۔

ف۴: خون یا ریم اُبھرا اور ڈھلکنے کے قابل نہ تھا اُسے کپڑے سے پونچھ لیا، دیر دیر کے بعد بار بار ایسا ہی ہوا وضو نہ جائے گا اور کپڑا پاک رہا، ہاں اگر ایک ہی جلسے میں بار بار اُبھرا اور پونچھ لیا اور چھوڑ دیتے تو سب مل کر ڈھلک جاتا تو وضو نہ رہا اور وہ ناپاک ہے۔

ف۵: خون ابھرا اس پر مٹی ڈال دی پھر ابھرا پھر ڈالی وضو نہ رہا جبکہ ایک جلسے میں اتنا اُبھرا کہ مل کر بہہ جاتا۔

جلسے میں بقدر سیلان جمع ہو جاتا کہ یہ بہنے ہی کی صورت ہے اگرچہ عارض کے سبب صرف اُبھر نا ظاہر ہوا اور ایک جلسے ف۱ میں اتنا ہوتا یا نہ ہوتا اس کا مدار ٹھیک اندازے اور غلبہ ظن پر ہے۔

**سوم:** بہنا کہ اُبھر کر ڈھلک بھی جائے یا کسی مانع کے باعث نہ ڈھلکے تو فی نفسہٖ اتنا ہو کہ مانع نہ ہوتا تو ڈھلک جاتا جس کی صُور تیں اُوپر گزریں یہ شکل ہمارے ائمہ کے اجماع سے ناقضِ وضو ہے اور کپڑا اقدر درم سے زائد بھرے تو ناپاک۔ ہاں وہ بہنا کہ صرف باطنِ بدن میں ہو ناقض نہیں کہ باطن انسان میں تو خون ہر وقت دورہ کرتا ہے آنکھوں کے ڈھیلے بھی شرعًا باطنِ بدن میں داخل ہیں۔ ولہٰذا وضو و غسل کسی میں یہاں تک کہ حقیقی نجاست ف۲ سے بھی اُن کے دھونے کا حکم نہ ہوا تو اگر آنکھ کے ف۳ بالائی حصّے میں کوئی دانہ پھوٹا اور خون وریم اُس کے زیریں حصّے تک بہہ کر آیا مگر آنکھ سے باہر نہ ہوا وضو نہ جائیگا اور حسبِ قاعدہ معلومہ جب وہ حدث نہیں تو نجس بھی نہیں۔ پس اگر کپڑے سے اُسے پُونچھ لیا اور وہ کپڑا پانی میں گرا پانی ناپاک نہ ہوگا اور ناک کے ف۴ سخت بانسے میں اختلاف ہے کہ اگر خون دماغ سے اتر کر اُس میں بہا اور نرم بانسے تک نہ پہنچا تو ناقض وضو ہوگا یا نہیں۔ مشہور تر یہ ہے کہ وضو نہ جائے گا کہ ناک کا سخت حصہ بھی اندر سے یقینا باطنِ بدن میں داخل ہے ولہٰذا وضو و غسل کسی میں اُس کا دھونا واجب نہیں، اور انسب یہ ہے کہ وضو کرلے کہ اس موضع کا دھونا اگرچہ واجب نہیں وضو و غسل دونوں میں سنّت تو ہے۔ فتح القدیر میں ہے:

| الخروج فی غیر السبیلین ھو تجاوز النجاسۃ الٰی موضع التطھیر فلو خرج من جرح فی العین دم | غیر سبیلین میں خروج یہ ہے کہ نجاست تطہیر کی جگہ تک تجاوز کر جائے تو اگر آنکھ کے اندر کوئی زخم ہے جس سے خون نکل کر آنکھ ہی میں |
| --- | --- |

---

ف۱: **مسئلہ:** ایک جلسے میں متفرق طور پر جتنا خون ابھرا یہ جمع ہو کر بہہ جاتا یا نہیں اس کا مدار اندازے پر ہے۔

ف۲: **مسئلہ:** ناپاک سرمہ لگایا اور کوئی نجاست آنکھ کے ڈھیلے کو پہنچی اس کا دھونا معاف ہے۔

ف۳: **مسئلہ:** خون یا پیپ آنکھ میں بہا مگر آنکھ سے باہر نہ گیا تو وضو نہ جائے گا اسے کپڑے سے پونچھ کر پانی میں ڈال دیں تو ناپاک نہ ہوگا۔

ف۴: **مسئلہ:** ناک کے سخت بانسے میں خون بہا اور نرم حصے میں نہ آیا تو مشہور تر یہ ہے کہ وضو نہ جائے گا۔

| | |
|---|---|
| فسال الی الجانب الاخر منها لاینقض لانه لایلحقه حکم هو وجوب التطهیر اوندبه بخلاف مالو نزل من الراس الی مالان من الانف لانه یجب غسله فی الجنابة ومن النجاسة فینقض۔ | دوسری جانب کو بہہ گیا تو وہ ناقضِ وضو نہیں اس لئے کہ اسے تطہیر کے وجوب یا استحباب کا کوئی حکم لاحق نہیں ہوتا۔بخلاف اس کے جو سر سے اتر کر ناک کے نرم بانسے تک آ گیا ہو اس لئے کہ غسل جنابت میں اور نجاست لگنے سے اس حصہ کو دھونا واجب ہوتا ہے تو وہ خون ناقضِ وضو ہوگا۔ |
| ولو ف ربط الجرح فنفذت البلة الی طاق لاالی الخارج نقض ویجب ان یکون معناه اذا کان بحیث لولا الربط سال لان القمیص لوتردد علی الجرح فابتل لاینجس مالم یکن کذلك لانه لیس بحدث ولو اخذه من راس الجرح قبل ان یسیل مرة فمرة ان کان بحال لوترکه سال نقض والا لاوفی المحیط حدالسیلان ان یعلو وینحدر عن ابی یوسف وعن محمد اذا انتفخ علی راس الجرح وسار اکبر من راسه نقض والصحیح لاینقض وفی الدرایة جعل قول محمد اصح ومختار السرخسی الاول وهو اولی وفی مبسوط شیخ الاسلام تورم | اور اگر زخم پر پٹی باندھ دی تو تری پٹی کی تہہ تک نفوذ کر آئی باہر نہ نکلی تو بھی وضو جاتا رہا ضروری ہے کہ اس کا معنی یہ ہو کہ ایسی صورت رہی ہو کہ اگر بندش نہ ہوتی تو خون بہہ جاتا اس لئے کہ کُرتا اگر زخم پر بار بار لگ کر تر ہو گیا تو نجس نہ ہوگا جب تک بہنے کے قابل نہ رہا ہو کیونکہ وہ حدث نہیں اور اگر بہنے سے پہلے اسے سرِ زخم سے بار بار لے لیا، اگر ایسی حالت رہی ہو کہ چھوڑ دیتا تو بہہ جاتا تو وضو ٹوٹ گیا ورنہ نہیں اور محیط میں ہے کہ امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ بہنے کی تعریف یہ ہے کہ اوپر جا کر نیچے ڈھلکے اور امام محمد سے روایت ہے کہ جب سرِ زخم پر پھول جائے اور سرِ زخم سے بڑا ہو جائے تو وضو جاتا رہے گا اور صحیح یہ ہے کہ نہ جائے گا، درایہ میں امام محمد کا قول اصح قرار دیا اور سرخسی کا مختار اول ہے اور وہی اولٰی ہے، مبسوط شیخ الاسلام میں ہے: سرِ زخم |

ف: مسئلہ: زخم پر پٹی بندھی ہے اس میں خون وغیرہ لگ گیا اگر اس قابل تھا کہ بندش نہ ہوتی تو بہ جاتا تو وضو گیا ورنہ نہیں، نہ پٹی ناپاک۔

| راس الجرح فظهر به قيح ونحوه لاينقض مالم يجاوزا لورم لانه لايحب غسل موضع الورم فلم يتجاوز الى موضع يلحقه حكم التطهير [1]۔ | ورم کرآیا اور اس میں پیپ وغیرہ نمودار ہوا تو وضو نہ ٹوٹے گا جب تک ورم سے تجاوز نہ کر جائے اس لئے کہ جائے ورم کو دھونا واجب نہیں ہوتا تو ایسی جگہ تجاوز نہ ہوا جسے تطہیر کا حکم لاحق ہوتا ہے۔(ت) |
|---|---|

در مختار میں ہے:

| لايجب غسل مافيه حرج كعين وان اكتحل بكحل نجس [2]۔ | جس میں حرج ہے اسے دھونا واجب نہیں ہے جیسے آنکھ ، اگرچہ اس میں نجس سرمہ لگالیا ہو۔(ت) |
|---|---|

اُسی میں ہے:

| المراد بالخروج من السبيلين مجرد الظهور وفى غيرهما عين السيلان ولو بالقوة لما قالوا لومسح الدم كلما خرج ولو تركه لسال نقض والا لا كما لو سال فى باطن عين او جرح او ذكر ولم يخرج فـ[3]۔ | سبیلین سے نکلنے سے مراد محض ظاہر ہونا ہے اور غیر سبیلین میں خود بہنا اگرچہ بالقوۃ ہو اس لئے کہ علماء نے فرمایا ہے جب بھی خون نکلا پونچھ دیا اگر ایسا ہو کہ چھوڑ دیتا تو بہہ جاتا تو وہ ناقض ہے ورنہ نہیں جیسے اس صورت میں جب کہ آنکھ یا زخم یا ذکر کے اندر بہے اور باہر نہ آئے(ت) |
|---|---|

ردالمحتار میں ہے:

| اذا وضع عليه قطنة اوشيئا اٰخر حتى ينشف ثم وضعه ثانيا وثالثا فانه | زخم پر روئی یا اور کوئی چیز رکھ دی تاکہ خون جذب کرے پھر دوسری، تیسری بار بھی رکھی تو جتنا |
|---|---|

---

فـــ: **مسئلہ:** قطرہ اترآیا خون وغیرہ ذکر کے اندر بہا جب تک اس کے سوراخ سے باہر نہ آئے وضو نہ جائے گا اور پیشاب کا صرف سوراخ کے منہ پر چمکنا کافی ہے۔

---

[1] فتح القدیر کتاب الطہارۃ فصل فی نواقض الوضوء مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۴

[2] الدر المختار، کتاب الطہارۃ، مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۸

[3] الدر المختار کتاب الطہارۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۵

| | |
|---|---|
| یجمع جمیع مانشف فان کان بحیث لو ترکہ سال نقض وانما یعرف ھذا بالاجتھاد وغالب الظن وکذا لو القی علیہ رمادا اوترابا ثم ظھر ثانیافتربہ ثم وثم فانہ یجمع قالوا وانما یجمع اذا کان فی مجلس واحد مرۃ بعد اخری فلو فی مجالس فلا تاترخانیۃ ومثلہ فی البحر اقول وعلیہ فما یخرج من الجرح الذی ینزّ دائما ولیس فیہ قوۃ السیلان ولکنہ اذا ترک یتقوی باجتماعہ ویسیل عن محلہ فاذا نشفہ او ربطہ بخرقۃ وصار کلما خرج منہ شیئ تشربتہ الخرقۃ ینظران کان ماتشربتہ الخرقۃ فی ذلک المجلس شیئا فشیئا بحیث لوترک واجتمع لسال بنفسہ نقض والا لاولا یجمع ما فی مجلس الی مجلس اٰخر [4]۔ | جذب ہوا ہے سب جمع کیا جائے گا اگر یہ صورت ہو کہ چھوڑ دیتا تو بہہ جاتا تو وہ ناقضِ وضو ہے۔ اس کی معرفت اجتہاد اور غالب ظن سے ہوتی ہے یوں ہی اگر اس پر راکھ یا مٹی ڈال دی پھر دوسری بار ظاہر ہوا تو اس پر بھی مٹی ڈال دی ایسا ہی متعدد بار ہوا تو وہ سب جمع کیا جائے گا---- علماء نے فرمایا: جمع اسی وقت کیا جائے گا جب ایک مجلس میں بار بار ایسا ہوا ہو۔ اگر چند مجلسوں میں ہوا تو جمع نہ کیا جائے گا، تاتارخانیہ اور اسی کے مثل بحر میں بھی ہے، میں کہتا ہوں: اس کے پیشِ نظر جو برابر رِسنے والے زخم سے نکلتا رہتا ہے اور اس میں بہنے کی قوت نہیں لیکن ایسا ہے کہ اگر چھوڑ دیا جائے تو یکجا ہو کر بہنے کی قوت پا جائے اور اپنی جگہ سے بہہ جائے تو جب اسے جذب کرلے یا کسی پٹی سے باندھ دے اور ایسا ہو کہ جب بھی اس سے کچھ نکلے تو اسے پٹی چوس لے دیکھا جائے گا اس مجلس میں جس قدر پٹی نے بار بار چوس لیا ہے اگر ایسا ہے کہ چھوڑ دیا جاتا اور یکجا ہوتا تو خود بہہ جاتا تو وہ ناقض ہے ورنہ نہیں اور ایک مجلس سے دوسری مجلس میں جو نکلا ہو وہ جمع نہ کیا جائے۔ (ت) |

اسی میں ہے:

| | |
|---|---|
| صرح فی غایۃ البیان بان الروایۃ مسطورۃ فی کتب اصحابنا | غایۃ البیان میں تصریح ہے کہ ہمارے اصحاب کی کتابوں میں یہ روایت لکھی ہوئی ہے کہ جب |

---

[4] ردالمحتار کتاب الطہارۃ مطلب نواقض الوضوء داراحیاء التراث العربی بیروت ۹۱/۱

| انه اذا وصل الی قصبة الانف ینتقض وان لم یصل الی مالان خلافالزفر وان قول الهدایة ینتقض اذا وصل الٰی مالان بیان لاتفاق اصحابنا جمیعا ای لتکون المسألة علی قول زفر ایضا لان عنده لاینتقض مالم یصل الی مالان فهذا صریح فی ان المراد بالقصبة مااشتد[5]۔ | خون ناک کے بانسے تک پہنچ جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا اگرچہ نرم حصہ تک نہ پہنچے بخلاف امام زفر کے اور ہدایہ کی عبارت "وضو ٹوٹ جائے گا جب نرم حصہ تک پہنچ جائے" یہ اس صورت کا بیان ہے جس میں ہمارے تمام اصحاب کا اتفاق ہے۔ مقصد یہ ہے کہ مسئلہ امام زفر کے قول پر بھی ہو جائے اس لئے کہ ان کے نزدیک یہ ہے کہ جب تک نرم حصہ تک نہ پہنچے ناقض نہیں تو یہ اس بارے میں صریح ہے کہ بانسہ سے مراد اس کا سخت حصہ ہے۔ (ت) |
|---|---|

بحرالرائق میں ہے:

| ولیس ذلك الا لکونه یندب تطهیره فی الغسل ونحوه[6]۔ | اور وہ اسی لئے ہے کہ غسل وغیرہ میں اس کی تطہیر مندوب ہے۔ (ت) |
|---|---|

اُسی میں ہے:

| قالوا لاینقض ماظهر من موضعه ولم یرتق کالنفطة اذا قشرت ولا ماارتقی عن موضعه ولم یسل کالدم المرتقی من مغرز الابرة والحاصل فی الخلال من الاسنان وفی الخبر من العض وفی الاصبع من ادخاله فی الانف۔[7]۔ | علماء نے فرمایا: وہ خون ناقض نہیں جو اپنی جگہ سے ظاہر ہوا اور اوپر نہ چڑھا جیسے آبلہ، جب اس کا پوست ہٹادیا جائے اور وہ بھی ناقض نہیں جو اوپر چڑھ گیا اور بہا نہیں جیسے سُوئی چبھونے کی جگہ سے چڑھنے والا خون اور وہ بھی نہیں جو خلال میں دانتوں سے اور روٹی میں دانت لگانے سے اور انگلی میں اسے ناک کے اندر ڈالنے سے لگ جاتا ہے۔ (ت) |
|---|---|

---

[5] ردالمحتار کتاب الطہارۃ مطلب نواقض الوضوء داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۹۱۔۹۲

[6] البحرالرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۲

[7] البحرالرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۲

اسی طرح جامع الرموز میں محیط سے ہے۔عالمگیری میں ہے:

| المتوضیئ اذا عض شیئا فوجد فیه اثر الدم اواستاك بسواك فوجد فیه اثر الدم لا ینتقض مالم یعرف السیلان کذا فی الظهیرة[8] اھ | باوضو نے کسی چیز کو دانت سے کاٹا تو اس چیز میں خون کا نشان لگ گیا یا کسی مسواک سے دانت صاف کیا تو اس میں خون کا اثر دیکھا تو یہ ناقض نہیں جب تک کہ بہنے کا علم نہ ہو ، ایسا ہی ظہیریہ میں ہے۔اھ (ت) |
|---|---|

## تنبیہات عدیدۃ جلیلۃ مفیدۃ
## متعدد تنبیہاتِ جلیلہ ومفیدہ

| **الاوّل:** یقول ف العبد الضعیف لطف به المولی اللطیف لقد احسن المحقق البحر صاحب البحر فیما نقلنا عنه انفا فی مسئلة الخلال والخبزاذ جزم بهذا المصرح به المنصوص علیه من غیر واحد من المشائخ العظام ولم یرکن الی مایوهمه ظاهر مافی التبیین حیث قال ذکر الامام علاء الدین ان من اکل خبزا و رأی اثر الدم فیه من اصول اسنانه ینبغی ان یضع اصبعه اوطرف کمه | **تنبیہ اوّل:** بندہ ضعیف ، مولائے لطیف اس پر لطف فرمائے ، کہتا ہے : صاحبِ بحر سے خلال اور روٹی کا مسئلہ جو ابھی ہم نے نقل کیا اس میں انہوں نے بہت خوب کیا کہ اس تصریح شدہ حکم پر جزم کیا جس پر متعدد مشائخ عظام سے نص موجود ہے اور اس وہم کی طرف مائل نہ ہوئے جو تبیین الحقائق کی ظاہر عبارت سے پیدا ہوتا ہے ، تبیین میں لکھا ہے : امام علاء الدین نے ذکر کیا کہ جو روٹی کھا رہا تھا اور اس میں خون کا اثر دیکھا جو اس کے دانتوں کی جڑ سے اس میں لگ آیا تو اسے چاہئے کہ اپنی انگلی یا آستین کا کنارہ |
|---|---|

ف:مسئلہ : فقط اتنی بات کہ مثلاناک یا دانت سے انگلی پر خون لگ آیا دوبارہ دیکھا پھر اثر پایا وضو جانے کو کافی نہیں جب تک اس میں خود بہنے کی قوت مظنون نہ ہو۔

[8] الفتاوی الہندیہ کتاب الطہارۃ الفصل الخامس نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۱۱

| | |
|---|---|
| علی ذلك الموضع فان وجد فیه اثر الدم انتقض وضؤوہ والافلا[9] اھ | اس جگہ رکھ کر دیکھے اگراس میں بھی خون کااثر ہے تواب اس کاوضوٹوٹ گیا، ورنہ نہیں اھ (ت) |
| ورأیتنی کتبت علیه مانصه۔ | میں نے دیکھاکہ تبیین کے اس مقام پر میں نے یہ حاشیہ لکھا ہے: |
| اقول:ف لوکان ظهور اثر الدم علی شیئ بالاتصال ناقضا مطلقا فلم لم ینقض حین رأی الدم علی الخبز اولا بل الواجب ان تکون فی نفسه قوة التجاوز من محله لاان یمسه شیئ فیلتصق به وهذا اظهر من ان یظهر ولعله هو المقصود ای یجرب هل هو سائل ام کان بادیا وانتقل الی الخبز بالمساس۔ | اقول: اگر کسی چیز کے مس ہونے کی وجہ سے اس پر خون کا اثر دکھائی دینامطلقًا ناقضِ وضو ہے توپہلی بار روٹی پر خون کااثر دیکھنے ہی کے وقت وضو کیوں نہ ٹوٹا---دراصل یہ بات نہیں بلکہ ضروری یہ ہے کہ خون میں بذاتِ خوداپنی جگہ سے تجاوز کرنے کی قوت ہو، نہ یہ کہ کوئی چیز مس ہونے سے خون اس پر چپک جائے۔ یہ اتنازیادہ ظاہر کہ اظہار سے بے نیاز ہے---شاید قول مذکور کامقصود بھی یہی ہے یعنی یہ کہ جانچ کرے کہ وہ لگنے والاخون بہنے والاہے یاصرف بادی (دکھائی دینے والا) تھااور مس ہونے کی وجہ سے روٹی پرلگ آیا۔ |
| ولعل ظانا یظن ان البادی لقلته وعدم مددہ ینتشف بالمساس الاول فاذا وضع الاصبع او الکم وظهر فیه | شاید کسی کو یہ خیال ہو کہ محض دکھائی دینے والاخون، کم ہونے اور اندر سے اضافہ نہ ملنے کے باعث پہلی بار مس ونے سے ہی خشک ہوجائے گاپھرجب اُنگلی یاآستین رکھی اور |

ف: تطفل علی الامام الزیلعی۔

[9] تبیین الحقائق کتاب الطهارۃ دارالکتب العلمیة بیروت ۱/۴۸۔۴۹

| | |
|---|---|
| ظهر ان له مددا فلا يكون باديا بل خارجا۔<br>**اقول**: وليس بشيئ وكفٰى بالمشاهدة ردا عليه وقد تقدم عن الفتح ان القميص لو تردد على الجرح فابتل لاينجس مالم يكن بحيث لو ترك سال لانه ليس بحدث[10] اھ ما كتبت۔<br>**ثم** رأيت ولله الحمد ان جنح فى الحلية الى تأويله بما ذكرت وهذا لفظه الشريف م ولو عض شيئا فرأى عليه اثر الدم فلاوضو عليه[11]<br>**ش**: وكذا لوخلل اسنانه فرأى الدم راس الخلال لاوضوء عليه لانه ليس بدم سائل ذكره قاضى خان وغيره[12]<br>**م**: وقال بعض المشائخ ينبغى ان | اس میں بھی ظاہر ہوا تو پتہ چل گیا کہ اس میں اندر سے اضافہ ہوتا رہتا ہے اس لئے وہ بادی نہیں بلکہ خارج ہے۔<br>**اقول**: یہ خیال کچھ بھی نہیں، مشاہدہ اس کی تردید کے لئے کافی ہے، اور فتح القدیر کے حوالے سے یہ صراحت بھی گزر چکی ہے کہ: اگر کُرتا زخم پر بار بار لگ کر تر ہو گیا تو نجس نہ ہوگا جب کہ خون اس قابل نہ رہا ہو کہ اگر چھوڑ دیا جاتا تو بہہ نکلتا کیونکہ وہ (صرف لگ جانیوالا خون حدث نہیں اھ، میرا حاشیہ ختم۔<br>**پھر** میں نے دیکھا کہ صاحبِ حلیہ بھی اسی تاویل کی جانب مائل ہیں جو میں نے ذکر کی ولله الحمد ، ان کے الفاظ کریمہ یہ ہیں (م کے بعد متن منیہ کی عبارت ہے اور ش کے بعد شرح حلیہ کی عبارت ۱۲م) م: اگر کوئی چیز دانت سے کاٹی پھر اس پر خون کا اثر دیکھا تو اس پر وضو نہیں۔<br>**ش**: اسی طرح اگر دانتوں میں خلال کیا پھر سرِ خلال پر خون نظر آیا تو اس پر وضو نہیں کیونکہ یہ بہنے والا خون نہیں، یہ امام قاضی خان وغیرہ نے ذکر کیا۔م: اور مشائخ میں سے ایک بزرگ نے فرمایا کہ اس |

[10] حواشی لامام احمد رضا علی تبیین الحقائق)
[11] منیۃ المصلی کتاب الطہارۃ مکتبہ قادریہ لاہور ص ۹۰
[12] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

یضع کمه او اصبعه فی ذلك الموضع ان وجد الدم فیه نقض والا فلا [13] ش: هذا هو الشیخ الامام علاء الدین کما فی الذخیرة وغیرها والا حسن لا ینقض مالم یعرف السیلان کما فی الفتاوی الظهیریة والظاهر انه مرادا لکل ومن ثم قال فی خزانة الفتاوٰی عض علی شیئ واصابه دم من بین اسنانه او اصاب الخلال ان کان بحیث لوترك لایسیل لاینقض [14] اھ

فالحمد لله علی کشف الغمة ثم راجعت الغنیة فرأیت ان الترجی الأخر الذی ترجیت بقولی ولعل ظانا یظن قدوقع فانه رحمه الله تعالٰی قال بعد قول بعض المشائخ" وھذا ھو الاحوط لانه اذرأی الاثر یجب علیه ان یتعرف ھل ذلك عن شیئ سائل بنفسه ام لا فاذا ظھر ثانیا علی کمه او اصبعه غلب علی

جگہ آستین یا انگلی رکھ کر دیکھنا چاہئے اگر اس میں خون پائے تو اس جسے وضوٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔
**ش:** یہ بزرگ شیخ امام علاء الدین ہیں جیسا کہ ذخیرہ وغیرہ میں بتایا ہے اور احسن جیسا کہ فتاوٰی ظہیریہ میں کہا یہی ہے کہ جب تک سائل ہونے کا علم نہ ہو ناقض نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ مقصود سب کا یہی ہے اسی لئے خزانۃ المفتین میں کہا: کوئی چیز دانت سے کاٹی اس پر دانتوں کے درمیان سے خون لگ گیا یا خلال پر خون لگ گیا اگر وہ اس قابل تھا کہ چھوڑ دیا جاتا تو نہ بہتا تب وہ ناقض نہیں اھ۔

تو اس مشکل دور ہونے پر خدا کا شکر ہے پھر میں نے غنیہ کی مراجعت کی تو دیکھا کہ وہ بعد والی توقع جس کا اظہار میں نے "شاید کسی کو خیال ہو" سے کیا تھا واقع ہو چکی ہے کیونکہ صاحبِ غنیہ نے اس میں بعض مشائخ کا قول ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے اور یہی احوط ہے یعنی اس میں زیادہ احتیاط ہے کیونکہ جب اس نے خون کا اثر دیکھ لیا تو اس پر یہ دریافت واجب ہے کہ وہ از خود بہنے والے خون کا اثر ہے یا ایسا نہیں پھر جب اس کی آستین یا

---

[13] منیۃ المصلی کتاب الطہارۃ مکتبہ قادریہ لاہور ص ۹۰
[14] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

| | |
|---|---|
| الظن کونہ سائلا والا فلاوفی الحاوی سئل ابراھیم عن الدم اذا خرج من بین الاسنان فقال انکان موضعہ معلوما وسال نقض وھو نجس وان لم یعلم وخرج مع البزاق فانہ ینظر الی الغالب[15] اھ<br>وقد اصاب رحمہ اللہ تعالٰی اولا ان الواجب تعرف سیلانہ بنفسہ واُخرا حیث عقبہ بقول ابرھیم المدیر للحکم علی السیلان وانما الزلۃ ف فی زعمہ ان بظھورہ علی الاصبع ثانیا یغلب علی الظن سیلانہ وقد قدمت مایکفی ویشفی۔<br>وقول الامام الاجل ظھیر الدین المرغینانی لقول الاکثرین انہ الاحسن مع ظھور وجھہ ومع انہ علیہ الاکثر | انگلی پر دوسری بار بھی وہ اثر نظر آیا تو غلبہ ظن حاصل ہو گیا کہ وہ بہنے والا ہے ، ورنہ نہیں ۔اور حاوی میں لکھا ہے کہ شیخ ابراہیم سے اس خون کے متعلق سوال ہوا جو دانتوں کے درمیان سے نکلے ، انہوں نے جواب دیا کہ اگر معلوم ہے کہ کس جگہ سے نکلا ہے اور بہنے والا ہے تو ناقض وضو اور نجس ہے، اور اگر اس کی جگہ معلوم نہیں تھوک کے ساتھ نکل آیا ہے تو دیکھا جائے گا کہ تھوک اور خون میں زیادہ کون ہے (جو زائد ہو اسی کا حکم ہو گا) اھ ۔<br>صاحبِ غنیہ رحمۃاللہ تعالٰی علیہ نے شروع میں صحیح لکھا کہ اس کے سائل ہونے کی دریافت واجب ہے اور آخر میں بھی ٹھیک کیا کہ شیخ ابراہیم کا کلام لائے جس میں سائل ہونے پر حکم کا مدار رکھا ہے لغزش صرف ان کے اس خیال میں ہے کہ دوسری بار انگلی پر اثر ظاہر ہونے سے سائل ہونے کا غلبہ ظن حاصل ہو جائے گا۔اس خیال کے رد میں کافی وشافی گفتگو ابھی ہو چکی ہے۔اب رہا یہ کہ غنیہ نے اسے احوط کہا تو امام جلیل ظہیر الدین مرغینانی نے قولِ جمہور کو احسن کہا، اس[۲] کی وجہ بھی ظاہر ہے، وہی[۳] اکثر مشائخ |

ف: [۵]تطفل علی الغنیۃ۔

[15] غنیۃ المستملی کتاب الطہارۃ فصل فی نواقض الوضو سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۳۲۔ ۱۳۳

| | |
|---|---|
| وانہ جزم بہ الاکابر کقاضی خان وصاحب المحیط وغیرھما لایقاومہ قول الغنیۃ لخلافہ احوط مع عدم ظھور وجھہ بل ظھور وجہ عدمہ وانما الاحتیاط ف العمل باقوی الدلیلین کما فی الفتح والبحر وغیرھما لاجرم لم یعرج علیہ المحقق الشارح نفسہ فی شرحہ الصغیر الملخص من ھذا الکبیر انما اقتصر علی نقل قول ابرھیم وللہ الحمد علی تواتر الائہ علی عبدہ الاثیم۔ | کا مذہب بھی ہے ، اسی ۴ پر امام قاضی خاں اور صاحبِ محیط وغیرہما جیسے اکابر نے جزم کیا تو اس کے خلاف قول کو صاحبِ غنیہ کا "احوط" کہنا کیا حیثیت رکھتا ہے اجب ۲ کہ اس کی وجہ بھی ظاہر نہیں بلکہ اس ۳ کے عدم کی وجہ ظاہر ہے رہا احتیاط تو احتیاط ۱۴ اسی میں ہے کہ دو دلیلوں میں سے جو زیادہ قوی ہو اسی پر عمل کیا جائے جیسا کہ فتح القدیر ، البحر الرائق وغیرہما میں ہے--- آخر کار خود شارح محقق نے اس شرح کبیر کی تلخیص کرکے جو شرح صغیر لکھی ہے اس میں اس قول پر نہ ٹھہرے بس شیخ ابراہیم کا کلام نقل کرنے پر اکتفا کی--- خدا کا شکر ہے کہ اس نے اپنے بندہ گنہگار کو متواتر احسانات سے نوازا۔ |
| **الثانی:** عامۃ الرواۃ فی ماذکرنا من الخلاف فی حد السیلان انہ العلو والانحدار معا ام مجرد العلو علی نسبۃ الاول الی الامام الثانی والثانی الی الامام الشیبانی وقال فی الحلیۃ ظاھر البدائع انہ ای الاول قول علمائنا الثلثۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم [16] | **تنبیہ دوم:** سیلان کی تعریف میں ہم نے اختلاف ذکر کیا ، پہلا قول یہ کہ سیلان اوپر چڑھنے پھر نیچے ڈھلکنے کے مجموعے کا نام ہے دوسرا یہ کہ صرف اوپر چڑھنا ہی سیلان ہے ، عامہ رواۃ نے قول اول امام ثانی (قاضی ابو یوسف) کی طرف منسوب کیا اور قول دوم امام شیبانی کی طرف منسوب کیا---- حلیہ میں یہ لکھا کہ : بدائع کے ظاہر کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اول ہمارے تینوں ائمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا قول ہے اھ۔ |

ف: الاحتیاط ھو العمل باقوی الدلیلین۔

[16] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

| | |
|---|---|
| وفی الفوائد المخصصة لسیدی العلامة ابن عابدین"اشتراط السیلان فی نقض الطهارة فیه خلاف وان الصحیح اشتراطه وان اخذ اکثر من راس الجرح خلافا لمحمد وجعلها فی الظهیریة روایة شاذة عن محمد وفی التتارخانیة عن المحیط شرط السیلان مذهب علمائنا الثلثة وانه استحسان وقال زفر رحمه الله تعالٰی اذا علا فظهر علی رأس الجرح ینتقض وضوؤه وهو القیاس[17] انتهی۔ | سیدی علامہ ابن عابدین کے "فوائد مخصصہ میں ہے: ناقض طہارت ہونے میں خون کا بہہ جانا شرط ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ بہہ جانا شرط ہے اگرچہ خون چڑھ کر سرِ زخم سے زیادہ جگہ لے لے بخلاف مذہب امام محمد کے--- اور اسے ظہیریہ میں امام محمد سے منقول ایک شاذ روایت قرار دیا-- اور تاتارخانیہ میں محیط سے نقل ہے کہ: بہہ جانے کی شرط ہمارے تینوں علماء کے مذہب پر ہے---- یہ استحسان ہے--- اور امام زفر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خون جب اوپر آیا پھر سرِ زخم پر ظاہر ہوا تو وضو ٹوٹ جائے گا---- یہ قیاس ہے انتہی۔ |
| ۴۸ **اقول**: قدعرف مذهب زفر فی الهدایة وغیرها النقض بمجرد الظهور فقوله علا ای من الباطن وقوله ظهر بمعنی التبیین دون الصعود کیف و زفرلا یشترط الانتفاخ والصعود بعد الوصول الی رأس الجرح فلیعلم ذلک۔ | **اقول**: ہدایہ وغیرہا سے معلوم ہو چکا ہے کہ امام زفر کا مذہب یہ ہے کہ محض ظاہر ہونے ہی سے وضو ٹوٹ جائے گا---- تو کلام بالا میں "اوپر آیا" کا معنی یہ ہو گا کہ اندر سے اوپر آیا اور "ظاہر ہوا" کا معنی چڑھنا نہیں بلکہ "نمایاں ہونا" ہو گا----- وہ ہو گا بھی کیسے جب کہ امام زفر سرِ زخم تک پہنچ جانے کے بعد چڑھنے اور (دائرہ بنا کر) پھول جانے کی شرط نہیں رکھتے----- یہ بات معلوم رہنی چاہئے۔ |
| ورأیت فی خلاصة الامام طاهر بن عبدالرشید والبخاری مانصه | اور میں نے امام طاہر بن عبدالرشید بخاری کی کتاب خلاصہ میں یہ عبارت دیکھی: جامع صغیر کے |

[17] الفوائد المخصصہ رسالہ من رسائل ابن عابدین الفائدۃ الثانیۃ سہیل اکیڈمی لاہور ۱/ ۵۷

| | |
|---|---|
| فی بعض نسخ الجامع الصغیر الدم اذالم ینحدر عن رأس الجرح لکن علا فصارا اکبر عن رأس الجرح لا ینتقض وضوؤہ[18] | بعض نسخوں میں ہے کہ :خون جب سرِ زخم سے ڈھلکے نہیں لیکن چڑھ کر سرِ زخم سے بڑا ہو جائے تو وہ ناقض وضو نہیں۔ |
| ثم رأیت فی وجیز الکردری جزم بعزوہ للجامع الصغیر کما سیاتی فاذن اطلاقہ القول یفید ظاھرا انہ مذھب علمائنا الثلثۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم ثم ھوالذی صححہ عامۃ ائمۃ الفتوٰی کقاضی خاں وغیرہ ممن قصصنا اولم نقص علیك۔ | پھر میں نے وجیز کردری میں دیکھا کہ عبارتِ بالا سے متعلق بالجزم جامع صغیر کا حوالہ دیا ہے جیسا کہ اس کی عادت آ رہی ہے تو یہاں جامع صغیر میں کلام مطلق رکھنے ( کسی ایک کا امام کا قول نہ بتانے ) سے بظاہر یہی مستفاد ہوتا ہے کہ یہ ہمارے تینوں علماء رضی اللہ تعالٰی عنہم کا مذہب ہے----- پھر عامہ ائمہ فتوی نے اسی کو صحیح کہا ہے جیسے امام قاضی خان اور ان کے علاوہ ائمہ جن کے نام ہم نے لئے اور جن کے نام نہ لئے۔ |
| ووقع ف ھھنا زلۃ قلم من المحقق البحر تبعہ علیھا العلامہ ط حیث قال فی البحر الرائق فی الدرایۃ جعل قول محمد اصح واختار السرخی وفی فتح القدیر انہ الاولٰی[19] اھ | یہاں محقق صاحبِ بحر سے ایک لغزشِ قلم واقع ہوئی ہے جس پر طحطاوی نے بھی ان کا اتباع کر لیا ہے وہ یہ کہ البحر الرائق میں لکھتے ہیں : "درایہ میں امام محمد کے قول کو اصح قرار دیا ، اسی کو امام سرخسی نے بھی اختیار کیا ہے اور فتح القدیر میں ہے کہ وہی اولٰی ہے اھ "۔ |
| وھو کما تری سھوظاھر وانما اختار السرخسی قول ابی یوسف | یہ جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں ، کھلا ہوا سہو ہے ، امام سرخسی نے تو امام ابو یوسف کا قول اختیار |

ف: تنبیہ علی سھو وقع فی البحر وتبعہ ط۔

18 خلاصۃ الفتاوی کتاب الطھارۃ الفصل الثالث ، المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ، ۱/۱۷
19 البحر الرائق کتاب الطھارۃ ایچ ایم سعید کمپنی ۱/۳۲

| وایاہ جعل فی الفتح اولی کما نقلنا لك نصه رحمهم الله تعالٰی جمیعا ورحمنا بهم اٰمین نبه علیه العلامة ش قائلا فاجتنبه[20] اھ | کیا ہے اور اسی کو فتح القدیر میں بھی اولی قرار دیا ہے جیسا کہ فتح کی عبارت ہم نقل کر آئے ہیں، اللہ تعالٰی ان سب حضرات پر رحمت فرمائے اور ان کے صدقے میں ہم پر بھی رحم فرمائے۔ الٰہی! قبول فرما۔ اس سہو پر علامہ شامی نے متنبہ کیا اور فرمایا: فاجتنبہ (تو اس سے بچنا) اھ۔ |
| --- | --- |
| ۴۹ **قلت**: ونسبة تصحیح قول محمد للدرایة منصوص علیها فی الفتح وتبعه ف۱ علیه من بعده حتی العلامة ش اذا نقل کلامه هذا فی ردالمحتار واقره علیه لکنه زعم فی منحة الخالق ف۲ حاشیة البحر الرائق انه ذکر فی الدرایة قول ابی یوسف ثم ذکر قول محمد ثانیا ثم قال والصحیح الاول فلیراجع[21] اھ۔ وهذا یقتضی انه انقلب الامر علی الفتح ایضا کما انقلب علی البحر واذا صح هذا بقیت التصحیحات | **قلت** اب بحر کی ایک بات رہ گئی کہ درایہ میں امام محمد کے قول کو اصح قرار دیا ہے۔ اس کی صراحت پہلے فتح القدیر میں ہوئی اور بعد کے علماء نے اسی کا اتباع کیا یہاں تک کہ علامہ شامی نے بھی یہی بات ردالمحتار میں نقل کی اور برقرار رکھی۔ -- لیکن انہوں نے البحرالرائق کے حاشیہ منحۃ الخالق میں یہ بتایا کہ: درایہ میں پہلے امام ابویوسف کا قول ذکر کیا پھر امام محمد کا قول بیان کیا پھر کہا کہ: صحیح اول ہے۔" تو اس کی مراجعت کرنا چاہئے اھ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ صاحبِ فتح القدیر نے بھی برعکس بتادیا جیسا کہ بحر نے الٹا بیان کیا---- اگر علامہ شامی کا بیان صحیح ہے تو تمام تصحیحات قولِ |

ف۱: ۵۲ معروضة علی ش۔

ف۲: تنبیه علی سهو وقع فی الفتح علی ما زعم العلامة ش۔

---

20 ردالمحتار کتاب الطهارة، مطلب نواقض الوضوء دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۹۱

21 منحة الخالق علی البحر الرائق کتاب الطهارة مطلب نواقض الوضوء دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۹۱

| | |
|---|---|
| کلھا راجعة الی قول ابی یوسف وھو اسکن للقلب وامکن فلیراجع۔ | امام ابو یوسف کی طرف راجع ہوگئیں اور اس میں دل کے لئے زیادہ سکون و قرار زیادہ ہے---- تو اس کی طرف مراجعت ہونا چاہئے۔ |
| والعبد الضعیف لم یرھھنا تصریح احد بتصحیح قول محمد بل ولا ترجیحا ماله واختیاره۔ | اور بندہ ضعیف نے یہاں قول امام محمد کی تصحیح سے متعلق کسی کی تصریح نہ دیکھی بلکہ اس سے متعلق کسی طرح کی کوئی ترجیح اور کسی کا اسے اختیار کرنا نہ پایا۔ |
| اللھم الاماقی الفوائد المخصصة عن الذخیرة عن الفقیه ابن جعفر عن محمد بن عبدالله رحمه الله تعالٰی انه کان یمیل فی ھذا الی انه ینتقض وضوؤه و راٰه سائلا (قال اعنی صاحب الذخیرة) وفی فتاوٰی النسفی ھکذا اھ[22] | ہاں مگر (۱) جو فوائد مخصصہ میں ذخیرہ سے، اس میں بروایتِ فقیہ ابو جعفر محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے منقول ہے کہ اس بارے میں وہ اس جانب مائل تھے کہ وضو ٹوٹ جائے گا اور اسے انہوں نے بہنے والا سمجھا، صاحبِ ذخیرہ نے فرمایا: اور فتاوٰی نسفی میں بھی اسی طرح ہے اھ۔ |
| والا مارأیت فی جواھر الفتاوی من الباب الرابع المعقود لفتاوی الامام الاجل نجم الدین النسفی مانصه رجل توضأ فعض الذباب بعض اعضائه فظھر منه دم لاینتقض الوضوء لقلته ولو غرزفی عضوه شوکا اوابرة فظھر الدم ولم یسل ظاھرا ینتقض وضوؤه لان الظاھر انه سال عن راس الجرح[23] اھ وھذا ماکان اشار | (۲) اور وہ جو جواہر الفتاوی کے باب چہارم میں دیکھا---- یہ باب امام نجم الدین نسفی کے فتاوٰی کے لئے باندھا گیا ہے، اس کی عبارت یہ ہے: ایک شخص باوضو ہے اس کے کسی عضو پر مکھی نے کاٹ لیا جس سے کچھ خون ظاہر ہو گیا تو اس کا وضو نہ ٹوٹے گا کیونکہ یہ خون کم ہی ہوگا------اور اگر اس نے اپنے عضو میں کانٹا یا سوئی چبھولی جس سے خون ظاہر ہوا اور کھل کر بہا نہیں تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ وہ سرِ زخم سے بہہ گیا اھ۔ یہی وہ ہے جس کی طرف ذخیرہ میں |

[22] الفوائد المخصصہ رسالۃ من رسائل ابن عابدین الفائدۃ الثامنۃ، سہیل اکیڈمی لاہور، ۶۰/۱

[23] جواہر الفتاوٰی

| | |
|---|---|
| الیه فی الذخیرة ان هکذا فی الفتاوٰی النسفی۔ والامشیا علیه فی مجموع النوازل نقله عنه فی الخلاصة ثم عقب بما فی نسخة الجامع الصغیر ثم قال فعلی هذا ینبغی ان لاینتقض اھ[24] | اشارہ کیا کہ فتاوٰی نسفی میں بھی اسی طرح ہے (۳) اور اس قول پر مجموع النوازل میں مشی ہے جسے خلاصہ میں اس سے نقل کیا ہے پھر نسخہ جامع صغیر کی مذکورہ بالا عبارت لکھی ہے پھر فرمایا ہے: تو اس بنیاد پر اسے ناقض نہیں ہونا چاہئے۔ |
| والا ماوقع فی الکفایة من قوله بعض مشائخنا رحمهم الله تعالٰی اخذوا بقول محمد رحمه الله تعالٰی احتیاطا وبعضهم اخذوا بقول ابی یوسف رحمه الله تعالٰی وهو اختیار المصنف ای (صاحب الهدایة) رحمه الله تعالٰی رفقا بالناس خصوصا فی حق اصحاب القروح[25] اھ | (۴) اور جو کفایہ میں درج ہے کہ: ہمارے بعض مشائخ رحمہم اللہ تعالٰی نے احتیاطًا امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا قول لیا ہے اور بعض نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا قول لیا ہے اور اسی کو لوگوں کی آسانی کے لئے خصوصًا پھوڑے پھنسی والوں کے حق میں نرمی کی خاطر مصنّف یعنی صاحبِ ہدایہ نے بھی اختیار فرمایا ہے اھ۔ |
| [۸۰]**اقول:** وهذا [ف] اغرب من الکل لانه ربما یوهم ان الاختیارین متکافئان۔ | **اقول:** یہ سب سے زیادہ غریب ہے کیونکہ اس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ دونوں ترجیحیں بالکل ایک دوسرے کے برابر ہیں۔ |
| و الاماوقع فی وجیز الامام الکردری حیث قال نوازل (ای قال فی مجموع النوازل) شاکه شوکة او ابرة فاخرجها وظهر دم ولم یسل نقض و | (۵) اور وہ جو وجیز امام کردری میں واقع ہے وہ لکھتے ہیں: مجموع النوازل میں ہے: کوئی کانٹا یا سوئی چبھو کر نکالا خون ظاہر ہوا اور بہا نہیں، تو یہ ناقض ہے--- اور جامع صغیر میں ہے: سرِ زخم |

ف: [۵۳] تطفل علی الکفایة۔

24 خلاصۃ الفتاوٰی، کتاب الطہارۃ الفصل الثالث فی نواقض الوضوء مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/۱۷

25 الکفایہ مع فتح القدیر کتاب الطہارۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۴۰ و ۴۱

فی الجامع الصغیر لم ینحدر الدم عن راسه لکنه علاوصار اکثر من رأس الجرح لاینقض وهذا خلاف مافی النوازل والاول عن الامام الثانی والثانی عن محمد رحمهما الله تعالٰی والنقض اقیس لان مزایلته عن مخرجه سیلان اھ[26]

**قلت:** و انت تعلم ان قد انقلب علیه الامر فی نسبة المذهبین الی حضرة الامامین۔

[۸۳]**اقول:** وعجبا ف منه ان عزاما عزاللجامع الصغیر جاز ماثم قال والثانی ای عدم النقض عن محمد فان مافی الجامع الصغیر مطلقا ان لم یکن ظاهره انه قول ائمتنا الثلثة رضی الله تعالٰی عنهم فلا اقل من ان یکون قول محمد فکیف ینسبه الیه بعن۔ ثم لانظر الی قوله اقیس مع مامر من تصحیحات عامة الائمة قول عدم النقض

سے خون ڈھلکا نہیں لیکن اوپر چڑھا اور سرِ زخم سے زیادہ ہو گیا تو ناقض نہیں --- یہ اس کے برخلاف ہے جو مجموع النوازل میں ہے اور اوّل امام ثانی سے مروی ہے اور دوم امام محمد سے روایت ہے--- رحمہمااللہ تعالٰی اور ناقض ہونا زیادہ قرینِ قیاس ہے اس لئے کہ خون کا اپنے مخرج سے جدا ہونا سیلان ہے اھ۔

**قلت** ناظر پر عیاں ہے کہ وجیز میں دونوں مذہب، دونوں اماموں کی جانب منسوب کرنے میں معاملہ اُلٹ گیا ہے۔

**اقول:** اور صاحبِ وجیز پر یہ بھی تعجب ہے کہ جامع صغیر کا حوالہ تو جزم کے ساتھ پیش کیا پھر بھی یہ لکھ دیا کہ "والثانی عن محمد" یعنی ناقض نہ ہونا امام محمد سے ایک روایت ہے حالانکہ جامع صغیر میں جو حکم مطلقًا بیان ہوا ہے ظاہر یہ ہے کہ وہ ہمارے تینوں ائمہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کا قول اور مذہب ہے اگر ایسا نہ ہو تو بھی کم از کم وہ امام محمد کا قول ضرور ہے پھر امام محمد کی طرف اس کی نسبت بلفظ "عن" کیسے کر رہے ہیں (جس کا معنی یہ ہوتا ہے کہ یہ ان کا قول اور مذہب نہیں بلکہ ان سے ایک روایت ہے ۱۲م)

ف: [۵۴]تطفل علی البزازیة

26 الفتاوٰی البزازیہ علی ھامش الفتاوی الھندیہ کتاب الطہارۃ نورانی کتب خانہ پشاور ۱۲/۴

| | |
|---|---|
| بلفظ ہو الصحیح والاصح والمختار وغیرھا ویقطع النزاع مارأیت فی جواھر الاخلاطی وفی الفوائد المخصصة عن الذخیرة والتتار خانیة، ثلثتھم عن فتاوٰی خوارزم وفی الھندیة عن المحیط واللفظ للاولی اذالم ینحدر عن رأس الجرح ولکن علافصار اکبر من رأس الجرح لا ینتقض وضوؤہ والفتوی علی عدم النقض فی جنس ھذہ المسائل [27] اھ واللہ الموفق۔<br>**الثالث**:ابو یوسف یجمع القیئ اذا اتحد المجلس ولا یعتبر السبب وعکس ف محمد وقولہ | پھر وجیز نے ناقض ہونے کو جو "اقیس" (زیادہ قرینِ قیاس) کہا قابلِ التفات نہیں کیونکہ اس کے مقابلہ میں ناقض نہ ہونے کے قول کے متعلق ، صحیح ---- اصح ---- مختار وغیرہ الفاظ سے عامّہ ائمہ کی تصحیحات موجود ہیں جیسا کہ گزرا----- اور قاطع نزاع وہ ہے جو میں نے جواہر الاخلاطی امیں اور فوائد مخصصہ میں ذخیرہ ۲ و تاتارخانیہ ۳ کے حوالے سے دیکھا، ان تینوں میں فتاوی خوارزم سے نقل ہے اور ہندیہ میں بھی دیکھا کہ محیط سے منقول ہے ، الفاظ اول کے ہیں : جب خون سرِ زخم سے نہ ڈھلکے لیکن اوپر چڑھ کر سر زخم سے بڑا ہو جائے تو ناقضِ وضو نہیں اور "اس جنس کے مسائل میں فتوی عدمِ نقض پر ہی ہے اھ "**واللہ الموفّق**۔<br>**تنبیہ سوم**: (قے اگر منہ بھر ہو تو ناقضِ وضو ہے لیکن تھوڑی تھوڑی قے چند بار کرکے اتنی مقدار میں آئی کہ اگر سب یکجا ہو تو منہ بھر ہو جائے |

**ف:مسئلہ**: قے اگر منہ بھر کر ہو ناقض وضو ہے، پھر اگر چند بار تھوڑی تھوڑی آئے کہ سب ملانے سے منہ بھر کر ہو جائے تو اگر ایک ہی متلی سے آئی ہے وضو جاتا رہے گا اگرچہ مختلف جلسوں میں آئی ہو، اور اگر متلی تھم گئی تھی پھر دوسری متلی سے اور آئی تو ملائی نہ جائے گی اگرچہ ایک ہی مجلس میں آئی ہو۔

[27] جواہر الاخلاطی کتاب الطہارۃ فصل فی نواقض الوضوء (قلمی) ص ۷،الفوائدالمخصصۃ رسالۃ من رسائل ابن عابدین الفائدۃ الثامنۃ سہیل اکیڈمی لاہور ۱/۶۰،الفتاوی الھندیہ کتاب الطہارۃ الفصل الخامس نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۱۰

| الاصح وتطابقت النقول ھھنا علی اعتبار المجلس قال فی الحلیۃ "فعلی ھذا یحتاج محمد رحمہ اللہ تعالٰی الی الفرق واللہ تعالٰی اعلم بذلك اھ[28] | اسے یکجا مان کر نقضِ وضو کا حکم ہوگا یا نہیں؟) امام ابو یوسف کا قول یہ ہے کہ ایک نشست کے اندر چند بار میں جتنی قے آئی ہے سب یکجا مانی جائے گی خواہ ایک سبب یعنی ایک متلی سے آئی ہو یا چند سے اور امام محمد کے نزدیک اس کے بر عکس ہے (ایک متلی سے چند بار میں جتنی آئی ہے یکجا نہ مانیں گے اگرچہ کئی مجلس اور کئی نشست میں ہو) ---- اصح امام محمد کا قول ہے لیکن یہاں (یعنی چند بار آئے ہوئے خون سے متعلق) ساری روایات اس پر متفق ہیں کہ ایک مجلس کا اعتبار ہوگا (سبب ایک ہونے نہ ہونے کا کوئی ذکر و اعتبار نہیں) ----- حلیہ میں فرمایا : اس بنیاد پر امام محمد کو دونوں مقام میں وجہ فرق بیان کرنے کی ضرورت ہوگی واللہ تعالٰی اعلم بذلک اھ ، |
| واشار فی ردالمحتار الی مایحذ و حذو جوابہ فقال کانھم قاسوھا علی القیئ ولما لم یکن ھنا اختلاف سبب تعین اعتبار المجلس فتنبہ[29] اھ | اور علامہ شامی نے ردالمحتار میں ایک ایسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے جو اس اعتراض کے جواب کے طور پر جاری ہے وہ کہتے ہیں : " گویا ان حضرات نے اسے قے پر قیاس کیا اور چونکہ یہاں اختلاف سبب کا وجود ہی نہیں اس لئے مجلس ہی کا اعتبار متعین ہے---- تو اس پر متنبہ ہونا چاہئے اھ ۔ |
| [۸۳] **اقول:** ھذا عجیب [ف] فان من | **اقول**؛ یہ عجیب ہے۔اس لئے کہ قے |

**ف** : [۵۵] معروضۃ علی ش۔

[28] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

[29] ردالمحتار ، کتاب الطھارۃ باب نواقض الوضوء ، داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۹۲

| | |
|---|---|
| يعتبر السبب وهو الامام الربانی اذا وجد ماهو علة حکم الجمع عندہ لم لایحکم به ویعدل عنه الی مافقد سقط اعتبارہ عندہ لاجل ان العلة دائمة ھھنا وان دوام العلة انما یقتضی دوام الحکم لاالغائها واسنادہ الی غیرھا۔<br>**فان قیل** قدیدوم السبب ھھنا شھورا ودھورا فکیف یجمع الاخر الی الاول۔<br>[۸۴]**قلت**: ھذا اعتراف بان اتحاد السبب لایقوم باقتضائه حکم الجمع فلم یکن فیه دفع الایراد بل تسلیمه۔<br>لکنی [۸۵]**اقول**: یتخالج ف صدری مایدفع ھذا والایراد | میں سبب کااعتبار کرنے والے---امام ربانی محمد بن شیبانی کو جب وہاں ایک ایسی چیز (یعنی مجلس ونشست) مل رہی ہے جو ان کے نزدیک (ایک جگہ کے مسئلہ میں) یکجائی کاحکم کرنے کی علّت ہے تواسی پر حکم کیوں نہیں رکھتے اور اسے چھوڑ کر ایک ایسی چیز (سبب اور متلی) کو کیوں لیتے ہیں جس کااعتبار ان کے نزدیک ساقط ہوچکاہے (یعنی مسئلہ خون میں ۱۲م)-- (انہیں تو قے میں بھی مجلس کا اعتبار کرنا چاہئے) اس لئے کہ علت یہاں دائمی ہے اور علت کا دائمی ہونا اسی کا مقتضی ہے کہ حکم بھی دائمی ہو، نہ اس کا کہ اسے لغو اور بے اثر ٹھہرا کر حکم کو کسی اور علت سے وابستہ کردیا جائے۔<br>**فان قیل** (اگر یہ جواب دیا جائے کہ) یہاں (مسئلہ خون میں) سبب (زخم، پھوڑا وغیرہ) کبھی مہینوں اور زمانوں تک لگاتار رہ جاتا ہے توآخر کواول کے ساتھ کیسے یکجا کیا جائیگا؟<br>**قلت**: (میں کہوں گا) یہ تو اس بات کا اعتراف ہے کہ سبب کاایک ہونا اس قابل نہیں کہ حکمِ جمع کا مقتضی ہو تو یہ میرے اعتراض کا جواب نہ ہوا بلکہ اس میں تو اسے تسلیم کرلیا گیا۔<br>**اقول**: (میں کہتا ہوں) میرے دل میں ایک بات گردش کر رہی ہے جو اس جواب اور |

ف: [۵۶]تطفل علی الحلیة ومعروضة علی ش۔

| | |
|---|---|
| جمیعا ان شاء اللہ تعالٰی وھو انا لا ف نسلم ھھنا اتحاد السبب بل الروح اذا احست بالم تتوجہ لدفاعہ فتتبعھا الریح والدم فلاجتماعھا یحدث الورم وتزداد الحرارۃ فیثقل اجتماع الدم ھھنا غیران الطبیعۃ تضن بالدم الصالح ان تدفعہ ولذلك اذا فصد المریض یتقدم الدم الفاسد خروجا وعن ھذا کانت الحجامۃ احب من الفصد لان الفصد یشق العرق فیثج الدم ثجافمع شدۃ تحفظ الطبیعۃ علی الدم الصالح تعجز عن امساکہ کلیا لانہ بانفتاح مجراہ یسیل بطبعہ سیلانا قویا.فمع حجز الطبیعۃ یخرج شیئ من الصالح قھرا علیھا بخلاف الحجامۃ فان الخروج فیھا ضعیف فتتقوی الطبیعۃ علی احراز الصالح | اس اعتراض دونوں ہی کو رفع کر دینے والی ہے ان شاء اللہ تعالٰی۔ وہ یہ کہ ہم یہاں (مسئلہ خون میں ) اتحادِ سبب نہیں مانتے --بلکہ حقیقت یہ ہے کہ روح جب کسی تکلیف کا احساس کرتی ہے تو اس کے دفعیہ پر متوجہ ہوتی ہے۔ اس میں ہوا اور خون بھی ان کے تابع ہو جاتے ہیں تو ان سب کے مجتمع ہونے کی وجہ سے ورم پیدا ہو جاتا ہے اور حرارت بڑھتی ہے تو اس جگہ خون کا اجتماع ثقیل ہو جاتا ہے مگر یہ ہے کہ طبیعت صالح خون کو بچانا چاہتی ہے اور اسے دفع کرنا نہیں چاہتی---یہی وجہ ہے کہ جب مریض کو فصد لگائی جاتی ہے ( اس کی رگ کھول دی جاتی ہے ) تو پہلے فاسد خون باہر آتا ہے اسی لئے سنگی لگانا فصد لگانے سے بہتر ہوتا ہے کیوں کہ فصد رگ کو پھاڑ دیتی ہے جس سے خون تیزی سے اُبل پڑتا ہے اور زور سے بہنے لگتا ہے اس وقت طبیعت صالح خون کے شدید تحفظ کے باوجود اسے کلّی طور پر روکنے سے بے بس ہو جاتی ہے کیوں کہ بہنے کی راہ کھل جانے کی وجہ سے خون طبعًا پوری قوت سے بہنے لگتا ہے اور طبیعت کے روکنے کے باوجود کچھ صالح خون اسے مغلوب کرکے باہر آ جاتا ہے اور سنگی لگانے میں ایسا نہیں ہوتا ۔ کیوں کہ خروج اس میں کمزور ہوتا ہے جس کی وجہ سے طبیعت صالح خون کو مناسب طور پر |

ف:تحقیق المصنف فی اعتبار محمد المجلس لجمع الدم والسبب لجمع القیئ۔

| | |
|---|---|
| كما ينبغي واذا كان الامر كذلك لاتنبعث للطبيعة داعية دفع الدم المنتقل الى هنا مع الروح الا اذا عملت فيه الحرارة الملتهبة من اجتماع الثلاث الحارات فينسفد بنضج يحصل له بعد بلوغه كمال صلاحه وح تترك الطبيعة الظن به ويزداد التأذى فتحب دفعه فتنفجر القرحة فيجعل الدم يخرج على شاكلته فى الحجامة دون الفصد لان الانفتاح ههنا ايضا فى الجلدلافى العرق فيكون خروجه بضعف لا بدفق شديد غيران القدر المتهيئ منه للخروج وهو الذى تحول مزاجه من الصلاح وعدل قوامه للخروج اذا خرج خرج اعنى تتعاقب اجزاؤه ولا ينبغي لبعضه القعود خلف بعض حتى يحصل بين خروج ابعاضه طفرات وتخللات انقطاع لان المقتضى موجود والمانع مفقود فلا يزال يخرج حتى ينتهى | بچا لینے کی قوت پا جاتی ہے۔۔جب معاملہ ایسا ہے تو طبیعت کے لئے یہاں روح کے ساتھ منتقل ہونے والے خون کو دفع کرنے کا کوئی داعیہ نہ پیدا ہو گا مگر جب اس خون میں تینوں حار چیزوں کے مجتمع ہونے سے بھڑک اٹھنے والی حرارت اثر انداز ہو گی تو وہ کچھ پک جانے کی وجہ سے خراب ہو جائے گا یہ پکنا خون کے کمال عمدگی وصلاح کی حد کو پہنچ جانے کے بعد ہو گا۔اب طبیعت اس کا تحفظ چھوڑ دے گی اور تکلیف بڑھے گی تو اسے دفع کرنا چاہے گی، پھوڑا اس وقت پھٹ جائے گا جس کی وجہ سے خون باہر آنے لگا اسی انداز میں جو سنگی لگانے کے وقت ہوتا ہے۔اس تیز روانی کے طور پر نہیں جو فصد لگانے میں ہوتی ہے۔اس لئے کہ یہاں بھی جلد ہی کھلی ہے رگ نہیں کھلی ہے تو خروج آہستگی اور ضعف کے لئے ہو گا---- شدت سے نہ ہو گا---- ہاں یہ ہے کہ جس خون کا مزاج فاسد ہو چکا ہے اور اس کا قوام باہر آنے پر مائل اور اسی کے لائق ہو گیا ہے، یہ اتنا خون جب نکلے گا تو نکلتا جائے گا یعنی اس کے سارے اجزاء پے در پے باہر نکلتے جائیں گے۔اور طبعًا یہ نہیں ہونا چاہئے کہ ایک حصہ نکلنے کے بعد دوسرا حصہ اتنی دیر تھم رہے کہ ان اجزاء کے باہر آنے کی مدت میں متعدد بار انقطاع پیدا ہو اور درمیان میں خاصا توقف ہو جائے، اس لئے کہ (فاسد خون کے سارے اجزاء میں خروج کا) مقتضی موجود ہے اور مانع مفقود ہے |

| | |
|---|---|
| ثم اذا کان الاذی باقیا بعدلا تزال الروح تتوجه الیه فیعقب الخارج دم اٰخر صالح ویمکث حتی یعرض له ماعرض لسالفه فیخرج کما خرج وھکذا۔ | تو یہ خون نکلتا ہی رہے گا یہاں تک کہ ختم ہو جائے۔ پھر اگر تکلیف اب بھی باقی رہ گئی تو روح اس طرف متوجہ ہوتی رہے گی جس کے باعث دوسرا صالح خون اس نکلے ہوئے خون کے بعد مجتمع ہو کر ٹھہرے گا اس پر بھی وہ ساری حالتیں طاری ہوں گی جو اس کے پیش رو پر طاری ہوئی تھیں تو یہ بھی ایک وقت باہر نکلے گا جیسے وہ نکلا تھا اور یوں ہی معاملہ رہے گا۔ |
| فظھران کل خروج بعد انقطاع من دون منع انما ینشؤ من سبب جدید فیجب ان لایجمع الا ماتلا حق شیئا فشیئا کما ذکرنا وھو المعنی ان شاء الله تعالٰی باتحاد المجلس لان المجلس معتبر حتی اذا بدأ الدم فانتقل الانسان من فورہ لایجمع ماخرج ھنامع ماخرج اٰنفًا وان بقی جالسا کما ھو طول النھار و خرج دم اول الصبح وانقطع ثم خرج شیئ عندالغروب یجمع ھذا مع الاول فان ھذا بعید من الفقه کل البعد۔<br>وبالجملة علامة اتحاد | اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ انقطاع کے بعد بغیر رکاوٹ کے پایا جانے والا ہر خروج کسی سبب جدید ہی سے پیدا ہوتا ہے تو لازم ہے کہ صرف وہ خون جمع کیا جائے جو مسلسل تھوڑا تھوڑا باہر آیا ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا---اور اتحاد مجلس سے یہی مقصود و مراد ہے--- ان شاء اللہ تعالٰی --- یہ نہیں کہ بذاتِ خود مجلس کا اعتبار ہے یہاں تک کہ جب خون نکلنا شروع ہو اور آدمی فوراً جگہ بدل دے تو دوسری جگہ جو نکلے وہ پہلی جگہ نکلنے والے خون کے ساتھ جمع نہ کیا جائے (اور یہ کہا جائے کہ مجلس ایک نہ رہی) ----اور اگر جہاں ہے وہیں دن بھر بیٹھا رہے اور کچھ خون صبح کے اول وقت نکل کر بند ہو جائے۔ پھر کچھ غروب کے وقت نکلے تو اس کو پہلے کے ساتھ جمع کیا جائے (اور کہا جائے کہ مجلس تو ایک ہی رہی لہٰذا دونوں یکجا ہوں گے) یہ تو فقاہت سے بالکل بعید ہے۔ مختصر یہ کہ یہاں اتحاد سبب کی علامت |

| | |
|---|---|
| السبب ھھنا ھو التلاحق واختلافه ھو تخلل الانقطاع طبعا لاقسرا بخلاف القیئ فان الطبیعة تحتاج فیه الی دفع الثقیل الذی میله الطبع الی الاسفل علی خلاف طبعه الی جھة الاعلی فربما لاتقدر علیه الاتدریجا کما ھو مرئی مشاھد فمادام الطبیعة فی الھیجان فھو سبب واحد وان تخلل الانقطاع فاذا سکنت ثم ھاجت فھو سبب جدید ھذا ماظھر لفھمی القاصر فتأمل وتبصر فلعل بعضه یعرف وینکر۔ | یکے بعد دیگرے مسلسل نکلنا ہے---- اور اختلاف سبب کی علامت نہ طبعًا ----نہ جبرًا---انقطاع کے درمیان میں حائل ہوتا اور بیچ بیچ میں خون کا خود اپنی طبیعت سے بند ہو جانا ہے---- اور قے میں ایسا نہیں---- کیوں کہ اس میں وہ ثقیل جس کا طبعی میلان نیچے آنے کی طرف ہوتا ہے برخلافِ طبع طبیعت اسے اوپر کی جانب دفع کرنے کی حاجت مند ہوتی ہے طبیعت زیادہ تر اس پر تدریجًا ہی قدرت پاتی ہے جیسا کہ یہ دیکھا اور مشاہدہ کیا ہوا ہے۔ توجب تک طبیعت ہیجان میں ہو یہ ایک سبب ہے اور اگر بیچ میں انقطاع ہو گیا تو طبیعت میں جب سکون ہو جائے تو یہ سبب جدید ہے---- یہ وہ ہے جو میرے فہم قاصر پر منکشف ہوا تو اس میں تامل اور نگاہِ غور کی ضرورت ہے۔ ہو سکتا ہے اس میں کچھ معروف ہو اور کچھ نامعروف۔ |
| **الرابع**ف انما المنقول عن ائمة المذھب رضی اللہ تعالٰی عنھم فی النجس الخارج من غیر السبیلین شرط السیلان لیس الا وفیه خلاف زفر، وخلاف بینھم ان السیلان مجرد العلو اومع الانحدار | **تنبیہ چہارم:** ائمہ مذہب رضی اللہ تعالٰی عنہم سے سبیلین (پیشاب، پاخانہ کے راستوں) کے علاوہ سے نکلنے والی نجس چیز کے بارے میں صرف سیلان (بہنے) کی شرط منقول ہے اور اس میں صرف امام زفر کا اختلاف ہے اور ان کے درمیان ایک اختلاف یہ ہے کہ سیلان صرف چڑھنے کا نام ہے یا چڑھنے اور ڈھلکنے |

---

ف: **مسئلہ تحقیق:** شریف ان النقض بالخروج الی مایجب تطھیرہ لامایندب خلافا للفتح والحلیة والبحر و الشرنبلالی والطحطاوی والشامی۔

| | |
|---|---|
| كما سمعت كل ذلك على هذا كانت كلما تهم حتى جاء الامام ابو الحسين احمد بن محمد القدورى رحمه الله تعالٰى فزاد فى الكتاب قيد التجاوز الى موضع يلحقه حكم التطهير ثم تظافرت عامة الكتب على اتباعه متونا وشروحا وفتاوٰى۔ | دونوں کے مجموعے کا---- جیسا کہ یہ سب آپ سُن چکے ---- فقہاء کے کلمات اسی حد تک تھے یہاں تک کہ امام ابوالحسین احمد بن محمد قدوری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ آئے تو انہوں نے اپنی کتاب میں ایک قید یہ بڑھائی کہ خون ایسی جگہ تجاوز کر جائے جسے (وضو یا غسل میں) پاک کرنے کا حکم ہوتا ہے پھر متون، شروح اور فتاوٰی کی تقریبًا ساری ہی کتابیں ان کے اتباع میں ہم نوا ہو گئیں۔ |
| قال فى المنية تفسير السيلان ان ينحدر عن رأس الجرح واما اذا علاعن رأس الجرح ولم ينحدر لايكون سائلا وقال بعضهم اذا خرج وتجاوز الى موضع يلحقه حكم التطهير فهو سيلان يعنى اذا خرج الدم من راسه الى انفه اواذنه ان سال الى موضع يجب تطهيره عند الاغتسال ينتقض والافلا[30] اھ | منیہ میں ہے: سیلان کی تفسیر یہ ہے کہ خون سرِ زخم سے ڈھلک آئے اور سرِ زخم سے اوپر چڑھے اور نیچے نہ ڈھلکے تو سائل (بہنے والا) نہ ہوگا اور بعض نے کہا جب نکل کر ایسی جگہ تجاوز کر جائے جسے پاک کرنے کا حکم ہوتا ہے تو یہ سیلان ہے---- یعنی جب خون (مثلًا) اس کے سر سے ناک یا کان کی طرف نکلے اگر وہ ایسی جگہ بہہ جائے جس کو غسل کے وقت پاک کرنا واجب ہوتا ہے تو وہ ناقض ہے ورنہ نہیں اھ۔ |
| قال المولى الحلبى فى شرحه الحلية هذا البعض هو الشيخ ابو الحسين القدورى ومن حذا حذوه[31] اھ | شیخ حلبی نے اس کی شرح حلیہ میں فرمایا: یہ بعض شیخ ابو الحسین قدوری اور ان کے متبع حضرات ہیں اھ۔ |
| ثم الذى كانت تتوارد عليه كلماتهم من بعد ان المراد بحكم | پھر اس کے بعد سبھی حضرات کے کلمات کا اس پر توارد تھا کہ حکمِ تطہیر سے مراد وجوب ہے |

---

30 منیۃ المصلی، کتاب الطھارۃ، بیان نواقض الوضوء، مکتبہ قادریہ لاہور، ص ۹۰

31 حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

| | |
|---|---|
| التطھیر ھو الوجوب ولو فی الغسل کما افصح عنہ فی¹ المنیۃ | اگرچہ غسل ہی میں ہو، (۱) جیسا کہ منیہ میں اسے صاف طور پر کہا، |
| و²قال العلامۃ ابرھیم الحلبی فی شرحھا الغنیۃ (الی موضع یلحقہ حکم التطھیر) ای یجب تطھیرہ فی الجملۃ فی الوضوء اوالغسل او ازالۃ النجاسۃ الحقیقیۃ[32] اھ | (۲) علامہ ابراہیم حلبی نے اس کی شرح منیہ میں لکھا: (ایسی جگہ جس کی تطہیر کا حکم ہوتا ہے) یعنی فی الجملہ وضو یا غسل میں اسے پاک کرنا یا نجاست حقیقیہ (اس پر لگ جائے تو اس) کا دور کرنا واجب ہوتا ہے اھ۔ |
| و³قال الحدادی فی الجوھرۃ النیرۃ شرح مختصر القدوری قولہ یلحقہ حکم التطھیر یعنی یجب تطھیرہ فی الحدث اوالجنابۃ حتی لوسال الدم الی مالان من الانف نقض الوضوء[33] اھ | (۳) اور حدادی نے مختصر قدوری کی شرح جوہرہ نیرہ میں لکھا: عبارت متن: "یلحقہ حکم التطھیر" (اسے تطہیر کا حکم لاحق ہوتا ہے" یعنی اسے حدث یا جنابت میں پاک کرنا واجب ہوتا ہے یہاں تک کہ خون اگر ناک کے نرم حصے تک بہہ آیا تو وضوٹوٹ جائیگا اھ۔ |
| و⁴قال الامام صدر الشریعۃ فی شرح الوقایۃ (سال الی مایطھر) ای الی موضع یجب تطھیرہ فی الجملۃ اما فی الوضوء او فی الغسل[34] اھ | (۴) امام صدر الشریعہ نے شرح وقایہ میں فرمایا: (ایسی جگہ بہہ جائے جسے پاک کیا جاتا ہے) یعنی ایسی جگہ جسے پاک کرنا فی الجملہ وضو یا غسل میں واجب ہوتا ہے اھ۔ |
| و⁵قال سلطان الوزراء العلامۃ ابن کمال باشا فی ایضاح الاصلاح (سال الی مایطھر) ای الی موضع یجب ان یطھر فی الوضوء او فی الغسل بالغسل | (۵) سلطان الوزراء علامہ ابن کمال پاشا نے ایضاح الاصلاح میں لکھا: (ایسی جگہ بہہ جائے جسے پاک کیا جاتا ہے) یعنی ایسی جگہ جسے وضو یا غسل میں دھونے یا مسح کرنے کے ذریعہ پاک کرنا |

32 غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی کتاب الطھارۃ فصل فی نواقض الوضوء سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۳۱

33 الجوہرۃ النیرۃ کتاب الطھارۃ مکتبہ امدادیہ ملتان ۹/۱

34 شرح الوقایہ، کتاب الطھارۃ، نواقض الوضوء، مکتبہ امدادیہ ملتان، ۷۰/۱

| | |
|---|---|
| او بالمسح[35] اھ<br>و¹ قال العلامۃ اکمل الدین البابرتی فی العنایۃ شرح الھدایۃ "قولہ یلحقہ التطھیر المراد ان یجب تطھیرہ فی الجملۃ کما فی الجنابۃ حتی لو سال الدم من الرأس الی قصبۃ الانف انتقض الوضوء لان الاستنشاق فی الجنابۃ فرض[36] اھ<br>و۷ قال الامام فخرالدین الزیلعی فی تبیین الحقائق "غیر السبیلین اذا خرج منھا شیئ و وصل الی موضع یجب تطھیرہ فی الجنابۃ ونحوہ ینقض الوضوء[37] اھ<br>و۸ قال الامام السید جلال الدین الکرلانی فی الکفایۃ اذا کان فی عینہ قرحۃ ووصل الدم منھا الی جانب اٰخر من عینہ فلا ینقض وضوئہ لانہ لم یصل الی موضع یجب غسلہ[38] اھ<br>و۹ قال السید برھان الدین ابرھیم بن ابی بکر بن محمد بن الحسین الاخلاطی الحسینی فی جواھرۃ "خروج الدم الی | واجب ہوتا ہے اھ۔<br>(٦) علامہ اکمل الدین بابرتی نے عنایہ شرح ہدایہ میں فرمایا: عبارت متن: "اسے تطہیر لاحق ہوتی ہے" مراد یہ ہے کہ اسے پاک کرنا فی الجملہ واجب ہو جیسے جنابت میں۔۔ یہاں تک کہ اگر خون سر سے ناک کے بانسے کی طرف بہہ آیا تو وضو ٹوٹ گیا کیونکہ جنابت میں استنشاق (ناک میں پانی چڑھانا) فرض ہے اھ۔<br>(٧) امام فخر الدین زیلعی نے تبیین الحقائق میں فرمایا: "جب غیر سبیلین سے کوئی نجس چیز نکلے اور ایسی جگہ پہنچ جائے جس کی تطہیر جنابت وغیرہ میں واجب ہوتی ہے تو وضو ٹوٹ جائیگا اھ۔<br>(٨) امام جلال الدین کرلانی کفایہ میں رقم طراز ہیں: "اگر آنکھ میں پھنسی ہو اور خون اس سے نکل کر آنکھ ہی کی جانب دوسری طرف پہنچ جائے تو وضو نہ ٹوٹے گا کیوں کہ وہ ایسی جگہ نہ پہنچا جسے دھونا واجب ہو اھ۔<br>(٩) سیّد برہان الدین ابراہیم بن ابی بکر محمد بن حسین اخلاطی حسینی جواہر میں لکھتے ہیں: "کان کے وسط میں جس جگہ تک غسل کے اندر پانی |

35 فتح المعین بحوالہ ابن کمال باشا کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۴۰
36 العنایۃ شرح الہدایۃ علی ہامش فتح القدیر کتاب الطہارۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۳ و ۳۴
37 تبیین الحقائق کتاب الطہارۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۴۷
38 الکفایہ شرح الہدایہ کتاب الطہارۃ المکتبۃ النوریۃ الرضویۃ سکھر ۱/ ۳۴

| | |
|---|---|
| وسط الاذن بحیث یجب ایصال الماء الیه فی الاغتسال ناقض الوضوء [39] اھ<br>[10] وقال العلامة عبدالعلی البرجندی فی شرح النقایة قوله الی مایطهر ای الی موضع یجب تطهیره فی الغسل [40] اھ<br>و[11] "قال الامام شیخ الاسلام بکر خواهر زاده فی مبسوطه علی مانقله عنه فی الفتح والبحر و غیرهما تورم رأس الجرح فظهر به قیح ونحوه لاینقض مالم یجاوز الورم لانه لایجب غسل موضع الورم فلم یتجاوز الی موضع یلحقه حکم التطهیر [41] اھ<br>[12] وقال المولی حسام الدین السغناقی فی النهایة اول شروح الهدایة علی مااثرعنه فی الحلیة فی شرح قوله الی موضع یلحقه حکم التطهیر المراد ان یجب تطهیره فی الجملة کما فی الجنابة [42] اھ<br>[13] وهذا هو المستفاد من معراج الدرایة شرح الهدایة ومن [14] الملتقط ومن [15] الدرر | پہنچانا واجب ہوتا ہے وہاں تک خون نکل آنا ناقضِ وضو ہے ا ھ۔<br>(۱۰) علامہ عبد العلی برجندی شرح نقایہ میں فرماتے ہیں : "قولہ الی مایطہر ---- یعنی ایسی جگہ جس کی تطہیر غسل میں واجب ہے"۔اھ<br>(۱۱) امام شیخ الاسلام بکر خواہر زادہ اپنی مبسوط میں رقم فرماتے ہیں جیسا کہ اس سے فتح، بحر وغیرہما میں نقل کیا ہے "سرِ زخم ورم کر گیا اس میں پیپ وغیرہ ظاہر ہوا تو جب تک ورم سے وہ تجاوز نہ کرے ناقض نہیں تو ایسی جگہ تجاوز نہ پایا گیا جسے تطہیر کا حکم لاحق ہو "اھ<br>(۱۲) حسام الدین سغناقی ہدایہ کی سب سے پہلی شرح نہایہ میں جیسا کہ اس سے حلیہ میں نقل کیا ہے عبارت متن "الی موضع یلحقه حکم التطهیر" کی شرح میں لکھتے ہیں : "مراد یہ ہے کہ اس کی تطہیر فی الجملہ واجب ہو جیسے جنابت میں "اھ<br>(۱۳) جیسا کہ معراج الدرایہ شرح ہدایہ (۱۴) ملتقط (۱۵) درر اور ان کے علاوہ کتابوں سے مستفاد ہے |

[39] جواہر الاخلاطی، تاب الطھارۃ فصل فی نواقض الوضوء قلمی ص ٦

[40] شرح النقایۃ للبرجندی کتاب الطھارۃ مطبع عالی نولکشور ۱/ ۲۱

[41] فتح القدیر کتاب الطھارۃ المکتبۃ النوریۃ الرضویہ بسکھر ۱/ ۳۴

[42] النہایہ

| ومن غیرھا وسترد علیك نقولھا ان شاء اللہ تعالٰی۔<br>[16] وبہ جزم العلامۃ عمر بن نجیم فی النھر الفائق<br>و[17] قال العلامۃ السید ابو السعود الازھری فی فتح اللہ المعین [18] نقلا عن ابیہ السید علی الحسینی ان المراد بحکم التطھیر وجوبہ فی الوضوء والغسل ولو بالمسح[43] اھ<br>فھذا ما ارتکز فی اذھان العامۃ جیلا فجیلا غیران المحقق علی الاطلاق الامام الھمام کمال الدین محمد بن الھمام زادالندب ایضا حیث یقول لو خرج من جرح فی العین دم فسال الی الجانب الأخر منھا لاینتقض لانہ لایلحقہ حکم وجوب التطھیر اوندبہ بخلاف مالو نزل من الراس الی مالان من الانف لانہ یجب غسلہ فی الجنابۃ ومن النجاسۃ فینتقض[44] اھ۔ وتبعہ تلمیذہ المحقق فی الحلیۃ قائلا بعد نقلہ مایاتی عن | سب کی عبارتیں ان شاء اللہ تعالٰی آگے نقل ہوں گی۔<br>(۱۶) اسی پر علامہ عمر بن نجیم نے النہر الفائق میں جزم کیا۔<br>(۱۷) اور علامہ سید ابو السعود ازہری نے فتح اللہ المعین میں ۱۸ اپنے والد سید علی حسینی سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ : "حکم تطہیر سے مراد اس کا وضو و غسل میں واجب ہونا ہے اگرچہ مسح ہی کے ذریعے"۔<br>یہی بات عامہ علماء کے ذہن میں نسل در نسل ثبت رہی مگر محقق علی الاطلاق امام ہمام کمال الدین محمد بن الہمام نے مندوب ہونے کا بھی اضافہ کیا، وہ لکھتے ہیں : "اگر آنکھ کے اندر کسی زخم سے خون نکل کر آنکھ ہی کی دوسری جانب بہا تو وضو نہ ٹوٹے گا اس لئے کہ اسے تطہیر کے وجوب یا ندب کا حکم لاحق نہیں ہوتا بخلاف اس صورت کے جب خون سر سے ناک کے نرم حصے میں اتر آئے کیوں کہ اسے جنابت میں اور کوئی نجاست لگنے سے دھونا واجب ہوتا ہے تو وہ ناقضِ وضو ہوگا ھ" اور ان کے تلمیذ محقق نے حلیہ میں ان کا اتباع کیا اور اتقانی کے حوالے سے آنے والی |
|---|---|

[43] فتح اللہ المعین کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۴۱

[44] فتح القدیر کتاب الطہارۃ، فصل فی نواقض الوضوء مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۴

| | |
|---|---|
| الاتقانی فعلی هذا المرادان یتجاوز الی موضع یجب طهارته او تندب کما اشرنا الیه آنفا[45] اه<br>[86] **قلت**: والاشارة فی قوله الی موضع یلحقه حکم التطهیرای شرع فی حقه الحکم الذی هو التطهیر اهفان المشروع یعم المندوب۔[46]<br>[87] **اقول**: و ربما یترشح هذا التعمیم من النهایة ایضًا فانه مع تصریحه بان المراد الوجوب کما تقدم فرع علیه بقوله حتی"لوسال الدم الی قصبة الانف انتقض الوضوء لان الاستنشاق فی الجنابة فرض وفی الوضوء سنة وکذلك فی المبسوط [47] اه"فان الاستنان لو لم یکف لکان ذکره عبثا الاان یقال المراد انه وان لم یکن فی الوضوء الا سنة لکنه فی الغسل فرض فتحقق التجاوز الی مایجب تطهیره فی الجملة | عبارت نقل کرنے کے بعد لکھا: "تواس بنا پر مراد یہ ہوگی کہ ایسی جگہ تجاوز کر جائے جس کی طہارت واجب یا مندوب ہوتی ہے جیسا کہ اس کی جانب ہم نے اشارہ کیا" اھ<br>**قلت** اشارہ الی موضع یلحقه حکم التطهیر کے تحت ان کی اس عبارت میں ہے یعنی اس کے حق میں مشروع ہے وہ حکم جو تطہیر ہے اھ "اس لئے کہ مشروع، مندوب کو بھی شامل ہے۔<br>**اقول**: یہ تعمیم نہایہ سے بھی کچھ مترشح ہوتی ہے کیوں کہ انہوں نے وجوب مراد ہونے کی تصریح مذکور کرکے باوجود اس پر تفریع میں یہ لکھا ہے: "یہاں تک کہ خون اگر ناک کے بانسے کی طرف بہہ آیا تو وضو ٹوٹ گیا کیونکہ استنشاق جنابت میں فرض اور وضو میں سنت ہے ---- ایسا ہی مبسوط میں ہے" اھ۔ اس لئے کہ سنت ہونا اگر کافی نہ ہوتا تو اس کا تذکرہ عبث ہوتا مگر یہ کہا جاسکتا ہے کہ مطلب یہ ہے کہ وضو میں اگرچہ صرف سنّت ہے لیکن غسل میں فرض ہے تو ایسی جگہ تجاوز متحقق ہوگیا جس کی تطہیر فی الجملہ واجب ہے تو اس جملے (وضو میں سنت ہے) |

45 حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی
46 حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی
47 النہایہ

فتکون زیادۃ ھذہ الجملۃ تحقیقا لقولہ فی ماسبق فی الجملۃ وھذا ھوالذی یتعین حمل کلامہ علیہ کیلا یخالف اٰخرہ اولہ۔

کا اضافہ دراصل اس لفظ "فی الجملۃ" کی تحقیق قرار پائے گا جو پہلے ان کی عبارت میں آگیا ہے------اسی معنی پر ان کے کلام کو محمول کرنا متعین ہے تاکہ اس کا آخری حصہ ابتدائی حصے کے مخالف نہ ہو۔

[۸۸] **اقول:** وکذلک[ف] لظاہر کلام المحقق حیث اطلق تجاذب فی الاول والاٰخر فانہ عمم الندب ثم ذکر النزول الی مالان وعللہ بوجوب غسلہ فی الغسل ومعلوم ان المفھوم معتبر فی کلمات العلماء ولو کان الحکم عندہ کذلک فی النزول الی مااشتد کان الظاھر ان یذکرہ ویعللہ بندب غسلہ فی الغسل والوضوء کی یکون مثالا لما زاد من الندب ولایوھم خلاف المرام ھلکنہ رحمہ اللہ تعالٰی لم یر بُدًّا من اتباع العامۃ فانھم انما صورو المسألۃ ھکذا کما ستعرفہ ان شاء اللہ تعالٰی۔

**اقول:** اسی طرح محقق علی الاطلاق کے بھی ظاہر کلام کے اندر اول تا آخر کے درمیان کش مکش پائی جاتی ہے کیوں کہ پہلے انہوں نے حکم کو ندب کے لئے بھی عام کردیا پھر ناک کے نرم حصے تک خون اتر آنے کا ذکر کیا اور غسل میں اس کا دھونا واجب ہونے سے علت بیان کی اور معلوم ہے کہ کلماتِ علماء میں مفہوم معتبر ہوتا ہے اگر ان کے نزدیک ناک کے سخت حصے تک اتر آنے کا حکم ایسا ہی ہوتا تو ظاہر یہ تھا کہ اسے ذکر کرتے اور غسل اور وضو میں اسے دھونے کے مندوب ہونے سے اس کی تعلیل فرماتے تاکہ جو لفظ "ندب" انہوں نے بڑھایا اس کی ایک مثال ہو جاتی اور خلاف مقصود کا وہم نہ پیدا ہوتا لیکن حضرت محقق رحمہ اللہ تعالٰی نے عامّہ علماء کے اتباع سے کوئی مفر نہ دیکھا کیونکہ انہوں نے مسئلہ کی صورت اسی طرح رکھی ہے جیسا کہ آگے ان شاء اللہ تعالٰی معلوم ہوگا۔

---

ف: [۵۷] تطفل علی الفتح۔

ثم لم ارمن تبعه بعده غير تلميذه حتى اتى المحقق البحر فشيد اركانه فى بحره قائلا انما فسرنا الحكم بالاعم من الواجب والمندوب لان مااشتد من الانف لاتجب طهارته اصلا بل تندب لما ان المبالغة فى الاستنشاق لغير الصائم مسنونة وقد صرح فى معراج الدراية وغيره بانه اذا نزل الدم الى قصبة الانف نقض وفى البدائع اذا نزل الدم الى صماخ الاذن يكون حدثا وفى الصحاح صماخ الاذن خرقها وليس ذلك الا لكونه يندب تطهيره فى الغسل ونحوه فقول بعضهم المراد ان يصل الى موضع تجب طهارته محمول على ان المراد بالوجوب الثبوت وقول الحدادى اذا نزل الدم الى قصبة الانف لاينقض محمول على انه لم يصل الى ما يسن ايصال الماء اليه فى الاستنشاق

پھر ان کے بعد ان کی تبعیت کرنے والا ان کے تلمیذ صاحبِ حلیہ کے سوا کسی کو میں نے نہ دیکھا یہاں تک کہ محقق صاحبِ بحر آئے تو انہوں نے البحر الرائق میں اس کے ستون مضبوط کئے اور فرمایا : "ہم نے حکم کی تفسیر اس سے کی جو واجب اور مندوب دونوں کو عام ہے اس لئے کہ ناک سے سخت حصے کی طہارت بالکل (یعنی وضواور غسل کسی میں بھی ) واجب نہیں بلکہ مندوب ہے اس لئے کہ غیر روزہ دار کے لئے استنشاق میں مبالغہ (یعنی نرم حصے سے بڑھا کر سخت تک پانی چڑھا دینا ) مندوب ہے----اور معراج الدرایہ وغیرہ میں تصریح ہے کہ خون جب ناک کے بانسے تک اُتر آئے تو ناقضِ وضو ہے اور بدائع میں ہے : خون جب صماخ گوش (کان کے سوراخ ) تک اُتر آئے تو حدث ثابت ہو جائے گا ، صحاح میں صماخ اذن کا معنی کان کا شگاف لکھا ہے اور یہ اسی لئے ہے کہ اس کی تطہیر غسل وغیرہ میں مندوب ہے تو بعض حضرات کا یہ فرمانا کہ "مراد ایسی جگہ پہنچنا ہے جس کی طہارت واجب ہے"-----اس پر محمول ہوگا کہ واجب ہونے کا مطلب ثابت ہونا ہے اور حدادی کی عبارت :"اذا نزل الدم الى قصبة الانف لا ينقض (خون جب ناک کے بانسے تک اتر آئے تو ناقض نہیں )"اس پر محمول ہو گی کہ اس جگہ تک نہ پہنچے جہاں استنشاق میں پانی پہنچانا

| | |
|---|---|
| توفیقاً بین العبارات وقول من قال اذا نزل الدم الی مالان من الانف نقض لایقتضی عدم النقض اذا وصل الی مااشتد منه الا بالمفهوم والصریح بخلافه وقد اوضحه فی غایة البیان والعنایة والمراد بالوصول المذکور سیلانه[48] اھ<br>[۸۹] **اقول**:ف تاویله کلام الحدادی فی السراج الوهاج کانه یرید به ان"الی"فی کلامه لاخراج الغایة ای نزل الدم من الراس وانتهی الی مبدء مااشتد من الانف من دون ان ینزل منه شیئ فیه ،وهذا کان محتملا لولا ان الحدادی صرح فی مختصر سراجه ان المراد بالحکم الوجوب و فرع علیه تقیید الانتقاض بالنزول الی مالان کما تقدم وسیأتی عنها ماهو انص واجلی | مسنون ہے تاکہ عبارتوں میں تطبیق ہو جائے اور بعض حضرات کے کلام میں آیا ہے کہ "جب خون ناک کے نرم حصے تک اتر آئے تو ناقضِ وضو ہے"اس کا تقاضا یہ نہیں کہ جب سخت حصے تک پہنچے تو ناقضِ وضو نہیں مگر یہ کہ اس کا مفہوم لیا جائے حالاں کہ صریح اس کے برخلاف ہے اور غایۃ البیان و عنایہ میں سے واضح طور پر لکھا ہے اور وصول (پہنچنا) جو مذکور ہوا اس سے مراد سیلان (بہنا) ہے اھ۔<br>**اقول**: حدادی کی عبارتِ سراج وہاج کی جو تاویل کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحبِ بحر یہ مراد لے رہے ہیں کہ عبارت سراج میں لفظ "الی"غایت کو خارج کرنے کے لئے ہے یعنی خون سر سے اُترے اور ناک کے سخت حصے کے شروع تک پہنچے خود اس حصے میں ذرا بھی نہ اُترے، یہ احتمال تو تھا اگر حدادی نے اپنی مختصر سراج میں یہ تصریح نہ کر دی ہوتی کہ حکم سے وجوب مراد ہے اور اس پر تفریع کرتے ہوئے وضو ٹوٹنے کو خون کے نرم حصے تک اُتر آنے سے مقید نہ کیا ہوتا جیسا کہ گزرا اور آگے ان کی اس سے بھی زیادہ صریح اور روشن و |

ف: [۸۹]تطفل علی البحر۔

48 البحر الرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۱۔۳۲

| | |
|---|---|
| وردہ اخوہ وتلمیذہ العلامۃ عمر فی النھر الفائق بقولہ"وھذا وھم وانی یستدل بما فی المعراج وقد علل المسألۃ بما یمنع ھذا الاستخراج فقال مالفظہ لونزل الدم الی قصبۃ الانف انتقض بخلاف البول اذا نزل الی قصبۃ الذکر ولم یظھر فانہ لم یصل الی موضع یلحقہ حکم التطھیر وفی الانف وصل فان الاستنشاق فی الجنابۃ فرض کذا فی المبسوط اھ وقد افصح ھذا التعلیل عن کون المراد بالقصبۃ مالان منھا لانہ الذی یجب غسلہ فی الجنابۃ ولذا قال الشارح (ای شارح الکنز یرید الامام الزیلعی) لو نزل الدم من الانف انتقض وضوؤہ اذا وصل الی مالان منہ لانہ یجب تطھیرہ وحمل الوجوب فی کلامہ عن الثبوت مما لاداعی الیہ وعلی ھذا فیجب ان یراد بالصماخ الخرق الذی یجب ایصال الماء الیہ فی الجنابۃ وبھذا ظھر ان کلامھم مناف لتلک الزیادۃ اھ[49] کلام النھر۔ | واضح عبارت آ رہی ہے ، صاحبِ بحر کی تردید میں ان کے برادر اور تلمیذ علامہ عمر نے النہر الفائق میں یہ لکھا ہے : یہ وہم ہے اور معراج کی عبارت سے استدلال کیسا ، جبکہ اس میں مسئلہ کی تعلیل ان الفاظ سے بیان ہوئی ہے جو یہ مطلب لینے سے مانع ہیں ، ان کے الفاظ یہ ہیں : خون اگر ناک کے بانسے تک اُتر آئے تو وضو ٹوٹ جائے گا برخلاف اس صورت کے جب پیشاب ذکر کی نالی تک اُتر آئے اور ظاہر نہ ہو ، اس لئے کہ یہ ایسی جگہ نہ پہنچا جسے تطہیر کا حکم ہے اور ناک میں ایسی جگہ پہنچ گیا اس لئے کہ جنابت میں استنشاق فرض ہے ، ایسا ہی مبسوط میں ہے اھ۔ اس تعلیل نے تو صاف بتادیا کہ بانسے سے مراد اس کا نرم حصہ ہے اس لئے کہ یہی وہ ہے جسے جنابت میں دھونا فرض ہے ، اسی لئے شارح فرماتے ہیں (یعنی کنزالدقائق کے شارح مراد ہیں امام زیلعی) : اگر خون ناک سے اترا تو وضو ٹوٹ جائے گا جب اس کے نرم حصے تک پہنچ گیا ہو اس لئے کہ اس کی تطہیر واجب ہے اور ان کے کلام میں لفظ وجوب کو معنی ثبوت پر محمول کرنے کا کوئی داعی نہیں ، اس بنا پر ضروری ہے کہ صماخ سے وہ شگاف مراد ہو جہاں جنابت میں پانی پہنچانا واجب ہے ، اسی سے واضح ہوگیا کہ ان حضرات کی عبارتیں اس اضافے (ندب) کے منافی ہیں اھ نہر کی عبارت ختم۔ |

[49] النہر الفائق کتاب الطہارۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۲/۱

| اقول: داعی ہونے کے لئے ان حضرات کی عبارتوں میں بشرطِ امکان تطبیق پیدا کرنے کا مقصد کافی ہے۔اور معراج کی عبارت اگراس اضافے کو ثابت نہیں کرتی تواس کی تردید بھی نہیں کرتی اور شارح (امام زیلعی) کے کلام میں مفہومِ مخالفت کا لحاظ کیا جائے جب ہی وہ اس کے منافی ہوگا۔ صاحبِ بحر اس کا جواب دے چکے ہیں کہ مفہوم، صریح کے معارض و مقابل نہیں ہوتا توان کے نزدیک ضروری ہے کہ مفہوم مراد نہ ہو تا کہ ان حضرات کے کلام میں تعارض نہ ہوسکے۔<br>ہاں معراج سے استناد پر کھلا ہوا منع وارد ہوتا ہے، اس لئے کہ ان کا ظاہر کلام "ناک کے بانسے تک اُترے" اگرچہ سخت و نرم دونوں حصوں کی تعمیم کا افادہ کر رہا ہے کیونکہ سخت حصے میں اُترنے سے بھی بانسے میں اترنا قطعًا متحقق ہو جاتا ہے اگرچہ نرم حصے تک نہ پہنچے لیکن یہ تعمیم مکدّر اور نامعقول ہو جاتی ہے جب آخر میں وہ اس کی علّت استنشاق کی فرضیت سے بیان کرتے ہیں جیسا کہ نہر میں ذکر کیا۔<br>اقول؛ ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ | [٩٠] **اقول**: کفی بابداء ف۱ التوفیق بین کلماتھم داعیا الیه ان [٩١] امکن وکلام المعراج ف۲ ان لم یثبت الزیادة فلا ینفیھا و [٩٢] کلام الشارح ف۳ انما ینا فی بلحاظ مفھوم المخالفة وقد اجاب عنه البحر بان المفھوم لایعارض الصریح فیجب عنده ان یراد المفھوم غیر مراد کی لاتتعارض کلمات الاسیاد۔<br>نعم فی الاستناد بالمعراج منع ظاھر فان ظاھر قوله نزل الی قصبة الانف وان کان مفید التعمیم مااشتد وما لان فان بالنزول الی مااشتد یتحقق النزول الی القصبة قطعا وان لم یصل الی المارن لکن یکدره تعلیله اٰخرا بافتراض الاستنشاق کما ذکره فی النھر۔<br>[٩٣] **اقول**: لاسیما ف۴ وقد ترک |
|---|---|

ف۱: [٥٩] تطفل علی النھر

ف۲: [٦٠] تطفل اٰخر علیه

ف۳: [٦١] تطفل ثالث علیه

ف۴: [٦٢] تطفل اٰخر علی البحر بتائید کلام النھر۔

| | |
|---|---|
| علی مانقل فی النھر من کلام المبسوط لفظۃ وفی الوضوء سنۃ کما تقدم نقلہ عن الحلیۃ عن النھایۃ عن المبسوط فلوکان مرادہ العموم لما ترك مایفیدہ واقتصر علٰی مالا یعطیہ۔ | مبسوط میں یہ الفاظ بھی تھے کہ "اور وضو میں سنّت ہے" جیسا کہ حلیہ کی عبارت میں بواسطہ نہایہ، مبسوط سے نقل گزری لیکن جیسا کہ نہر نے نقل کیا معراج میں مبسوط کے وہ الفاظ ترک کر دیئے ہیں تو اگر صاحبِ معراج کا مقصود عموم ہوتا تو اس کا افادہ کرنے والے الفاظ وہ ترک کرکے صرف اس قدر پر اکتفانہ کرتے جو عموم کا معنی نہیں دیتی۔ |
| وانتصر العلامۃ الشامی للبحر الرائق فی منحۃ الخالق فقال یتعین ان یحمل قول المعراج فان الاستنشاق فی الجنابۃ فرض علی معنی ان اصل الاستنشاق فرض وان یبقی اول کلامہ علی ظاھرہ من غیر تاویل[50] الخ | علامہ شامی نے منحۃ الخالق میں البحر الرائق کی حمایت کی ہے اور لکھا ہے کہ: عبارت معراج: استنشاق جنابت میں فرض ہے" کو اصل استنشاق فرض ہونے کے معنی پر محمول کرنا اور اس کی ابتدائی عبارت کو بغیر کسی تاویل کے ظاہر پر باقی رکھنا متعین ہے الخ۔ |
| **اقول:** کیف ف[۹۳] یخالف بین محملیھما مع ان اخرہ علی اولہ دلیل قال"لما سیأتی قریبا عن غایۃ البیان عن النقض بالوصول الی قصبۃ الانف قول اصحابنا وان اشتراط الوصول الی مالان منہ قول زفر[51] الخ | **اقول:** دونوں کے مطلب میں مخالفت کیسے ہوگی جبکہ آخر کلام کو اول کی دلیل بنایا ہے آگے اپنی تائید میں علامہ شامی یہ لکھتے ہیں: اس لئے کہ آگے غایۃ البیان کے حوالے سے آرہا ہے کہ ناک کے بانسے تک خون پہنچ آنے سے وضو ٹوٹ جانا ہمارے اصحاب کا قول ہے اور نرم حصے تک پہنچنے کی شرط امام زفر کا قول ہے الخ۔ |

ف[۹۳]: معروضۃ علی العلامۃ الشامی

50 منحۃ الخالق علی البحر الرائق کتاب الطہارۃ، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۱و۳۲

51 منحۃ الخالق علی البحر الرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۲

| | |
|---|---|
| [95]**اقول:** ھذا [ف1] کان له محل لو ان المعراج کان ھو المتفرد بھذا فکان یجب ردکلامه الی وفاق الجمھورمھما امکن لکن عامة الکتب مصرحة ھھنا بتقیید النقض بما لان کما ستسمعه ان شاء الله تعالٰی فجعلھم جمیعا غافلین عما حکی الاتقانی فی غایة البیان فی غایة البعد غایة الامر ان یحمل علی اختلاف الروایات فانی یجب رد مافی المعراج الی مافی الغایة۔ | **اقول:** اس کا موقع تھا اگر تنہا صاحبِ معراج اس خصوص کے قائل ہوتے ، ایسی صورت میں جہاں تک ہوسکے ان کے کلام کو جمہور کی موافقت کی جانب پھیرنا واجب ہوتا لیکن عامہ کتب نے وضو ٹوٹنے کو نرم حصے تک پہنچنے سے صراحۃً مقید کیا ہے جیسا کہ ان شاء اللہ آگے ان کی عبارتیں پیش ہوں گی۔ ---تو اتقانی نے غایۃ البیان میں جو حکایت کی ہے اس سے سب ہی کو غافل ٹھہرانا انتہائی بعید ہے ، زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ اختلافِ روایات مانا جائے پھر عبارتِ معراج کو عبارتِ غایہ کی جانب پھیرنا کیسے ضروری ہوگا۔ |
| [96]**ثم:** علی [ف2] ھذا ایضا انما کان السبیل ان یحمل کلامه اولا واٰخرا علی بیان ماذا نزل الی مالان والسکوت عما نزل الی مااشتد کما اختارہ البحرلا ان یجعل اٰخر کلامه مخالفا لاوله مع کونھما مطلبا ودلیلا قال۔"وان قول من قال اذا وصل الی مالان منه لبیان الاتفاق وکانّ صاحب النھر لم یطلع علی ذلك | **پھر** اس بنیاد پر بھی راہ یہی تھی کہ کلامِ معراج اوّل وآخر دونوں جگہ نرم حصہ تک خون اترنے سے متعلق حکم کے بیان اور سخت حصے تک اترنے سے متعلق سکوت پر محمول کیا جائے جیسا کہ بحر نے اختیار کیا ، نہ یہ کہ آخر کلام کو اول کے خلاف بنایا جائے باوجودیکہ ایک مدعا ہے دوسرا دلیل ۔علامہ شامی آگے فرماتے ہیں :اور جس نے یہ لکھا ہے کہ "جب خون نرم حصے تک پہنچ جائے "اس کا مقصد ایسی صورت رکھنا ہے جس پر امام زفر کا بھی اتفاق ہو--------شاید صاحب نہر |

---

فـــ1: [64]معروضة اخری علی العلامة ش۔

فـــ2: [65]معروضة ثالثة علیه۔

| | |
|---|---|
| حتی قال ماقال[52] اھ<br>ف۹۷**اقول:** هذا انما یتمشی فی عبارة الهدایة وفیها کلام الاتقانی دون سائر العبارات المتظافرة الافی بعضها بتعسف شدید هذا۔<br>ولنأت علی ماذکر الاتقانی فاعلم ان الامام برهان الدین قال فی الهدایة فی صدر الفصل المعانی النا قضة للوضوء کل مایخرج من السبیلین والدم والقیح اذا خرجا من البدن فتجاوزا الی موضع یلحقه حکم التطهیر[53]۔ثم ذکر مسائل القیئ الی ان ذکر قیئ الدم ثم قال ولو نزل من الرأس الی مالان من الانف نقض بالاتفاق لوصوله الی موضع یلحقه حکم التطهیر فیتحقق الخروج[54] اھ<br>قال العلامة الاتقانی قوله الی | اس (تصریح غایۃ البیان) سے آگاہ نہ ہوئے اور وہ سب کہہ گئے اھ۔<br>**اقول:** یہ توجیہ صرف ہدایہ کی عبارت میں چل سکتی ہے اسی کے بارے میں اتقانی کی گفتگو بھی ہے، دوسری بہت ساری عبارتوں میں یہ توجیہ نہیں ہو سکتی ہاں بعض میں شدید تکلف کے بعد ممکن ہے۔ یہ بحث تمام ہوئی۔<br>اب ہم اس پر آتے ہیں جو اتقانی نے ذکر کیا۔ پہلے یہ جان لیجئے کہ امام برہان الدین نے فصل نواقض وضو کے شروع میں فرمایا: ہر وہ چیز جو سبیلین سے خارج ہو----- اور خون اور پیپ جب یہ دونوں، بدن سے نکل کر کسی ایسی جگہ تجاوز کر جائیں جسے تطہیر کا حکم لاحق ہے"---- پھر قے کے مسائل بیان کئے یہاں تک کہ خون کی قے کا ذکر کیا، پھر فرمایا: "اور اگر سر سے ناک کے اس حصے تک اُتر آئے جو نرم ہے تو بالاتفاق ناقضِ وضو ہے کیونکہ خون ایسی جگہ پہنچ گیا جس کی تطہیر کا حکم ہوتا ہے تو خروج متحقق ہو جائے گا۔" اھ۔<br>علامہ اتقانی لکھتے ہیں: ان کی عبارت |

ف: معروضة رابعة علیه۔

[52] منحۃ الخالق علی البحر الرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۲
[53] الہدایہ کتاب الطہارۃ فصل فی نواقض الوضوء المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/۸
[54] الہدایہ کتاب الطہارۃ فصل فی نواقض الوضوء المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/۱۰

| | |
|---|---|
| مالان من الانف ای الی المارن وما بمعنی الذی ،فان قلت لم قید بھذا القید مع ان الروایة مسطورة فی الکتب عن اصحابنا ان الدم اذا نزل الی قصبة الانف ینقض الوضوء ولاحاجة الی ان ینزل الی مالان من الانف فای فائدة فی ھذا القید اذن سوی التکرار بلا فائدة لان ھذا الحکم قد علم فی اول الفصل من قوله والدم والقیح اذا خرجا من البدن فتجاوزا الی موضع یلحقه حکم التطھیر قلت بیان لاتفاق اصحابنا جمیعا لان عند زفر لاینتقض الوضوء مالم ینزل الدم الی مالان من الانف لعدم الظھور قبل ذلك اھ (قال فی المنحة بعد نقله) وھو شاھد قوی علی ماقاله (ای صاحب البحر)فلا تغتر بتزییف صاحب النھر واللہ تعالٰی ولی التوفیق [55] اھ<br><br>وذکر مثل کلامه الذی نقلنا ھھنا مع قلیل زیادة فی رسالة الفوائد المخصصة واورد خلاصته | "الی ما لان من الانف-------ناک کے اس حصے تک اُتر آئے جو نرم ہے"اس سے مراد"مارن"(نرمہ) ہے. اور"ما"بمعنی الذی ہے . اگر اعتراض ہو کہ قید کیوں لگائی جب کہ ہمارے اصحاب کی کتابوں میں روایت یوں لکھی ہوئی ہے کہ خون جب ناک کے بانسے تک اتر آئے تو ناقضِ وضو ہے. اور اس کی ضرورت نہیں کہ ناک کے نرم حصے تک اترے ایسی صورت میں اس قید کا کیا فائدہ ؟. سوااس کے کہ بے سُود تکرار ہو کیونکہ یہ حکم تو وہیں معلوم ہو گیا جو شروع فصل میں فرمایا :اور خون اور پیپ جب یہ بدن سے نکل کر کسی ایسی جگہ تجاوز کر جائیں جسے تطہیر کا حکم لاحق ہے"---- تو میں کہوں گا یہ اس صورت کا بیان ہے جس میں ہمارے تمام اصحاب کا اتفاق ہے اس لئے کہ امام زفرکے نزدیک جب تک نرم حصے تک نہ اترے وضو نہیں ٹوٹتا اس لئے کہ اس سے پہلے ظہور ثابت نہیں ہوتا"اھ ، اسے علامہ شامی نے منحۃ الخالق میں نقل کرنے کے بعد فرمایا : یہ صاحبِ بحر کے کلام پر قوی شاہد ہے تو صاحبِ نہر کی تردید سے دھوکے میں نہیں پڑنا چاہئے اور خدائے تعالٰی ہی توفیق کا مالک ہے اھ۔<br>اسی طرح کی بات علامہ شامی نے تھوڑے اضافے کے ساتھ اپنے رسالہ "الفوائد المخصصه"میں بھی ذکر کی ہے------اس کا خلاصہ ردالمحتار |

[55] منحۃ الخالق علی البحر الرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۲

فی ردالمحتار وختمه بقوله"فهذا صریح فی ان المراد بالقصبة مااشتد فاغتنم هذا التحریر المفرد[56] الخ۔

میں بھی لکھاہے اوراسے اس عبارت پر ختم کیا ہے: "تو یہ اس بارے میں صریح ہے کہ بانسے سے مراد اس کا سخت حصہ ہے ۔اس منفرد تحریر کو غنیمت جانو"۔الخ

۹۸**اقول:** ف۱ نعم هو صریح فی ان المراد فی تلك الروایة مااشتد اما عبارة المعراج التی فیها کلام البحر والنهر فلا مساغ فیها للحمل علی مااشتد للزوم الاختلاف بین الدلیل والمدعی کما علمت فالحق ان استناد البحر بها لیس فی محله۔

**اقول:** ہاں یہ اس بارے میں صریح ہے کہ اس روایت میں سخت حصہ ہی مراد ہے لیکن عبارتِ معراج جس میں بحر و نہر کی گفتگو ہے اسے "سخت حصے" پر محمول کرنے کی گنجائش نہیں اس لئے کہ دلیل اور دعوی کے درمیان اختلاف لازم آتا ہے، جیساکہ معلوم ہوا تو حق یہی ہے کہ اس سے بحر کا استناد بے جا ہے۔

ثم ۹۹**اقول:** ف۲ ان کان مراد الهدایة بالحکم الوجوب کما هو المتبادر من کلامه فانه انما جعله واصلا الی مایلحقه حکم التطهیر بعد نزوله الی مالان فمعلوم ان المارن داخل من وجه وخارج من وجه یلحقه حکم التطهیر فی الغسل ولا یلحقه فی الوضوء فالتنصیص علی مثل هذا لایعد عبثا ولا تکرارا فیسقط سؤال الغایة من رأسه۔

**ثم اقول:** اگر حکم سے ہدایہ کی مراد وجوب ہو جیساکہ اس کی عبارت سے یہی متبادر ہے---- کیونکہ اس میں خون کو نرم حصے تک پہنچنے کے بعد ہی اس جگہ تک پہنچنے والا قرار دیا ہے جسے حکم تطہیر لاحق ہوتا ہے تو یہ معلوم ہے کہ نرمہ ایک طرح سے داخل ہے اور ایک طرح سے خارج ہے، غسل میں اسے تطہیر کا حکم لاحق ہوتا ہے اور وضو میں لاحق نہیں ہوتا اس لئے ایسی چیز سے متعلق تصریح کردینے کو بے فائدہ اور تکرار شمار نہ کیا جائے گا تو غایۃ البیان کا اعتراض ہی سرے سے ساقط ہے۔

---

ف۱: ۶۷معروضة خامسة علیه۔

ف۲: ۶۸تطفل علی العلامة الاتقانی

[56] ردالمحتار کتاب الطهارة مطلب نواقض الوضوء مکتبه داراحیاء التراث العربی بیروت ۹۱/۱

وعلی ف۱ ھذا فالعجب من العلامۃ صاحب العنایۃ رحمہ اللہ تعالٰی حیث صرح ان المراد بالحکم الوجوب ثم تبع الغایۃ فی ایراد ھذا السؤال والجواب وزادان "قولہ (ای قول الھدایۃ) لوصولہ الی موضع یلحقہ حکم التطھیر یعنی بالاتفاق لعدم الظھور قبل ذلک عند زفر [57] اھ واعترضہ العلامۃ سعدی افندی فی حاشیتہ علیھا قائلا "فیہ بحث [58] اھ ولم یبین وجھہ۔

اس تفصیل کے پیشِ نظر علامہ صاحبِ عنایہ رحمہ اللہ تعالٰی پر تعجب ہے کہ انہوں نے حکم سے وجوب مراد ہونے کی تصریح کی پھر بھی یہ اعتراض وجواب ذکر کرنے میں غایۃ البیان کی پیروی کرلی اور مزید یہ لکھا کہ : عبارت ہدایہ "لوصولہ الخ--- ۔کیوں کہ خون ایسی جگہ پہنچ گیا جس کی تطہیر کا حکم ہوتا ہے اس سے مراد کہ ایسی جگہ پہنچ گیا جس کی تطہیر کا حکم بالاتفاق ہے۔ کیونکہ نرم حصے تک پہنچنے سے پہلے امام زفر کے نزدیک ظہور ثابت نہیں ہوتا اھ۔ اس پر علامہ سعدی آفندی نے اپنے حاشیہ عنایہ میں یہ کہہ کر اعتراض کیا کہ "اس میں بحث ہے "اور وجہ بحث بیان نہ کی۔

۷۰**اقول:** وجہ ف۲ التقریر علی ھذا التقدیر ان ائمتنا الثلثۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم یعتبرون السیلان الی مایلحقہ حکم التطھیر ولو ندبا و زفر وان اجتزأ بمجرد الظھور لکن یجب عندہ الوصول الی ماھو ظاھر البدن اذلا ظھور قبل ذلک فمادام الدم فی ما اشتدت

**اقول:** اس تقدیر پر صورت تقریر یہ ہوگی کہ ہمارے تینوں ائمہ رضی اللہ تعالٰی عنہم اس جگہ بہنے کا اعتبار کرتے ہیں جسے تطہیر کا حکم ہو اگرچہ بطور ندب ہو۔اور امام زفر نے اگرچہ خون بہنے کے بجائے صرف ظاہر ہونے پر اکتفا کیا ہے لیکن ان کے نزدیک ایسی جگہ پہنچنا واجب ہے جو ظاہر بدن ہو کیونکہ ظہور اس سے پہلے ہوگا ہی نہیں تو خون جب تک

ف۱: ۶۹تطفل علی العنایۃ۔

ف۲: ۷۰تطفل علی العلامۃ سعدی آفندی

[57] العنایہ شرح الہدایۃ علی ہامش فتح القدیر کتاب الطہارۃ فصل فی نواقض الوضوء مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۴۲

[58] حاشیۃ سعدی آفندی علی ہامش فتح القدیر کتاب الطہارۃ فصل فی نواقض الوضوء مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۴۲

من الانف سائلا فیه غیر واصل الی مالان یتحقق الناقض عند الائمة لندب غسله فی الغسل والوضوء لاعندالامام زفر لان ماشتد لیس من ظاهر البدن عند احد فلا یتحقق الظهور اما اذا تجاوز حتی وصل الی الحرف الاول مما لان فقد تحقق الناقض علی القولین اما علی قول الائمة فظاهر واما علی قول زفر فلظهوره علی ظاهر البدن فیتحقق الخروج۔

ناک کے سخت حصے میں بہہ رہا ہے نرم حصے تک پہنچا نہیں ہے اس وقت ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ناقض متحقق ہے اس لئے کہ غسل و وضو میں اس حصے کو دھونا مندوب ہے جبکہ امام زفر کے نزدیک ناقض متحقق نہیں کیونکہ سخت حصہ کسی کے نزدیک ظاہر بدن میں شمار نہیں تو ظہور ثابت نہیں لیکن جب ذرا آگے بڑھ کر نرم حصے کے پہلے کنارے تک پہنچ جائے تو دونوں ہی قول پر ناقض متحقق ہو گیا۔ قولِ ائمہ پر تو ظاہر ہے اور قول امام زفر پر اس لئے کہ خون ظاہر بدن پر ظاہر ہو گیا تو خروج متحقق ہو جائے گا۔

فقوله لوصوله الخ یعنی بالاتفاق فان مراد زفر بالوصول مجرد الظهور وبما یلحقه حکم التطهیر ظاهر البدن ومراد الائمة بالوصول السیلان وبما یلحقه التطهیر ماشرع تطهیره ولو ندبا فاذا وصل الی هنا حصل الوصول بالمعنیین الی مایطهر علی القولین وهذا تقریر صاف واف لابحث فیه ولا غبار علیه۔

اب کلام عنایہ میں جو آیا کہ فقولہ لوصولہ الخ یعنی بالاتفاق اس کا مطلب واضح ہے اس لئے کہ پہنچنے سے امام زفر کی مراد محض ظاہر ہونا ہے اور "جسے حکم تطہیر لاحق ہے" سے ان کی مراد ظاہر بدن ہے۔ اور پہنچنے سے ائمہ کی مراد بہنا ہے اور "جسے حکم تطہیر لاحق" سے ان کی مراد وہ جس کی تطہیر مشروع ہے اگرچہ ندب کے طور پر ہو تو خون جب نرم حصے تک پہنچ گیا تو دونوں قول کے مطابق جسے حکم تطہیر لاحق ہے اس تک پہنچنے کا دونوں معنی حاصل ہو گیا یہ---- صافی وافی تقریر ہے جس میں نہ کوئی بحث ہے اور نہ اس پر کوئی غبار ہے۔

بقی الفحص عن الروایة

[1] **اقول:** لانمتری ان صاحب الغایة ثقة الی الغایة وقد اعتمد کلامه فی العنایة وجزم به فی الحلیة حتی حکم باعتماده علی صاحب المنیة و

اب رہی روایت کی تفتیش **اقول:** ہم اس میں شک نہیں رکھتے کہ صاحب غایہ نہایت درجہ ثقہ ہیں، ان کے کلام پر صاحبِ عنایہ نے اعتماد کیا اور اس پر صاحبِ حلیہ نے جزم کیا یہاں تک کہ ان پر اعتماد کرکے صاحب منیہ اور

علی من ھو اجل واکبر اعنی الامام برھان الدین محمود صاحب الذخیرۃ انھما مشیا ھھنا علی قول زفر۔ لکن الذی رأیتہ فیما بیدی من الکتب ھو المشی علی التقیید والحکم علیھم جمیعا انھم اغفلوا المذھب ومشوا علی قول زفر فی غایۃ الاشکال۔

ان سے بھی برتر بزرگ امام برہان الدین محمود صاحبِ ذخیرہ کے خلاف فیصلہ کر دیا کہ یہ دونوں حضرات یہاں امام زفر کے قول پر چلے گئے ہیں۔ لیکن مجھے جو کتابیں دستیاب ہیں ان میں میں نے تقیید ہی پر مشی پائی اور سب کے خلاف یہ فیصلہ کرنا کہ یہ حضرات مذہب کو براہِ غفلت چھوڑ کر امام زفر کے قول پر چلے گئے، انتہائی مشکل امر ہے۔

وقد اسمعناك نصوص ۱المنیۃ و۲الجوھرۃ و۳التبیین و۴معراج الدرایۃ بل و۵الفتح و۶العنایۃ و۷النھایہ وفی الجوھرۃ ایضًا لو سال الدم الی ما لان من الانف والانف مسدودۃ نقض اھ[59] وفیھا ایضا احترز بقولہ حکم التطھیر عن داخل العین وباطن الجرح وقصبۃ الانف [60] اھ وفی ۸خزانۃ المفتین للامام السمعانی رامزا علی مافی نسختی خ للخلاصۃ اذا دخل اصبعہ فی انفہ فدمیت اصبعہ ان نزل الدم من قصبۃ الانف نقض وانکان من داخل الانف لا [61] اھ

ہم (۱) منیہ (۲) جوہرہ (۳) تبیین (۴) معراج الدرایہ (۵) بلکہ فتح القدیر (۶) عنایہ (۷) اور نہایہ کی عبارتیں پیش کر چکے ہیں اور جوہرہ میں دو یہ عبارتیں اور ہیں۔: (ا) اگر ناک بند ہے اور خون ناک کے نرم حصے تک بہہ آیا تو وضو ٹوٹ گیا۔ (ب) حکمِ تطہیر کہہ کر آنکھ کے اندونی حصے، زخم کے اندونی حصے اور ناک کے بانسے سے احتراز کیا ہے اھ۔

(۸) امام سمعانی کی خزانۃ المفتین میں جیسا کہ میرے نسخے میں ہے خلاصہ کے حوالہ کے لئے خ کا رمز دے کر نقل کیا ہے "ناک میں انگلی ڈالی، انگلی خون آلود ہو گئی، اگر خون ناک کے بانسے سے اترا ہے تو ناقض اور اگر داخلی حصے سے اُترا ہے تو نہیں" اھ

---

[59] الجوہرۃ النیرہ کتاب الطہارۃ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱/ ۹

[60] الجوہرۃ النیرہ کتاب الطہارۃ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱/ ۹

[61] خزانۃ المفتین کتاب الطہارۃ فصل فی نواقض الوضوء (قلمی) ۱/ ۴

| | |
|---|---|
| و[٩]فیھا رامزا ن للنوازل الرعاف اذا نزل الی مالان من الانف نقض[62] اھ | (۹) اور اسی میں نوازل کے لئے ن کا رمز لگا کر نقل کیا ہے "جب نرم حصے تک اتر آئے تو ناقض ہے" اھ |
| وفی [١٠]جامع الرموز اذا نزل الدم الی الانف فسد مالان منہ حتی لاینزل فانہ لاینقض[63] اھ | (۱۰) اور جامع الرموز میں ہے: "خون ناک کی طرف اترا تو نرم حصے کو کسی چیز سے بند کر دیا تاکہ اس میں نہ اتر آئے تو ایسی صورت میں وضو نہ ٹوٹے گا اھ" |
| وقال "الامام الاجل محمود فی الذخیرۃ علی ما نقل عنھا فی الحلیۃ وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ ادخل اصبعہ فی انفہ فلما اخرجہ رأی علی انملتہ دما فمسح ثم قام فصلی وتاویلہ عندنا اذا بالغ حتی جاوز مالان من انفہ الی ماصلب وکان الدم فیما صلب من انفہ وکان قلیلا بحیث لوترکہ لاینزل الی موضع اللین فمثلہ لیس بناقض[64] اھ | (۱۱) امام محمود ذخیرہ میں فرماتے ہیں جیسا کہ حلیہ میں ذخیرہ سے نقل کیا ہے: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ناک میں انگلی ڈال کر نکالی تو پَورے پر خون نظر آیا اسے پونچھ دیا پھر اٹھ کر نماز ادا کی، ہمارے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ جب انگلی ناک کے اندر داخل کرنے میں مبالغہ کیا یہاں تک کہ نرم حصے میں خون تھا اور اتنا قلیل تھا کہ چھوڑ دینے پر نرم حصے تک نہ اُترتا تو ایسی صورت میں وہ خون ناقض نہیں" اھ |
| و[١٢]کذلك صرح بہ الامام الشھید ناصر الدین محمدبن یوسف الحسینی فی الملتقط قال فی [١٣]الھندیۃ لونزل الدم من الرأس الی موضع یلحقہ حکم التطھیر من الانف والاذنین نقض الوضوء کذا فی المحیط | (۱۲) اسی طرح امام شہید ناصر الدین محمد بن یوسف حسینی نے ملتقط میں اس کی صراحت فرمائی۔<br>(۱۳) ہندیہ میں ہے "اگر خون سر سے ناک یا کانوں کی ایسی جگہ تک اُتر آیا جسے پاک کرنے کا حکم ہوتا ہے تو وضو ٹوٹ گیا۔ ایسا ہی محیط میں ہے، |

62 خزانۃ المفتین کتاب الطہارۃ فصل فی نواقض الوضوء (قلمی) ۱/۴

63 جامع الرموز کتاب الطہارۃ مکتبۃ الاسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱/۳۴

64 الذخیرۃ

| | |
|---|---|
| والموضع الذی یلحقہ حکم التطہیر من الانف مالان منہ کذا فی الملتقط [65] اھ | اور ناک کی وہ جگہ جسے پاک کرنے کا حکم ہوتا ہے اس کا نرم حصہ ہے۔، ایسا ہی ملتقط میں ہے اھ۔ |
| و[۱۴] قال الامام الاجل فقیہ النفس فی الخانیۃ لو نزل الدم من الرأس الی مالان من الانف ولم یظہر علی الارنبۃ نقض الوضوء [66] اھ | (۱۴) امام جلیل فقیہ النفس خانیہ میں فرماتے ہیں: خون اگر سر سے ناک کے نرم حصے تک اتر آیا اور بانسے کے اوپر نہ ہوا تو وضو ٹوٹ گیا اھ |
| [۱۵] وقال البرجندی مستشکلا عبارۃ النقایۃ سال الی مایطہر مانصہ یخدشہ انہ اذا خرج الدم من اقصی الانف وسال حتی بلغ مالان منہ ولم یسل علیہ ینبغی علی ہذا ان یکون ناقضا لانہ خرج الی مایطہر وسال ولیس کذلک الا ان یقال المراد من النجس النجس بالفعل ومثل ہذا الدم لیس بنجس بالفعل اویقال المراد انہ سال بعد الخروج الی مایطہر علی ماہو المتبادر من العبارۃ [67] اھ | (۱۵) برجندی نے عبارت نقایہ "سال الی مایطہر، ایسی جگہ بہا جس کی تطہیر ہوتی ہے" پر اشکال پیش کرتے ہوئے کہا: یہ اس بات سے مخدوش ہو رہی ہے کہ جب خون ناک کے آخری سرے سے نکلا اور بہہ کر نرم حصے تک پہنچا اور اس پر نہ بہا تو اس بنیاد پر چاہئے کہ وہ ناقض ہو اس لئے کہ وہ ایسی جگہ کی طرف نکلا اور بہا جس کی تطہیر ہوتی ہے حالاں کہ وہ ناقض نہیں ہے مگر یہ کہا جائے کہ نجس سے مراد نجس بالفعل ہے اور ایسا خون بالفعل نجس نہیں یا یہ کہا جائے کہ وہ نکلنے کے بعد ایسی جگہ کی طرف بہا جس کی تطہیر ہوتی ہے جیسا کہ عبارت سے متبادر ہے اھ۔ |
| و[۱۶] قال العلامۃ مولی خسرو فی الدرر قولہ الی مایطہر احتراز عما اذا سال الدم الی مافوق مارن الانف بخلاف مااذا سال الی المارن لان الاستنشاق | (۱۶) علامہ مولیٰ خسرو نے درر الحکام میں فرمایا: عبارت متن "الی ما یطہر" میں اس صورت سے احتراز ہے جب کہ خون ناک کے نرمے سے اوپر تک بہہ آئے بخلاف اس صورت کے کہ جب نرمے |

---

65 الفتاوی الہندیہ کتاب الطہارۃ الفصل الخامس نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۱۱

66 فتاوی قاضی خان کتاب الطہارۃ فصل فیما ینقض الوضوء نولکشور لکھنؤ ۱/۱۸

67 شرح النقایہ للبرجندی کتاب الطہارۃ نولکشور لکھنؤ ۱/۲۱

فی الجنابۃ فرض[68] اھ

[۲۳]**اقول:** والعجب [ف] من العلامۃ الجلیل ابی الاخلاص حسن بن عمارا لشرنبلا لی حیث حاول فی غنیتہ تحویل ھذا التصریح الی مااختارہ تبعا للفتح والبحر من ان الحکم یعم الندب حیث قال فی مراقیہ "السیلان فی غیر السبیلین بتجاوز النجاسۃ الی محل یطلب تطھیرہ ولو ندبا فلا ینقض دم سال داخل العین بخلاف ماصلب من الانف[69] اھ

فقال رحمہ اللہ تعالٰی قولہ عما اذا سال الدم الی مافوق مارن الانف یعنی اقصاہ لاماقریب من الارنبۃ فان غسلہ مسنون فینتقض الوضوء بسیلان الدم فیہ[70] اھ

تک بہہ آئے اس لئے کہ استنشاق جنابت میں فرض ہے" اھ

**اقول:** علامہ جلیل ابوالاخلاص حسن بن عمار شرنبلالی پر تعجب ہے کہ انہوں نے اپنے حاشیہ غنیہ ذوی الاحکام میں اس کی تصریح کو فتح اور بحر کی تبعیت میں اپنے اختیار کردہ اس مسلک کی طرف پھیرنے کی کوشش کی ہے کہ حکم ، ندب کو بھی شامل ہے کیونکہ انہوں نے مراقی الفلاح میں لکھا ہے : " سبیلین کے علاوہ میں سیلان کا معنی یوں ثابت ہوگا کہ نجاست ایسی جگہ تجاوز کرجائے جس کی تطہیر مطلوب ہوتی ہے اگرچہ ندب کے طور پر ہو تو آنکھ کے اندر بہنے والا خون ناقض نہیں بخلاف اس کے جو ناک کے سخت حصے میں بہے اھ

تو وہ عبارت درر کے تحت غنیہ میں یوں لکھتے ہیں : "ان کا قول "اس صورت سے احتراز ہے جب خون ناک کے نرمہ سے اوپر تک بہہ آئے "اس سے مراد آخری سرا ہے وہ نہیں جو نرم حصے سے قریب ہے کیونکہ اس کا دھونا مسنون ہے تو اس کے اندر خون بہنے سے وضو ٹوٹ جائیگا" اھ

---

ف: [۲۳]تطفل علی العلامۃ شرنبلالی

---

[68] الدرر الحکام شرح غرر الاحکام کتاب الطہارۃ نواقض الوضوء میر محمد کتب خانہ کراچی ۱/۱۳

[69] مراقی الفلاح کتاب الطہارۃ نواقض الوضوء دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۸۷

[70] غنیۃ ذوی الاحکام علی ہامش درر الحکام کتاب الطہارۃ نواقض الوضوء میر محمد کتب خانہ کراچی ۱/۱۳

| وانت تعلم ان ھذا تبدیل لاتاویل وبالجملة عامة الکتب علی ماتری نعم فی الخلاصة ان رعف فنزل الدم الی قصبة انفه نقض وضوءه [71] اھ وفی البزازیة نزول الرعاف الی قصبة الانف ناقض [72] اھ وظاھرہ کما قدمنا یعم ماصلب لکن البزازیة کانھا خلاصة الخلاصة کما یظھر علی من طالعھما واذا کان فی الخلاصة مانقل عنه فی خزانة المفتین علی مافی نسختی ظھر مرادھا لکن لم اجدہ فی نسختی الخلاصة وقد وجدت نسخھا مختلفات بنقص و زیادة قلیلا وتقدیم وتاخیر کثیر افالله تعالٰی اعلم۔ **ولعلك** تقول ماالذی تحصل تلك النقول والام اٰل الامر فی اختلاف البحر والنهر وھل ثمه مایکشف الغمه۔ **اقول:** کان باب التوفیق مفتوحا کما اشرنا الی بعضه لولا ان مع البحر روایة الاتقانی | ناظر پر عیاں ہے کہ یہ تبدیل ہے تاویل نہیں -----الحاصل عامہ کتب تقیید پر ہیں جیسا کہ سامنے ہے، ہاں خلاصہ میں یہ لکھا ہے: "اگر نکسیر پھوٹی اور خون ناک کے بانسے تک اُتر آیا تو وضو ٹوٹ گیا" اھ اور بزازیہ میں ہے: ناک کے بانسے تک نکسیر اتر آنا ناقض وضو ہے اھ "ان عبارتوں کا ظاہر جیسا کہ ہم نے پہلے بھی کہا سخت حصے کو بھی شامل ہے لیکن بزازیہ، خلاصہ کا گویا خلاصہ ہے جیسا کہ دونوں کا مطالعہ کرنے والے پر ظاہر ہے اور جب خلاصہ میں وہ عبارت ہے جو خزانۃ المفتین میں اس سے نقل ہوئی جیسا کہ خزانہ کے میرے نسخہ میں ہے تو خلاصہ کی مراد ظاہر ہے لیکن یہ عبارت خلاصہ کے میرے نسخے میں نہ ملی اور میں نے اس کے نسخے بہت مختلف پائے ہیں جن میں کہیں کہیں کمی بیشی کا فرق ہوتا ہے اور تقدیم وتاخیر کا فرق تو بہت ملتا ہے والله تعالٰی اعلم۔ **شاید آپ** کہیں ان نقول کا حاصل اور بحر و نہر کے اختلاف میں انجام کار کیا ہوا؟ کیا یہاں ایسی کوئی صورت بھی ہے جس سے یہ مشکل حل ہو؟ **اقول:** تطبیق کا دروازہ تو کھلا ہوا تھا--- جیسا کہ ہم نے کچھ تطبیق کا اشارہ بھی کیا-- اگر بحر کی ہم نوائی میں اتقانی کی روایت |
|---|---|

[71] خلاصۃ الفتاوی کتاب الطہارۃ الفصل الثالث مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/۱۵
[72] الفتاوی البزازیہ علی ہامش الفتاوی الہندیہ کتاب الطہارۃ الفصل الثالث نورانی کتب خانہ پشاور ۴/۱۲

| مع تبعية العناية وجزم الحلية وهو مفسر لايقبل التأويل ويقرب منه نص الفتح بتعميم الندب ومع النهر مااسلفنا من كثرة النصوص فی كلتا المسألتين القصر علی الوجوب والتقييد بالمارن وفيها سبعة نصوص مفسرات ابيات عن التأويل كلام الذخيرة والملتقط والخزانة عن الخلاصة وثالث عبارات الجوهرة و البرجندی وجامع الرموز والدررفلا امكان للتطبيق والحمل علی اختلاف الرواية ايسر من نسبة احد الفريقين الی الخطاء والغلط والغفلة و الشطط فالذی تحرر عندی ان ههنا عن ائمتنا الثلثة رضی الله تعالٰی عنهم روايتين رواية النقض بالسيلان فی ماصلب وان لم يصل الی مالان وهی التی عرفناهاباعتماد اتقان الاتقانی وعليها يجب تعميم الحكم الندب وهوالذی اختاره فی الفتح والحلية والبحر والمراق وتبعهم الطحطاوی و ردالمحتار والاخری عدم النقض الا بالسيلان فيما لان وهی الرواية الشهيرة الشائعة فی الكتب الكثيرة وعليها يقتصر | نہ ہوتی جب کہ عنایہ نے بھی اس کی پیروی کی ہے اور حلیہ نے اس پر جزم کیا ہے یہ ایسی مفسّر ہے جس میں تاویل نہیں ہو سکتی۔۔۔ اس سے قریب ندب کو شامل کرنے میں فتح کی تصریح ہے اور نہر کی موافقت میں وجوب پر اکتفااور نرمہ کی تقیید دونوں ہی مسئلوں میں نصوص کی وہ کثرت ہے جو ہم پیش کر چکے، ان میں سات نصوص مفسّر ناقابل تاویل ہیں عبارات [1] ذخیرہ، [2] ملتقط، [3] خزانۃ المفتیین عن الخلاصہ، [4] جوہرہ کی تیسری عبارت، [5] برجندی، [6] جامع الرموز، [7] درر کی عبارتیں تو تطبیق کا کوئی امکان نہیں اب ایک فریق کی جانب غلطی وخطا اور زیادتی و غفلت کی نسبت کرنے سے آسان یہ ہے کہ اختلافِ روایت مان لیا جائے تو میرے نزدیک واضح بات یہ ہے کہ یہاں ہمارے تینوں ائمہ کرام سے دو روایتیں ہیں ایک روایت یہ کہ سخت حصے کے اندر پہنچنے سے وضو ٹوٹ جائیگا اگرچہ نرم حصے تک نہ پہنچے ----یہ وہ روایت ہے جو اتقانی کے اتقان اور پختہ کاری پر اعتماد سے ہمیں معلوم ہوئی، اس کی بنیاد |
|---|---|

| | |
|---|---|
| الحکم علی الوجوب ولایبقی داع اصلا الی تعمیم الندب وھو الذی مشی علیه الاکثرون فاذن الثانی اکثرو اشھر واظھر وایسر غیر ان مراعاۃ الاول احوط کما قال السید الطحطاوی فی حاشیۃ الدر بعد نقل کلامی البحر والنھر "اقول مافی البحر احوط فتامل [73] اھ وصورۃ السیلان فیما اشتد مع عدم النزول الی المارن نادرۃ لاعلینا ان نعمل فیھا بالاحوط فلذا جنحت الیه جنوحا ماتبعا لھؤلاء المحققین الجلۃ الکرام ۔ | پر حکم میں ندب کو بھی شامل کرنا ضروری ہے اسی کو فتح القدیر، حلیہ، البحر الرائق اور مراقی الفلاح میں اختیار کیا اور ان ہی کا طحطاوی اور ردالمحتار نے اتباع کیا، دوسری روایت یہ کہ جب تک نرم حصے میں نہ بہے وضو نہ ٹوٹے گا یہی روایت کثیر کتابوں میں عام اور مشہور ہے اس کی بنیاد پر حکم وجوب تک محدود رہے گا اور ندب کو شامل کرنے کا بالکل کوئی داعی نہ رہ جائے گا۔ اسی پر اکثر حضرات چلے ہیں، ایسی صورت میں ثانی اکثر، اشہر، اظہر اور ایسر ہے مگر یہ کہ اول کی رعایت احوط ہے جیسا کہ سیّد طحطاوی نے حاشیہ در مختار میں بحر و نہر کی عبارتیں نقل کرنے کے بعد لکھا: میں کہتا ہوں جو بحر میں ہے وہ احوط ہے، تو تامل کرو اھ اور نرمے تک خون آئے بغیر صرف سخت حصے میں بہے یہ صورت بہت کم پیش آنیوالی ہے اس میں احوط پر عمل کر لینا کچھ ضروری نہیں اسی لئے ان بزرگ محققین کی پیروی میں اس کی جانب میرا کچھ میلان ہوا۔ |
| [۱۰۴] **اقول:** والثانی و ان ظھر وجھه فان الخروج الی ظاھر البدن شرط بالاتفاق قال صدر الشریعۃ المعتبر الخروج الی ما ھو ظاھر شرعا [74] اھ وما صلب من الانف داخل فی الداخل خارج عن الخارج بالاتفاق ولذا لم یجب تطھیرہ فی الغسل ایضا فالاول ایضاله وجه وذلك انا لما رأینا الشرع ندب الی غسله فی الغسل والوضوء | **اقول:** ثانی کی وجہ تو ظاہر ہے ---- کیونکہ ظاہر بدن کی طرف نکلنا بالاتفاق شرط ہے --- صدر الشریعہ فرماتے ہیں : معتبر اس حصہ بدن کی طرف نکلنا ہے جو شرع میں ظاہر قرار دیا گیا ہے اھ ----- اور ناک کا سخت حصہ بالاتفاق داخلِ بدن میں داخل اور خارج بدن سے خارج ہے اسی لئے غسل میں بھی اسے پاک کرنا واجب نہیں -----مگر اول کی بھی ایک وجہ ہے وہ یہ کہ جب ہم نے دیکھا کہ شریعت نے غسل اور وضو میں اس کا دھونا مندوب رکھا ہے |

[73] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الطہارۃ المکتبۃ العربیۃ کوئٹہ ۱/ ۷۷

[74] شرح الوقایۃ کتاب الطہارۃ کون المسائل الی مایطہر ناقضا مکتبہ امدادیہ ملتان ۱/۱۷

| | |
|---|---|
| علمنا ان له وجهاً الى الظاهر والالم يندب غسله كسائر الداخلات فاذا وجد السيلان فيه اوجبنا الوضوء للاحتياط نظر الى ذلك الوجه هذا ماظهر لی۔ والله تعالٰی اعلم<br>وبالجملة انا العبد الضعيف اجدنی اميل الى القول الثانی من حيث الدراية وشهرة الرواية معالكن لاجل الاحتياط وتلك الرواية الهائلة القائلة ان الوجوب ثمه باتفاق ائمتنا الثلثة رضی الله تعالٰی عنهم احببت ميلاماً الى الاول وعلى توفيق الله المعول۔<br>ثم [۲۵] **اقول**:ظهرلی الاٰن بتوفيق المنان على تعميم الحكم للندب نقضان **احدهما** [ف۱] تظافر نصوص المذهب ان نزول [ف۲] شيئ الى الفرج الداخل لاينقض طهرا قط مالم يجاوزه الى الفرج الخارج مع | اور اس کی دعوت وترغیب دی ہے تو اس سے ہمیں علم ہوا کہ اس کا ایک رُخ ظاہر کی جانب بھی ہے ورنہ اس کا دھونا مندوب نہ ہوتا، جیسے دیگر داخلی حصوں کا حال ہے۔ تو جب اس سخت حصے میں سیلان پایا جائے تو اسی پر نظر کرتے ہوئے احتیاطاً ہم نے وضو واجب کہا یہ مجھ پر ظاہر ہوا اور خدائے برتر خوب جاننے والا ہے۔<br>الحاصل میں بندہ ضعیف اپنے کو درایت اور شہرت روایت دونوں کی وجہ سے قول ثانی کی طرف مائل پاتا ہوں لیکن احتیاط کی وجہ سے اور اس عظیم روایت کی وجہ سے، جس میں یہ ہے کہ یہاں وجوب پر ہمارے تینوں ائمہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کا اتفاق ہے میں نے اول کی طرف مائل ہونا پسند کیا اور خداہی کی توفیق پر بھروسہ ہے۔<br>**ثم اقول**: ندب کے حکم کو عام کرنے پر خدا کی توفیق سے مجھ پر ابھی دو نقض منکشف ہوئے:<br>**نقضِ اوّل**: فرج داخل میں خون حیض وغیرہ کوئی نجاست اُتر آئے تو ناقضِ طہارت نہیں جب تک اس سے بڑھ کر فرج خارج تک نہ آجائے حالانکہ فرج داخل کو بطور ندب تطہیر کا حکم ہوتا ہے۔ |

ف۱: [۲۶]تطفل على الفتح والحلية والبحر والمراقی وط وش۔

ف۲: مسئلہ: فرج داخل میں خون حیض وغیرہ کوئی نجاست اتر آئے جب تک اس کے منہ سے متجاوز کرکے فرج خارج میں نہ آئے گی غسل یا وضو کچھ واجب نہ ہوگا۔

| | |
|---|---|
| ان الفرج ف الداخل قد لحقه حکم التطھیر ندبا۔<br>وذلك حدیث ام المؤمنین الصدیقة رضی الله تعالٰی عنها فی الصحیحین وغیرهما ان امرأة من الانصار سألت النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم عن غسلها من المحیض فامرها صلی الله تعالٰی علیه وسلم کیف تغتسل ثم قال خذی فرصة من مسك فتطهری بها [75] (وهو بفتح المیم ای من ادیم ورجحوه علی روایة الکسر وفی روایات فرصة ممسکة ای خرقة خلقة قد امسکت کثیرا قال الامام التور پشتی هذا القول امتن واحسن واشبه بصورة الحال ولو کان المعنی علی انها مطیبة لقال فتطیبی ولانه صلی الله تعالٰی علیه وسلم امرها بذلك لازالة الدم | اس بارے میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی حدیث صحیحین اور دوسری کتابوں میں آئی ہے کہ انصار کی ایک عورت نے اپنے غسل حیض کے متعلق نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سوال کیا تو اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ کس طرح غسل کرے ، پھر فرمایا : خذی فرصۃ من مسک فتطھری بہا (مَسک میم کے زبر کے ساتھ یعنی صاف کیا ہوا چمڑا، حضرات علماء نے زیر والی روایت میں فرصۃ ممسکۃ ہے یعنی کوئی پرانا ٹکڑا جو زیادہ دنوں تک روکا گیا ہو امام تورپشتی نے فرمایا : یہ قول زیادہ مضبوط ، بہتر اور صورتِ حال سے زیادہ مناسب ہے اگر یہ معنی ہو کہ وہ ٹکڑا خوشبو آلود ہو تو فرماتے فتطیبی اس کے ذریعہ خوشبو مل لو ، دوسری وجہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انہیں یہ حکم پاک کرنے کے وقت خون دور کرنے کے لئے دیا ، اگر یہ حکم بُو دور کرنے کے لئے ہوتا تو خون صاف |

ف : مسئلہ : زن حائضہ کو مستحب ہے کہ بعد فراغ حیض جب غسل کرے ایک پرانے کپڑے سے فرج داخل کے اندر سے خون کا اثر صاف کرلے۔

75 صحیح البخاری کتاب الحیض باب دلک المرأۃ نفسہا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۵ ، صحیح مسلم کتاب الحیض باب استحباب استعمال المغتسلۃ من الحیض قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۵۰ ، مشکوۃ المصابیح باب الغسل الفصل الاول قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۴۸

| | |
|---|---|
| عند التطهير ولو كان لازالة الرائحة لامر بها بعد ازالة الدم وتمامه فی المرقاة[76] لمولانا علی القاری)۔<br>فقال صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم تطهری بها قالت كيف اتطهر بها فقال صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم سبحان الله تطهری بها ، قالت ام المؤمنين فاجتذبتها الیّ فقلت تتبغی بها اثر الدم[77] اهای اجعليها فی الفرج وحيث اصابه الدم للتنظيف[78]<br>فقد امر صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم المرأة تغتسل من محيضها ان تطهر داخل فرجها وتزيل عنه الدم بفرصة ومعلوم ان حكم التطهير يعم التطهير من النجاسة الحقيقية كالحكمية وقد مر التنصيص به فی قول الفتح فيما لان من الانف | کر لینے کے بعد اسے کرنے کا حکم دیتے پوری بات مولانا علی قاری کی مرقاۃ میں ہے)۔<br>آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چمڑے کا کوئی ٹکڑا لے کر اس سے پاکی حاصل کرو، عرض کیا: کیسے پاکی حاصل کروں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ، اس سے پاکی حاصل کرو۔ امّ المومنین فرماتی ہیں: میں نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچا اور کہا اس کے ذریعہ خون کے نشان تلاش کروا ھ یعنی اندرون فرج اور دوسری جگہ جہاں خون لگ گیا ہو اس سے صاف کرو،<br>تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض سے غسل کرنے والی عورت کو یہ حکم دیا کہ داخل فرج کو پاک کرو اور کسی ٹکڑے کے ذریعہ اس سے خون دور کرے اس سے معلوم ہوا کہ تطہیر کا حکم، نجاستِ حکمیہ کی طرح نجاستِ حقیقیہ سے تطہیر کو بھی شامل ہے، اس سے متعلق فتح کی صراحت بھی گزر چکی اس میں ناک کے نرمہ سے |

[76] مرقاۃالمفاتیح بحوالہ التورپشتی تحت الحدیث ۴۴۳ المکتبۃالحنفیہ کوئٹہ ۱۴۰/۲، کتاب المیسر شرح مصابیح السنۃ تحت حدیث ۲۸۱ مکتبہ نزار مصطفٰی البازمکۃالمکرمہ ۱/ ۱۵۲

[77] صحیح البخاری کتاب الحیض باب دلک المرأۃ نفسہا الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۵/۱۔ صحیح مسلم کتاب الحیض باب استحباب استعمال للغسلۃ من الحیض قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۰/۱، مشکوۃالمصابیح باب الغسل قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۴۸

[78] مرقاۃالمفاتیح باب الغسل تحت الحدیث ۴۴۳ المکتبۃالحبیبیہ کوئٹہ ۱۴۲/۲

| | |
|---|---|
| انه یجب غسله فی الجنابة ومن النجاسة فینقض [79]اھ وفی الغنیة او فی ازالة النجاسة الحقیقیة [80]اھ۔<br>فی البحر مرادھم ان یتجاوز الی موضع تجب طھارته اوتندب من بدن وثوب ومکان [81]اھ<br>ولا شك ان مسح الدم من باطن الفرج لفرصة لیس الا لازالة النجاسة الحقیقیة ولذا عبر صلی الله علیه وسلم عنه بالتطھیر فحکم التطھیر لایختص بالماء علا انا علمنا ان نظر الشارع ھھنا الی ازالة اثر الدم من الباطن فلاشك ان الماء ابلغ فیه لاسیما بعد المسح بالخرقة کما عرف فی الاستنجاء بالماء بعد المسح بالحجر ولذا ف اتت الروایة عن محرر المذھب محمد رحمه الله تعالٰی فی اغتسال المرأة انھا ان لم تدخل اصبعھا | متعلق ہے کہ اسے جنابت میں اور نجاست سے دھونا واجب ہے تواس میں خون اتر آنا ناقض وضو ہے اھ۔غنیہ میں ہے: یا نجاست حقیقیہ کے ازالہ میں (حکمِ تطہیر ہو) اھ۔<br>البحر الرائق میں ہے ایسی جگہ تجاوز کر جائے جس کی پاکی واجب یا مندوب ہے وہ جگہ بدن کی ہو یا کپڑے کی یا خارجی جگہ اھ۔<br>اور اس میں شک نہیں کہ باطن فرج سے کسی ٹکڑے سے خون پونچھنا نجاست حقیقیّہ دور کرنے ہی کے لئے ہے، اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تطہیر سے تعبیر فرمائی تو حکم تطہیر پانی ہی سے خاص نہیں علاوہ اس کے کہ جب ہمیں معلوم ہے کہ نظرِ شارع یہاں اندر سے خون کا اثر دور کرنے پر ہے تو پانی یقینا اس میں زیادہ کارگر ہوگا، خصوصًا پارچہ سے پونچھنے کے بعد، جیسا کہ پتھر سے پونچھنے کے بعد پانی سے استنجاء کے بارے میں معلوم ہے۔ اسی لئے محررِ مذہب امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی سے عورت کے غسل کے بارے میں روایت آئی کہ اگر وہ فرج میں انگلی نہ لے جائے توتنظیف نہ ہوگی۔ |

ف: غسل میں عورت کو مستحب ہے کہ فرج داخل کے اندر انگلی ڈال کر دھولے ہاں واجب نہیں بغیر اس کے بھی غسل اتر جائے گا۔

79 فتح القدیر کتاب الطہارۃ المکتبۃ النوریۃ الرضویۃ سکھر ۱/۳۴
80 غنیۃ المستملی کتاب الطہارۃ فصل فی النواقض الوضوء سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۳۱
81 البحر الرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۱

| | |
|---|---|
| فی فرجها فلیس بتنظیف کما فی ردالمحتار[82] عن التاترخانیة، وفهم منه الامر بالوجوب فجعل المختار خلافه قال الشامی وهو بعید[83] اھ<br>٭۴۵ **قلت**: فانه ان اراد الوجوب قال لیس بطهارة ولم یقله وانما قال لیس بتنظیف وما فی الدر وغیره لا تدخل اصبعها فی قلبها به یفتی[84] فمراده نفی الوجوب کمافی ردالمحتار[85] عن السید الحلبی عن العلامة الشرنبلالی لاجرم ان قال فی الفتح تغسل فرجها الخارج لانه کالفم ولا یجب ادخالها الاصبع فی قبلها وبه یفتی[86] اھ ونفی الوجوب لاینفی الندب۔<br>**والاخر وهو الاقوی** ف **والاظهر**۔ | جیسا کہ ردالمحتار میں تاتارخانیہ سے نقل ہے اور صاحبِ تاتارخانیہ نے اس سے وجوب سمجھا اور مختار اس کے خلاف کو بتایا۔ علامہ شامی نے کہا: وجوب کا معنی بعید ہے اھ۔<br>**قلت**: اس لئے کہ اگر وجوب مراد ہوتا تو یہ کہتے کہ طہارت نہ ہوگی۔ یہ انہوں نے نہ کہا بلکہ صرف یہ کہا کہ تنظیف نہ ہوگی اور درمختار وغیرہ میں جو لکھا ہے کہ: اپنی شرمگاہ میں انگلی نہ لے جائے گی، اسی پر فتوی ہے اس کا مقصود وجوب کی نفی ہے یعنی اس پر یہ واجب نہیں ہے جیسا کہ ردالمحتار میں سید حلبی سے نقل ہے وہ علامہ شرنبلالی سے ناقل ہیں اسی لئے فتح میں ہے: عورت اپنی فرج خارج کو دھوئے اس لئے کہ اس کا حکم منہ کی طرح ہے اور اس کا شرمگاہ میں انگلی داخل کرنا واجب نہیں اور اسی پر فتوی ہے اھ اور وجوب کی نفی سے مندوبیت کی نفی نہیں ہوتی۔ **نقض دیگر**۔۔۔ زیادہ قوی اور زیادہ ظاہر ہے۔ |

ف: ٤٣ تطفل اخر علی العلماء الستة۔

[82] ردالمحتار کتاب الطہارۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۱۰۳

[83] ردالمحتار کتاب الطہارۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۱۰۳

[84] الدرالمختار کتاب الطہارۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۸

[85] ردالمحتار کتاب الطہارۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۱۰۳

[86] فتح القدیر کتاب الطہارۃ فصل فی الغسل مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۵۰

| اقول: اس پر ہمارا اجماع ہے کہ مخرج کی اندونی سطح تک نجاست کاآ جانا، ناقضِ طہارت نہیں جب تک کنارے پر ظاہر نہ ہو حالاں کہ ندبًا اسے حکمِ تطہیر لاحق ہے اس لئے کہ پاخانے سے استنجا کرنے والے کے لئے سنّت یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے پاؤں کشادہ کرکے اور ڈھیلا ہو کر بیٹھے اور ڈھیلا پن نہ ہونے کی صورت میں جو کچھ چھپا رہتا سب ظاہر ہو کر پاک ہو جائے۔<br>حلیہ میں ہے: "جب پاخانہ سے استنجاء پانی کے ذریعہ کرنا ہو تو جہاں تک ہو سکے کشادہ ہو کر، اپنے کو پورے طور سے ڈھیلا کرکے بیٹھے تاکہ اندر رہ جانے والی نجاست ظاہر ہو جائے اور اسے زائل کردے، اگر روزہ دار ہو تو ڈھیلا ہونے کا تکلف ترک کردے اھ "ان دونوں باتوں کو در مختار میں مختصر ترین لفظوں میں بیان کیا ہے اس طرح کے کہ فصل استنجاء کے آخر میں کہا: " باوضو | [٢٦] **اقول:** اجمعنا [ف۱] ان خروج شیئ الی الشرج لاینقض طھرا مالم یبرز وقد لحقہ حکم التطھیر ندبا فان [ف۲] السنۃ للمستنجی ان یجلس افرج مایکون ویرخی کی یظھر فیطھر مایبقی کامنا لولا الانفراج والارخاء۔<br>قال فی الحلیۃ اذا کان الاستنجاء بالماء من الغائط فلیجلس کأفرج مایکون مرخیا نفسہ کل الارخاء لیظھر مایدا خلہ من النجاسۃ فیزیلہ وان کان [ف۳] صائما ترک تکلف الارخاء [87]<br>وقد بین المقدمتین معافی الدر المختار باوجز لفظ حیث قال فی اٰخر فصل الاستنجاء |
|---|---|

ف۱: **مسئلہ:** نجاست اگر مخرج کی اندرونی سطح تک آجائے وضو نہ جائے گا جب تک کنارے پر ظاہر نہ ہو۔

ف۲: **مسئلہ:** بڑے استنجے میں سنت یہ ہے کہ خوب پاؤں پھیلا کر بیٹھے اور سانس سے نیچے کو زور دے کہ جتنا حصہ مخرج کا ظاہر ہو سکے ظاہر ہو کر سب نجاست دھل جائے۔

ف۳: **مسئلہ:** یہ مسنون طریقہ کہ بڑے استنجے میں مذکور ہوا روزہ دار کے لئے نہیں وہ ایسا نہ کرے۔

[87] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

| | |
|---|---|
| استنجی ف المتوضیئ ان علی وجه السنة بان ارخی انتقض والا لا [88] اھ فافاد بالجملة الاولی ان غسل داخل الدبر سنة و بالاخیرة ان النزول الیه غیرناقض مالم یبرز و لا اعلم فی ھاتین خلافا لاحد من علمائنا فاستقر بحمد الله تعالٰی عرش التحقیق علی ماکان علیه الاکثرون کما ھو القاعدة المقررة ان الصواب مع الاکثر وقد تبین لك مما تقرر **فوائد**: | نے استنجاء کیا اگر بطور سنت ہو اس طرح کہ ڈھیلا رہے ، تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں اھ۔ پہلے جملے سے افادہ کیا کہ مقام کے اندرونی کنارے کو دھو لینا سنت ہے اور بعد والے جملے سے یہ بتا دیا کہ وہاں نجاست اُتر آنے سے وضو نہ ٹوٹے گا جب تک کہ کنارے پر ظاہر نہ ہو ، میں نہیں جانتا کہ ان دونوں میں ہمارے علماء میں سے کسی کا کوئی اختلاف ہے تو بحمدہٖ تعالٰی عرش تحقیق اسی پر مستقر ہوا جس پر اکثر ہیں جیسا کہ مقرر قاعدہ ہے کہ درستی و صواب اکثر کے ساتھ ہے تقریر ماسبق سے چند **فوائد** روشن ہوئے : |
| (۱) مرادھم بحکم التطھیر ھو الوجوب وکلامھم مناف لزیادة الندب کما افاد فی النھر لالما قال بل لما افاض علی المھیمن المتعال۔ | (۱) حکم تطہیر سے ان حضرات کی مراد وجوب ہے اور ان کا کلام اضافہ ندب کے منافی ہے جیسا کہ نہر میں افادہ کیا اسکی وجہ وہ نہیں جو نہر میں بیان ہوئی بلکہ وہ جس کا میرے اوپر رب نگہبان وبرتر نے فیضان کیا۔ |
| (۲)لایشترط فی النقض بما من غیر السبیلین الاالخروج بالسیلان علی ظاھر البدن ولو بالقوة فلا یستثنی من | (۲) غیر سبیلین سے نکلنے والی نجاست سے وضو ٹوٹنے میں صرف خروج کی شرط ہے اس طرح کہ ظاہر بدن پر اس کا سیلان ہو اگرچہ بالقوہ ہو ، تو بدن کے ظاہر حسّی |

ف: **مسئلہ** : بڑا استنجاء ڈھیلوں سے کرکے وضو کرلیا اب یاد آیا کہ پانی سے نہ کیا تھا اگر پانی سے استنجاء اس مسنون طریقہ پر پاؤں پھیلا کر سانس کا زور نیچے کو دے کر وضو کرے گا جاتا رہے گا اور ویسے ہی کرے گا تو ہمارے نزدیک نہ جائے گا۔

[88] الدر المختار کتاب الطہارۃ فصل الاستنجاء مطبع مجتبائی دہلی ۱/۵۷

| الظاہر حسا الا داخل عـــہ العین لانہ | سے صرف اندرونِ چشم کا استثناء ہوگا، کیونکہ |
|---|---|

عـــہ: والیہ یشیر کلام الفاضل یوسف چلپی تلمیذ العلامۃ مولی خسرو فی ذخیرۃ العقبی حیث قال الخروج الی مایطھر ھو الانتقال من الباطن الی مایجب تطھیرہ وان یصل الیہ ولم یتلوث ھو بہ،والمقصود من اعتبار قید الی مایطھر الاحتراز عن الخروج الی مایعد من ظاھر البدن حسا ولا یعد منہ شرعا لحکمۃ شرعیۃ کداخل العین لانہ لایجب تطھیرہ فالذی یخرج من بدن الانسان الی باطن العلقۃ والقراد خارج الی مایجب تطھیرہ لا بمعنی انہ لم یبق فی باطنہ الحقیقی الذی ھو تحت الجلدۃ وباطنہ الشرعی الذی ھو داخل العین [89] اھ فالکان فی قولہ اولا کداخل العین کاف الاستقصاء بدلیل اٰخر کلامہ وفیہ من الفوائد ان المراد الحکم الوجوب منہ۔

اسی کی طرف علامہ مولیٰ خسرو کے تلمیذ فاضل یوسف چلپی کی عبارت ذخیرۃ العقبی سے بھی اشارہ ہوتا ہے وہ فرماتے ہیں: خروج الٰی مایطہر" یہ ہے کہ اندر سے ایسی جگہ کی طرف منتقل ہو جس کی تطہیر واجب ہے اگرچہ اس جگہ تک نہ پہنچے اور وہ اس سے آلودہ نہ ہو "الٰی مایطہّر" کی قید کے ذریعہ اس جگہ کی طرف خروج سے احتراز مقصود ہے جو حسًّا ظاہر بدن سے شمار ہو اور کسی شرعی حکمت کی وجہ سے ظاہر بدن سے نہ شمار ہو جیسے آنکھ کا اندرونی حصہ کیوں کہ اس کی تطہیر واجب نہیں تو بدن انسان سے نکل کر جونک اور کلّی کے پیٹ تک منتقل ہونے والا خون ایسی چیز کی طرف نکلنے والا ہے جس کی تطہیر واجب ہے نہ اس معنی کے لحاظ سے کہ وہ اپنے حقیقی باطن میں نہ رہا جو زیرِ جلد ہے اور نہ شرعی باطن میں رہا جو داخلِ چشم ہے اھ تو کاف ان کے پہلے لفظ کداخل العین میں کاف استقصا ہے جس پر دلیل ان کا آخر کلام ہے۔ اس کلام سے ایک فائدہ یہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ حکم سے مراد وجوب ہے ۱۲ منہ (ت)

[89] ذخیرۃ العقبی کتاب الطہارۃ نولکشور کانپور انڈیا ۲۲/۱

| یہ ظاہر شرعی تو بالکل ہی نہیں اور ناک کا نرم حصہ ظاہر بدن میں داخل رہااور سخت حصہ خارج ٹھہرا،اس فائدہ سے متعلق کچھ باتیں ان شاء اللہ تنبیہ پنجم میں آئیں گی اور بالقوہ کی قید لگانے سے وہ صورت داخل ہو گئی کہ جب فصد لگائی تو خون اُڑا اور سرِ زخم آلودہ نہ ہوااور وہ صورت کہ خون پر مٹی ڈال دی یا کسی کپڑے میں جذب کر لیا یا کسی جونک یا بڑی کلّی نے اس کا اتنا خون چوس لیا کہ اگر خود نکلتا تو بہتااور ما یطھر کے تحت بیرونی جگہ کا اضافہ کرنے کی کوئی ضرورت نہ رہی جیسا کہ غنیہ اور بحر میں صورتِ فصد کو داخل کرنے کے لئے اضافہ کیا تھا تو اس پر ان صورتوں سے اعتراض ہوا جن میں خون جا کر کسی دریا میں بہا یا پاخانے پر یا خنزیر کی جلد پر گرایا اور ایسی کسی چیز پر پڑااور وہ سارے نزاعات ساقط ہو گئے جو امام صدر الشریعہ کے زمانے سے علامہ شامی کے زمانے تک لفظ "سال الی ما یطھر " کے تحت چلے آرہے تھے۔اور | لیس من الظاھر شرعا اصلا ودخل المارن وخرجت القصبة وسیاتیك بعض مایتعلق بھذہ الفائدۃ فی التنبیه الخامس ان شاء اللہ تعالٰی وبقید القوۃ دخل ما اذا افتصد فطار الدم ولم یتلوث رأس الجرح وما اذا ترب اواخذ بخرق اومص ف۱ علق اوقراد کبیر من دمه مالو خرج لسال ولم یبق ف۲ حاجة الی زیادۃ المکان فیما یطھر کما فعل فی الغنیة والبحر لادخال صورۃ الفصد فورد علیه مالو سال الی نھر او وقع علی عذرۃ اوجلد خنزیر الی غیر ذلك وسقطت ف۳ المنازعات التی کانت مستمرۃ من زمن الامام صدرالشریعة الی عھد السید الشامی فی قولھم سال الی مایطھر ،و |
|---|---|

ف۱: مسئلہ : جونک یا بڑی کلّی بدن کو لپٹی، اگر اتنا خون چوس لیا کہ خود نکلتا تو بہہ جاتا تو وضو جاتا رہے گااور تھوڑا چوسا یا چھوٹی کلّی تھی تو وضو نہ جائے گا ،یوں ہی کھٹمل یا مچھر کے کاٹے سے وضو نہیں جاتا۔

ف۲: تطفل علی الغنیة والبحر۔

ف۳: فصل منازعة طالت منذ مئین سنة۔

صارت ف۱ العبارة الحسنة الصافية الوافية بحمد الله تعالٰی ما [۱۰۷] **اقول:** ناقضه من غير السبيلين كل نجس خرج منه وفيه قوة سيلانه على ماهو ظاهر البدن شرعاً۔

(۳) [۱۰۸] ليس ف۲ فی النزول الی ما صلب النقض رواية واحدة كما اوهم الاتقانی وتبعه من تبعه ولا عدم ف۳ النقض رواية واحدة كما زعم النهر بل هما روايتان والثانی اشهر واظهر۔

(۴) [۱۰۹] لم ف۴ تمش المنية ولا الذخيرة على قول زفر كما زعم المحقق فی الحلية بل مشيا على الرواية الشهيرة۔

(۵) لاداعی لحمل الوجوب علی الثبوت کما ارتکب البحر بل هو المراد علی اشهر الروایات۔

(۶) لامعنی لحمل القصبة فی کلام المعراج علی ماصلب کما فهم فی

عمدہ، بے غبار، مکمل عبارت بحمدہٖ تعالٰی یہ ہوئی جو **میں کہتا ہوں** "ناقض طہارت غیر سبیلین سے ہو وہ نجس ہے جو اس سے نکلے اور اسکے اندر اس پر بہنے کی قوت ہو جو شرعاً ظاہر بدن ہے۔

(۳) ناک کے سخت حصے کی طرف خون اتر آنے میں صرف یہی ایک روایت نہیں کہ وضو ٹوٹ جائے گا جیسا کہ علامہ اتقانی نے اپنے کلام سے یہ وہم پیدا کیا اور ان کی اتباع کرنے والوں نے ان کا اتباع کیا اور نہ یہی ایک روایت ہے کہ وضو نہ ٹوٹے گا جیسا کہ صاحبِ نہر کا خیال ہے۔ بلکہ یہ دونوں روایتیں ہیں اور ثانی زیادہ مشہور اور ظاہر ہے۔

(۴) منیہ اور ذخیرہ امام زفر کے قول پر گامزن نہیں جیسا کہ محقق حلبی کا حلیہ میں خیال ہے بلکہ دونوں روایت مشہورہ پر چلے ہیں۔

(۵) وجوب کو ثبوت پر محمول کرنے کا کوئی داعی نہیں جیسا کہ بحر نے اس تاویل کا ارتکاب کیا بلکہ اشہر روایات کے مطابق وجوب ہی مراد ہے۔

(۶) کلامِ معراج میں "بانسے" کو سخت حصے پر محمول کرنے کا کوئی معنی نہیں جیسا کہ بحر میں

---

ف۱: افادة المصنف عبارة حسنة فی بیان الناقض من غیر السبیلین۔

ف۲: [۴۵] تطفل علی الاتقانی و من تبعه۔

ف۳: [۴۶] تطفل علی النهر الفائق۔

ف۴: [۴۷] تطفل علی الحلیة۔

البحر وجزم به فی منحة الخالق و ردالمحتار بل مرادہ مالان کما افاد فی النھر۔

(۷)وقع الخلط بین القولین والمشی علی روایتین مختلفتین فی العنایة وشیئ منه فی الفتح اما النھایة فاجبنا عنھا جوابا نفیسا۔

(۸)لاوجه لحمل کلام الحدادی علی ماقال فی البحر بل ھو ماش علی الروایة الشھیرة کما افصح عنه فی الجوھرة النیرة۔

(۹)"نفی ف۱ النقض فیما صلب لیس بمحض المفھوم کما فھم البحر علیه صرائح نصوص لامردلھا۔

(۱۰) لایجب حمل کلام الھدایة علی ما ذکر الاتقانی والعنایة بل له محمل صحیح علی الروایة الشھیرة ایضا من دون لزوم العبث والتکرار ذلك من فضل الله علینا والحمد لله العزیز الغفار۔

**الخامس** ف۲ سبق الی خاطر بعض

سمجھا اور منحۃ الخالق و ردالمحتار میں اس پر جزم کیا بلکہ اس سے مراد نرم حصہ ہے جیسا کہ نہر میں افادہ کیا۔

**(۷)** عنایہ میں دونوں قولوں کے درمیان تخلیط اور دونوں روایتوں پر مشی واقع ہوئی اور اس میں سے کچھ فتح القدیر میں بھی ہے۔ لیکن نہایہ سے متعلق ہم ایک نفیس جواب دے چکے ہیں۔

**(۸)** حدادی کے کلام کو اس پر محمول کرنے کی کوئی وجہ نہیں جو بحر میں کہا، بلکہ وہ روایت مشہورہ پر جاری ہے جیسا کہ جوہرہ نیرہ میں اسے صاف طور پر کہا۔

**(۹)** سخت حصے میں خون اترنے کی صورت میں وضو ٹوٹنے کی نفی محض مفہوم سے ثابت نہیں جیسا کہ بحر نے سمجھا بلکہ اس پر صریح ناقابل تردید نصوص موجود ہیں۔

**(۱۰)** ہدایہ کی عبارت کو اتقانی اور عنایہ کے ذکر کردہ معنی پر محمول کرنا لازم نہیں بلکہ روایت مشہورہ پر بھی اس کا ایک صحیح مطلب ہے جس میں نہ عبث لازم آتا ہے نہ تکرار ہوتی ہے ۔یہ ہم پر خدا کا فضل ہے اور خدائے عزیز و غفار کا شکر ہے۔

**تنبیہ پنجم:** بعض متاخر شارحین و

---

ف۱: تطفل علی البحر۔

ف۲: تحقیق شریف فی المراد بما یلحقه حکم التطھیر۔

المتأخرين من الشراح والمحشين ان المراد بما يلحقه حكم التطهير مايؤمر المكلف بايقاع تطهيره بالفعل۔

"**قلت**: اى على فرض وقوع حدث او اصابة خبث اذ لولاه نقض فصد المتوضئ لعدم خروجه الى ماكان مامورا بتطهيره بالفعل، فان جعل مامورا به بهذا الفصل كان دورا كما لا يخفى ويتفرع عليه انه ان تورم موضع من بدنه قدر كف مثلا وكان يضره اصابة الماء فانفجر من اعلاه وسال على الورم لاينقض مالم يجاوز موضع الورم لانه لايؤمر بايقاع تطهيره بالفعل لمكان الضرر۔

فى فتح الله المعين عن حاشية العلامة نوح افندى "قال بعض الفضلاء فى شرح الوقاية يعنى ابن ملك يفهم من قوله سال الى مايطهر انه اذاكان له جراحة منبسطة بحيث يضر غسلها فان خرج الدم وسال على الجراحة ولم يتجاوز الى موضع يجب غسله

محشیین کو یہ خیال ہوا کہ "جسے حکم تطہیر لاحق ہے" سے مراد یہ ہے کہ مکلّف بالفعل جسے پاک کرنے کا مامور ہے۔

**قلت**: ان کا مطلب یہ ہے کہ بالفرض اس وقت کوئی حدث واقع ہو یا کوئی نجاست لگ جائے تو اسے بروقت اس کو پاک کرنے کا حکم ہو اس لئے کہ اگر یہ نہ مانیں تو باوضو شخص کا فصد لگوانا ناقضِ وضو نہ ہو کیوں کہ ایسی جگہ کی طرف خون کا نکلنا نہ ہوا جسے پاک کرنے کا بالفعل اسے حکم رہا ہو، اگر اسی فصد کے سبب اسے مامور مانیں تو دور لازم آئے گا جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔اسی خیال پر یہ بات متفرع ہوتی ہے کہ اگر اس کے بدن کی کسی جگہ مثلاً ہتھیلی برابر ورم ہو اور اس پر پانی لگنا ضرر رساں ہو وہ ورم اوپر سے پھوٹا اور خون یا پیپ ورم پر بہا تو وہ ناقضِ وضو نہ ہو جب تک کہ جائے ورم سے تجاوز نہ کر جائے کیونکہ ضرر کی وجہ سے بروقت اسے اس جگہ کو پاک کرنے کا حکم نہیں ہے

فتح اللہ المعین میں حاشیہ علامہ نوح آفندی کے حوالے سے نقل ہے: "بعض فضلا یعنی ابن ملک نے عبارۃ شرح وقایہ سے متعلق کہا لفظ "سال الی مایطھر" اس جگہ کی طرف بہے جسے پاک کیا جاتا ہے" سے سمجھ میں آتا ہے کہ اگر کسی کو پھیلی ہوئی جراحت ہے جس کا دھونا مضر ہے خون نکلا اور جراحت کے اوپر بہا، کسی ایسی جگہ نہ بڑھا جسے دھونا واجب ہے تو وضو نہ ٹوٹے گا،

| | |
|---|---|
| لاینقض الوضوء کذا فی المشکلات[90] اھ والیہ یشیر کلامہ ابیہ السید علی حیث قال السید الازھری "المراد بحکم التطھیر وجوبہ فی الوضوء والغسل ولو بالمسح لینتظم ماذا کانت الجراحۃ منبسطۃ بحیث یضر غسلھا فان خرج الدم وسال علی الجراحۃ ولم یتجاوزھا الی موضع یجب غسلہ فانہ ینقض لانہ سال الی موضع یلحقہ حکم التطھیر بالمسح علیہ للعذر کذا بخط شیخنا وانظرحکم مالوضرہ المسح ایضا الخ[91] ثم نقل عن العلامۃ نوح افندی رد ما مرعن المشکلات بما سیاتی ان شاء اللہ تعالٰی ثم قال "وکلام القھستانی یشیر الی ما فی المشکلات ونصہ نزل الدم من الانف فسد مالان منہ ولم ینزل منہ شیئ اوتورم رأس الجرح فظھر بہ قیح اونحوہ ولم یتجاوز الورم لم ینقض[92] الخ"<br>**اقول:** اولا ف ان کان فی ھذا | ایسا ہی مشکلات میں ہے اھ ۔اسی کی طرف ان کے والد سید علی کے کلام سے بھی اشارہ ہو رہاہے ، سید ازہری فرماتے ہیں : حکمِ تطہیر سے مراد وجوب تطہیر وضو و غسل ہیں ،اگرچہ مسح ہی کے ذریعہ ہو تاکہ اسے بھی شامل ہو جب جراحت پھیلی ہوئی ہو اس کے دھونے میں ضرر ہو اگر خون نکل کر جراحت پر بہا اور ایسی جگہ نہ بڑھا جسے دھونا واجب ہو تو یہ ناقض ہے کیونکہ یہ ایسی جگہ بہا جسے عذر کے باعث مسح کے ذریعہ پاک کرنے کا حکم لاحق ہے ایسا ہی ہمارے شیخ کی تحریر میں مرقوم ہے اس صورت کا حکم قابلِ غور ہے جس میں مسح بھی ضرر دیتا ہو الخ۔ پھر علامہ نوح آفندی سے مشکلات کے سابقہ مضمون کی تردید نقل کی ، یہ آگے ان شاء اللہ تعالٰی آئے گی پھر کہا : قہستانی کا کلام بھی مضمونِ مشکلات کی طرف اشارہ کر رہا ہے اس کی عبارت یہ ہے کہ : ناک سے خون اُترا تو اس کے نرم حصے کو بند کر دیا اور اس سے کچھ نیچے نہ آیا ، یا سرِ زخم میں ورم ہو گیا اس میں پیپ وغیرہ ظاہر ہوئی اور ورم سے آگے نہ بڑھی تو ناقض نہیں الخ۔<br>**اقول اولًا** : اگر اس کلام میں اس |

ف: تطفل علی السید ابی السعود۔

[90] فتح المعین کتاب الطہارۃ، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ، ۱/۴۱
[91] فتح المعین کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۴۱
[92] فتح المعین کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۴۱ و ۴۲

| | |
|---|---|
| الکلام اشارة الی ذلك فاسنادہ للقھستانی من ابعاد النجعة فان الفرع مذکور فی البحر والفتح والمبسوط وغیرھا من جلة المعتمدات وقدمنا کلام الفتح ان فی مبسوط شیخ الاسلام تورم رأس الجرح فظھر به قیح ونحوہ ولا ینقض مالم یجاوز الورم[93] الخ | طرف اشارہ ہے تو قہستانی کی طرف اس کی اسناد خوراک کی تلاش میں بہت دور نکل جانے کی طرح ہے اس لئے کہ یہ جزیہ بحر، فتح، مبسوط وغیرہا معتمداتِ جلیلہ میں مذکور ہے ۔اور فتح کی یہ عبارت ہم پہلے نقل کرآئے ہیں کہ شیخ الاسلام کی مبسوط میں ہے: سرِ زخم پر ورم ہو گیا اس میں پیپ وغیرہ ظاہر ہوئی تو جب تک ورم سے تجاوز نہ کرے ناقض نہیں الخ۔ |
| و[۳] **ثانیا**: لااشارة [ف۱] فانھم انما فرضوا تورم رأس الجرح فالتجاوز عنه یکون بالانحدار وھو شرط النقض علی الصحیح المفتی به ولیس فی کلامھم ذکر ورم بسیط وسیع ینفجر رأسه فیسیل علی سطحه ولا یجاوزہ الی الموضع الصحیح نعم انا اسعف [ف۲] بذکر ما وقفت علیه من کلام من یذھب اویمیل الیه ثم اذکر مایفتح | ثانیًا: اس میں کوئی اشارہ نہیں اس لئے ان حضرات نے سرِ زخم کا ورم کرنا فرض کیا ہے اس سے (خون کا) تجاوز ڈھلکنے سے ہوگا۔اور یہ صحیح مفتٰی بہ قول پر وضو ٹوٹنے کی شرط ہے، ان کے کلام میں ایسے ورم کا ذکر ہی نہیں جو پھیلا ہوا کشادہ ہو جس کا سرا پھٹ جائے پھر خون یا پیپ اس کی سطح پر بہے اور اس سے تجاوز کرکے صحت والی جگہ نہ آئے ہاں میں ان حضرات کا ذکر کروں گا جن کے بارے میں مجھے علم ہوا کہ یہ ان کا مذہب ہے یا اس طرف ان کا میلان ہے اس کے بعد |

ف۱: تطفل اُخر علیه۔

ف۲: **مسئلہ**: ورم زیادہ جگہ میں پھیلا ہے اور اسے مسح بھی نقصان کرتا ہے اور وہ اوپر سے پھوٹا اور خون یا پیپ ورم، ورم پر بہا صحیح بدن کی طرف نہ بڑھا، تو بعض کتب میں فرمایا وضو نہ گیا اور مصنف کی تحقیق کہ جاتا رہے گا اور اگر اس ورم کو غسل یا مسح کر سکتے ہوں تو بالاتفاق ناقض وضو ہوگا۔

93 فتح القدیر، کتاب الطہارات، فصل فی نواقض الوضوء، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، ۳۴/۱

| | |
|---|---|
| المولی سبحٰنه من لدیه قال الامام الحلبی فی الحلیة"اذا انحدر الخارج عن رأس الجرح لکنه لم یجاوز المحل المتو رم وانما انحدر الی بعض ذلك المحل ومسحه ایضا اما اذاکان لایضره احدهما فینبغی انه ینقض لانه یلحقه حکم التطهیر اذ المسح تطهیر له شرعا کالغسل فلیتنبه لذلك[94] اھ<br>وفی الفوائد المخصصة للعلامة الشامی عن المقاصد الممحصة فی بیان کی الحمصة لسیدی عبدالغنی انه قال"بعد نقله حد السیلان ومافیه من الخلاف فالمفهوم من هذه العبارات ان الدم والقیح والصدید اذا علا علی الجرح ولم یسل عنه الی موضع صحیح من البدن لاینقض الوضوء سواء کان الجرح کبیرا او صغیرا[95] (ثم قال بعد کلام) ویؤید هذا ما فی خزانة الروایات فی الجراحة البسیطة اذا خرج الدم من جانب وتجاوز الی جانب اٰخر لکن لم یصل الی موضع صحیح فانه | وہ ذکر کروں گا جو اپنی طرف سے مولٰی تعالٰی منکشف فرمائے گا ، امام حلبی حلیہ میں لکھتے ہیں : سرِ زخم سے نکلنے والا ( خون یا پیپ ) ڈھلک آئے لیکن ورم کی ہوئی جگہ سے تجاوز نہ کرے بس اسی جگہ کے کسی حصے تک ڈھلک کر آیا ہو تو وضو نہ ٹوٹے گا جبکہ اس شخص کو اس جگہ کا دھونا اور مسح کرنا ضرر دیتا ہو اور اگر دھونے یا مسح کرنے میں ضرر نہ ہو تو اسے ناقض ہونا چاہئے اس لئے کہ اسے حکم تطہیر لاحق ہے کیونکہ مسح بھی دھونے کی طرح شرعًا اس کی تطہیر ہے تو اس پر متنبہ رہنا چاہئے اھ۔<br>علامہ شامی کی فوائد مخصصہ میں سیدی عبدالغنی کی مقاصد ممحصہ کے حوالے سے آبلوں کے بیان میں ہے کہ انہوں نے سیلان کی تعریف اور اختلاف نقل کرنے کے بعد فرمایا : ان عبارتوں سے مفہوم یہ ہوتا ہے کہ خون ، پیپ پانی جب سر زخم پر چڑھے اور اس سے ہٹ کر بدن کی کسی صحتمند جگہ نہ بہے تو وضو نہ ٹوٹے گا ، خواہ زخم بڑا ہو یا چھوٹا ۔ ( پھر کچھ عبارت کے بعد لکھا ) اس کی تائید پھیلی ہوئی جراحت سے متعلق خزانۃ الروایات کی اس عبارت سے ہوتی ہے : جب خون ایک جانب سے نکلے اور دوسری جانب تجاوز کرے لیکن کسی تندرست جگہ نہ پہنچے تو وہ ناقض وضو نہیں ، اس لئے کہ |

94 حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

95 الفوائد المخصصہ ، رسالہ من رسائل ابن عابدین سہیل اکیڈمی لاہور ، ۱/ ۶۳

| | |
|---|---|
| لاینقض الوضوء لانه لم یصل الی موضع یلحقه حکم التطهیر[96] اھ | ایسی جگہ نہ پہنچا جسے حکم تطہیر لاحق ہو اھ۔ |
| وفی الارکان الاربعة للمولیٰ ملك العلماء بحر العلوم عبدالعلی اللکنوی اذا خرج القیح من رأس الجرح ولم یتجاوز ورم الجرح لاینتقض الطهارة ولا یکون نجسا[97]اھ | ملک العلماء بحر العلوم مولٰنا عبد العلی لکھنوی کی ارکان اربعہ میں ہے : "جب سر زخم سے پیپ نکلے اور زخم کے ورم سے تجاوز نہ کرے تو طہارت نہ توڑیگا اور نہ نجس ہوگا۔"اھ |
| وفی رد المحتار عن السراج عن الینا بیع الدم السائل علی الجراحة اذالم یتجاوز قال بعضهم هو طاهر حتی لوصلی رجل بجنبه واصابه منه اکثر من قدر الدرهم جازت صلاته وبهذا اخذ الکرخی وهو الاظهر وقال بعضهم هو نجس وهو قول محمد[98] اھ قال الشامی ومقتضاه انه غیر ناقض لانه بقی طاهرا بعد الاصابة وان المعتبر خروجه الی محل یلحقه حکم التطهیر من بدن صاحبه فلیتامل[99] اھ | ردالمحتار میں سراج وہاج سے اس میں ینابیع سے نقل ہے : جراحت پر بہنے والا خون جب اس سے تجاوز نہ کرے تو بعض نے کہا وہ پاک ہے یہاں تک کہ اگر اس کے پہلو میں کوئی نماز پڑھ رہا ہے اسے درہم بھر سے زیادہ وہ خون لگ گیا تو اس کی نماز ہو گئی ، اسی کو امام کرخی نے اختیار کیا اور یہی امام محمد کا قول ہے اھ ، علامہ شامی کہتے ہیں : اس کا مقتضا یہ ہے کہ وہ ناقض بھی نہ ہو اس لئے کہ وہ لگنے کے بعد بھی طاہر رہا اور یہ کہ اعتبار اس کا ہے کہ صاحبِ زخم کے بدن سے ایسی جگہ کی طرف نکلے جسے حکمِ تطہیر لاحق ہے تو اس پر تامل کیا جائے اھ۔ |
| **وانا اقول:** وبالله التوفیق | **وانا اقول** : (اور میں کہتا ہوں) |

[96] الفوائد المخصصة، رسالہ من رسائل ابن عابدین، سہیل اکیڈمی لاہور ، ۱/۶۴

[97] رسائل الارکان کتاب الطہارۃ نواقض الوضوء مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۱۶

[98] ردالمحتار کتاب الطہارۃ مطلب نواقض الوضوء دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۹۲

[99] ردالمحتار کتاب الطہارۃ مطلب نواقض الوضوء دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۹۲

وبه استهدی سواء الطريق ههنا مسئلتان:

**مسئلة الورم** الغير المنفجر الامن اعلاه كما وصفنا۔

**ومسئلة الجرح** اعنی تفرق الاتصال كما يحصل بالسلاح والانفجار وقد خلطهما فـ السيد ابو السعود كما رأيت وسيظهر الفرق بعون رب البيت۔

**اما الاولی:** ففی غاية الاشكال ولا تحضرنی الاٰن مصرحة كذلك الامن الحلية والاركان الاربعة وكذا ماتبتنی عليه من ارادة مايكلف بايقاع تطهيره بالفعل وهذا ربما يشم من غيرهما ايضا كابن ملك وخزانة الروايات وردالمحتار۔

"فاقول اولا: لايذهبن عنك ان المعنی فـ المؤثر عندنا فی الحدث هو خروج النجس من باطن البدن الی ظاهره لايحتاج معه الی شيئ اٰخر

اور توفیق خدا ہی سے ہے اور اسی سے راہِ راست کی ہدایت طلب کرتا ہوں، یہاں دو مسئلے ہیں:

**(۱) مسئلہ ورم:** ایسا ورم جو اپنے اوپری حصے سے ہی پھوٹا ہو، جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔

**(۲) مسئلہ زخم:** یعنی اتصال ختم ہو کر جدائی پڑ جانا جیسے ہتھیار سے اور پھٹنے سے ہوتا ہے۔ دونوں مسئلوں میں سید ابوالسعود نے خلط کر دیا جیسا کہ آپ نے دیکھا، دونوں میں فرق بعونہٖ تعالٰی جلد ہی ظاہر ہو گا۔

**پہلا مسئلہ ورم:** انتہائی مشکل ہے اور اس تصریح کے ساتھ بروقت مجھے صرف حلیہ اور ارکانِ اربعہ سے مستحضر ہے یوں ہی وہ جس پر اس مسئلے کی بنیاد رکھتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ وہ بروقت اس کی تطہیر عمل میں لانے کا مکلّف ہو اور اس کی کچھ بو ان دونوں کے علاوہ ابن ملک، خزانۃ الروایات اور ردالمحتار سے بھی آتی ہے۔

**فاقول اولاً:** یہ بات ذہن سے نہ نکلے کہ ہمارے نزدیک حدث میں مؤثر معنی شے نجس کا باطن بدن سے ظاہر بدن کی طرف نکلنا ہے۔ مگر یہ ہے کہ غیر سبیلین میں نکلنا بغیر منتقلی کے

---

فـــ۱: تطفل ثالث علی السيد الازهری۔

فـــ۲: تطفل علی الحلية و بحر العلوم فی مسئلة الورم۔

فـــ۳: تحقيق المعنی المؤثر فی الحدث و وجه اشتراط السيلان فی الخارج من غير السبيلين۔

غیران الخروج لایتحقق فی غیر السبیلین الا بالانتقال لان تحت کل جلدۃ دما و ھو مادام فی مکانہ لایعطی لہ حکم النجاسۃ۔

[1]قال الامام برھان الملۃ والدین فی الھدایۃ خروج النجاسۃ مؤثر فی زوال الطھارۃ غیر ان الخروج انما یتحقق بالسیلان الی موضع یلحقہ حکم التطھیر لان بزوال القشرۃ تظھر النجاسۃ فی محلھا فتکون بادیۃ لاخارجۃ بخلاف السبیلین لان ذلك الموضع لیس بموضع النجاسۃ فیستدل بالظھور علی الانتقال والخروج[100] اھ

و[2]مثلہ فی المستخلص نقلا عنھا و[3]قال الامام فقیہ النفس فی شرح الجامع الصغیر الحدث للخارج النجس والخروج انما یتحقق بالسیلان[101] الخ

و[4]قال الامام المحقق علی الاطلاق فی فتح القدیر "خروج النجاسۃ مؤثر فی زوال الطھارۃ شرعا وھذا القدر فی الاصل معقول ای عُقل فی الاصل وھو الخارج من السبیلین ان زوال الطھارۃ عندہ انما ھو بسبب انہ نجس

متحقق نہیں ہوتا اس لئے کہ ہر جلد کے نیچے خون ہے اور وہ جب تک اپنی جگہ رہے اسے نجاست کا حکم نہ دیا جائے گا۔

(۱) امام برہان الملۃ والدین ہدایہ میں فرماتے ہیں : خروج نجاست ، زوال طہارت میں مؤثر ہے مگر یہ کہ خروج ایسی جگہ جسے حکمِ تطہیر لاحق ہے بہنے ہی سے متحقق ہوتا ہے اس لئے کہ پوست ہٹنے سے نجاست اپنی جگہ ظاہر ہو جاتی ہے تو وہ بادی ( ظاہر ہونے والی ) ہوگی خارج نہ ہوگی ، سبیلین کا حال اس کے برخلاف ہے کیونکہ وہ جگہ نجاست کی جگہ نہیں تو ظاہر ہونے سے ہی منتقل اور خارج ہونے پر استدلال ہوگا اھ۔

(۲) اسی کی مثل اس سے نقل کرتے ہوئے مستخلص میں ہے۔

(۳) امام فقیہ النفس شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں : حدث ، خارج نجس کا نام ہے اور خروج سیلان ہی سے متحقق ہوتا ہے۔ الخ۔

(۴) امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں : خروج نجاست شرعًا زوال طہارت میں مؤثر ہے ، اتنی مقدار اصل میں معقول ہے یعنی اصل جو خارج سبیلین ہے اس سے متعلق یہ بات عقل سے سمجھ میں آتی ہے کہ اس کے پائے جانے کے وقت زوال طہارت اسی سبب سے ہے

---

[100] الہدایۃ، کتاب الطہارۃ، فصل فی نواقض الوضوء مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، ۳۹/۱

[101] شرح الجامع الصغیر للامام قاضی خان

خارج من البدن اذلم یظهر لکونه من خصوص السبیلین تأثیر، وقد وجد فی الخارج من غیرهما فیتعدی الحکم الیه فالاصل الخارج من السبیلین وحکمه زوال طهارة یوجبها الوضوء وعلته خروج النجاسة من البدن والفرع الخارج النجس من غیرهما وفیه المناط فیتعدی الیه زوال الطهارة[102] اھ

کہ وہ بدن سے نکلنے والی ایک نجاست ہے کیونکہ خاص سبیلین سے خارج ہونے کا کوئی اثر کہیں ظاہر نہ ہوا اور یہ سبب غیر سبیل سے نکلنے والی چیز میں بھی موجود ہے تو حکم وہاں بھی پہنچے گا، تو اصل خارج سبیلین ہے، حکم اس طہارت کا ختم ہو جانا جو وضو سے ثابت ہوتی ہے علت، نجاست کا بدن سے نکلنا ،فرع، غیر سبیلین سے نکلنے والی نجس چیز اور اس پر مدار ہے تو زوال طہارت یہاں بھی متعدی ہو جائے گا اھ۔

و۵مثله فی البحر الرائق وفیه ایضا النقض بالخروج وحقیقته من الباطن الی الظاهر و ذلك بالظهور فی السبیلین یتحقق[103] وفی غیرهما بالسیلان الی موضع یلحقه التطهیر لان بزوال القشرة تظهر النجاسة فی محلها فتکون بادیة لاخارجة[104] اھ

(۵) اسی کے مثل البحر الرائق میں بھی ہے اور اس میں یہ بھی ہے: "نقض خروج سے ہوتا ہے اور اس کی حقیقت باطن سے ظاہر کی طرف نکلنا ہے، یہ بات سبیلین کے اندر ظہور سے متحقق ہوتی ہے۔ اور غیر سبیلین میں ایسی جگہ بہنے سے جسے حکم تطہیر لاحق ہے اس لئے کہ پوست ہٹنے سے نجاست اپنی جگہ نظر آتی ہے تو وہ ظاہر کہلائے گی خارج نہ ہوگی، اھ۔

وفی الفتح و۶الحلیة و۷الغنیة والبحر و الطحطاوی والشامی جمیع الادلة المو ردة من السنة والقیاس تفید تعلیق النقض بالخارج النجس[105] اھ

(۶ تا ۹) فتح القدیر، ۶حلیہ، ۷غنیہ، ۸بحر، ۹طحطاوی، اور ۹شامی میں ہے: سنّت اور قیاس سے لائی جانے والی تمام دلیلیں یہی افادہ کرتی ہیں کہ وضو ٹوٹنا خارج نجس سے وابستہ رہے گا اھ۔

---

102 فتح القدیر کتاب الطهارة فصل فی نواقض الوضوء مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳۹/۱

103 فتح القدیر کتاب الطهارة فصل فی نواقض الوضوء مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ، ۳۹/۱

104 فتح القدیر کتاب الطهارة فصل فی نواقض الوضوء مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳۸/۱و۳۹

105 البحر الرائق کتاب الطهارة، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ۳۳/۱

| | |
|---|---|
| وفی الغنیة اذا زالت بشرة کانت الرطوبة بادیة لامنتقلة ولا تکون منتقلة الا بالتجاوز والسیلان[106] اھ | غنیہ میں ہے: جب جلد ہٹ جائے تو رطوبت نمایاں ہو گی وہ منتقل ہونے والی نہ ہو گی، منتقل تو تجاوز اور سیلان ہی سے ہو گی اھ۔ |
| وفی ١٠تبیین الامام الزیلعی"الخروج انما یتحقق بوصوله الی ما ذکرنا لان ماتحت الجلدة مملوء دما فبالظهور لایکون خارجا بل بادیا وهو فی موضعه[107] اھ | (١٠) امام زیلعی کی تبیین الحقائق میں ہے: خروج اس جگہ پہنچنے ہی سے متحقق ہو گا جو ہم نے بیان کی اس لئے کہ زیر جلد حصہ، خون سے بھرا ہوا ہے تو صرف ظہور سے وہ خارج ہو گا بلکہ اپنی جگہ رہتے ہوئے دکھائی دینے والا ہو گا اھ |
| وفی "المحیط ثم ١٢"الدرر"حد الخروج الانتقال من الباطن الی الظاهر و ذلك یعرف بالسیلان من موضعه[108] اھ" | (١١، ١٢) محیط پھر درر میں ہے: خروج کی تعریف، باطن سے ظاہر کی طرف منتقل ہونا اور اس کی شناخت اپنی جگہ سے بہہ جانے سے ہو گی اھ۔ |
| وفی ١٣"شرح الوقایة للامام صدر الشریعة المعتبر الخروج الی ماهو ظاهر البدن شرعا[109] اھ | (١٣) امام صدر الشریعہ کی شرح وقایہ میں ہے: اعتبار اس جگہ نکلنے کا ہے جو شرعًا ظاہر بدن ہے اھ۔ |
| وقال ١٤"الامام النسفی فی متن الکنز ینقضه خروج نجس منه[110] اھ | (١٤) امام نسفی، متن کنز الدقائق میں فرماتے ہیں: ینقضہ خروج نجس منہ اھ اس سے کسی نجس کا نکلنا وضو توڑ دے گا۔ |
| واستحسنه فی ١٥جامع الرموز فقال حق العبارة ناقضه خروج | (١٥) جامع الرموز میں اسے پسند کیا اور کہا حق عبارت یہ ہے: ناقضه خروج |

[106] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی نواقض الوضوء سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۳۱

[107] تبیین الحقائق کتاب الطہارت دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۴۸

[108] درر الحکام بحوالہ المحیط کتاب الطہارت میر محمد کتب خانہ کراچی ۱/۱۳

[109] شرح الوقایۃ کون السائل الیٰ مایطہر ناقصا مکتبہ امدادیہ ملتان ۱/۱۷

[110] کنز الدقائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۷

| | |
|---|---|
| النجس[111] اھ | النجس، ناقضِ وضو نجس کا نکلنا ہے اھ۔ |
| وقال١٦ السید جلا ل الدین فی الکفایہ "لایتحقق الخروج الا بالسیلان لان تحت کل جلدۃ رطوبۃ فاذا زالت کانت بادیۃ لاخارجۃ کالبیت اذا انھدم کان الساکن ظاھرا لا منتقلا عن موضعہ[112] اھ | (١٦) سید جلال الدین کرلانی کفایہ میں فرماتے ہیں : "خروج بغیر بہنے کے متحقق نہیں ہوتا اس لئے کہ ہر جلد کے نیچے رطوبت ہے جب جلد ہٹ جائے تو رطوبت ظاہر ہو گی خارج نہ ہو گی جیسے گھر گر جائے تو اندر رہنے والا ظاہر ہو گا اپنی جگہ سے منتقل نہ ہو گا" اھ۔ |
| وقال١٧ العلامۃ الاکمل فی العنایۃ خروج النجس من بدن الانسان الحی ینقض الطھارۃ کیفما کان عندنا وھو مذھب العشرۃ المبشرۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم[113] اھ | (١٧) علامہ اکمل الدین بابرتی عنایہ میں فرماتے ہیں : "زندہ انسان کے بدن سے نجس چیز کا نکلنا ہمارے نزدیک جس طرح بھی ہو ناقضِ طہارت ہے اور یہی عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کا مذہب ہے اھ۔ |
| وفیھا ایضا شرط التجاوز الی موضع یلحقہ حکم التطھیر احتراز عما یبدو ولم یخرج ولم یتجاوز فانہ لایسمی خارجا فکان تفسیرا للخروج وردا لما ظن زفر ان البادی خارج[114] اھ | اس میں یہ بھی ہے : جسے حکمِ تطہیر لاحق ہے اس جگہ تجاوز کی شرط اس صورت سے احتراز ہے جب نجس صرف نمودار ہو ، نہ نکلے ، نہ آگے بڑھے کیونکہ اسے خارج نہیں کہا جاتا۔ تو یہ شرط خروج کی تفسیر اور امام زفر کے اس گمان کی تردید ہے کہ ظاہر ہونے والا ، نکلنے والا ہے اھ۔ |
| وقد١٨ صرح المولی بحرالعلوم نفسہ فی ذلک الکتاب انہ ثبت ان علۃ انتقاض الطھارۃ خروج النجاسۃ | (١٨) خود مولانا بحر العلوم نے اسی کتاب میں صراحت کی ہے کہ ثابت ہو گیا کہ طہارت ٹوٹنے کی علّت خروج نجاست ہے تو جو نجاست بھی خارج ہو گی |

111 جامع الرموز کتاب الطہارۃ مکتبۃ الاسلامیہ گنبدِ قاموس ایران ١/٣٤
112 الکفایۃ مع فتح القدیر کتاب الطہارۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ١/٣٨
113 العنایۃ شرح الہدایۃ مع فتح القدیر کتاب الطہارۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ١/٣٣
114 العنایۃ شرح الہدایۃ مع فتح القدیر کتاب الطہارۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ١/٣٣

| | |
|---|---|
| فکلما خرج من النجاسة ینقض الطهارة[115] اھ ومن نظر الی تظافر هذه النصوص ایقن ان خروج النجس الی ظاهر البدن اذا تحقق لایتوقف بعده ثبوت الحدث وان تحققه فی غیر السبیلین یحصل بانتقال ماعن موضعه لا یشترط فیه ان یکون ذراعا اوشبرا مثلا ، ولذلك لما ظهر لمحمد فیما روی عنه ان بالعلو علی راس الجرح یحصل انتقال الدم من مکانه حکم بالنقض من دون توقیف علی انحدار ایضا فضلا عن اشتراط امتداد مسافة واصحابنا جعلوا رأس الجرح من مکانه فما دام علیه ولم یجاوزه لم ینتقل من مکانه وان انتقل من تحت۔ | ناقض طہارت ہو گی اھ۔ جو ان نصوص کی کثرت اور باہمی موافقت دیکھے گا اس بات کا یقین کرے گا کہ ظاہر بدن کی طرف نجس چیز کا خروج جب متحقق ہو جائے تو اس کے بعد حدث کا ثبوت کسی اور بات پر موقوف نہیں رہتا اور یہ بھی یقین کرے گا کہ غیر سبیلین میں خروج کا تحقق اپنی جگہ سے کچھ ہٹ جانے سے ہو جاتا ہے اس میں یہ شرط نہیں کہ ایک ہاتھ یا ایک بالشت ہو مثلاً اسی لئے جیسا کہ روایت ہے جب امام محمد پر ظاہر ہوا کہ سر زخم پر چڑھنے سے خون کا اپنی جگہ سے منتقل ہونا حاصل ہو جاتا ہے تو انہوں نے وضو ٹوٹنے کا حکم کر دیا، نیچے ڈھلکنے پر بھی موقوف نہ رکھا، کسی مسافت میں پھیلنے کی شرط لگانا تو دور کی بات ہے اور ہمارے اصحاب نے سر زخم کو اس کی جگہ قرار دیا ہے جب تک خون اس پر رہے اور تجاوز نہ کرے تو وہ اپنی جگہ سے منتقل نہ ہوا اگرچہ نیچے سے اوپر گیا ہے۔ |
| قال فی الدرر عن المحیط بعد ما قدمنا وحد السیلان ان یعلو فینحدر عن رأس الجرح هکذا فسر ابو یوسف لانه مالم ینحدر عن رأس الجرح لم ینتقل عن مکانه فان مایوازی الدم من اعلی الجرح | درر میں محیط کے حوالہ سے سابقاً نقل کردہ عبارت کے بعد ہے: اور سیلان کی حد یہ ہے کہ اوپر جا کر سر زخم سے ڈھلک آئے، امام ابو یوسف نے اسی طرح تفسیر فرمائی۔ اس لئے کہ جب تک سر زخم سے نہ اترے وہ اپنی جگہ سے منتقل نہ ہوا اس لئے کہ خون کے مقابل زخم کا بالائی حصہ خون ہی |

[115] رسائل الارکان کتاب الطہارۃ بیان نواقض الوضوء مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۱۶

| | |
|---|---|
| مکانہ[116] اھ<br>فالورم المنبسط المنفجر من اعلاہ اذا انحدر القیح من راسہ تحقق الخروج والانتقال والسیلان قطعا لامحل فیہ لارتیاب فما ھی الا عبارۃ عن معنی واحد ولن یسبقن الی وھم احد ان الورم ان استوعب ید انسان من کتفہ الی رسغہ فانفجر من اعلی الکتف وجعل الدم یثج ثجا حتی ملأ الکتف ثم العضد ثم المرفق ثم الساعد لم یکن کل ھذا خروجا حتی یتجاوز الی الکف۔<br>و۱۶ عدم لحوق ف حکم التطھیر عند العذر ظاھر المنع بل قد لحق وتاخر طلب ایقاعہ بالفعل حتی یزول ولذا اذا زال ظھر فکان من باب الوجوب لانعقاد السبب وتأخر وجوب الاداء بخلاف داخل العین فانہ من باطن البدن شرعا فی باب التطھیر من کل وجہ لم یلحقہ | کی جگہ ہے اھ۔ تو پھیلا ہوا ورم جو اوپر سے پھوٹ جائے جب پیپ اس کے سر سے نیچے اُتر آئے تو خروج، انتقال اور سیلان قطعاً متحقق ہو گیا جس میں کسی شک وشبہہ کی گنجائش نہیں کہ یہ سب ایک ہی معنی سے عبارت ہیں اور ہر گز کسی کو یہ وہم نہیں ہو سکتا کہ ورم اگر کسی انسان کے ہاتھ میں شانے سے گٹّے تک کے حصے کو گھیر لے پھر شانے کے اوپر سے پھوٹے اور خون تیزی سے بہنے لگے یہاں تک کہ شانہ بھر جائے پھر بازو پھر کہنی پھر کلائی بھی بھر جائے ان سب کے باوجود خروج ثابت نہ ہوگا یہاں تک کہ خون تجاوز کرکے ہتھیلی پر آ جائے۔<br>عذر کے وقت حکمِ تطہیر لاحق نہیں اس پر منع ظاہر ہے۔ یہ ہمیں تسلیم نہیں بلکہ حکم لاحق ہے مگر عذر ختم ہونے تک بالفعل اسے عمل میں لانے کا مطالبہ مؤخر ہو گیا ہے۔ اسی لئے جب عذر ختم ہو جائے تو حکم ظاہر ہوتا ہے تو یہ اس باب سے ہوا کہ سبب متحقق ہونے کی وجہ سے وجوب ثابت ہے اور وجوب ادا مؤخر ہے اور داخل چشم کا معاملہ ایسا نہیں اس لئے کہ باب تطہیر میں وہ ہر طرح شرعاً باطن بدن سے شمار ہے |

ف: ۸۳ تطفل اُخر علی الحلیۃ و ابن مالك فی اُخرین۔

[116] دررالحکام شرح غررالاحکام کتاب الطہارۃ، بیان نواقض الوضوء، میر محمد کتب خانہ کراچی، ۱/۱۳

| | |
|---|---|
| قط حکم التطهیر ولن یلحقه ابدا ما بقی فکیف یقاس علیه ماکان ظاهر البدن قطعاحسا وشرعا ثم اعتری معتر اخر عنه حکم اداء التطهیر موقتالوقت البرء ام کیف یجعل العارض کاللازم والحادث عن قریب الزائل عما قلیل کاللازب المستمر۔ | اسے کسی وقت نہ حکمِ تطہیر لاحق ہوااور نہ ہر گز کبھی لاحق ہوگا جب تک کہ وہ باقی ہے پھر اس پر اس کا قیاس کیسے ہو سکتا ہے جو حِسًّا اور شرعًا قطعی طور پر ظاہر بدن ہے پھر اس پر کوئی عارض در پیش ہوا جس نے اچھے ہونے تک کے لئے عارضی طور پر تطہیر کو عمل میں لانے کا حکم مؤخر کر دیا یا عارض کو لازم کی طرح کیسے قرار دیا جا سکتا ہے اور جلد ہی رونما ہونے والے کچھ دیر بعد زائل ہونے والے کو ہمیشہ لگے رہنے والے کی طرح کیسے کہا جا سکتا ہے! |
| و[۲]**ثانیا**: انما ف المنقول عن ائمتنا رضی الله تعالٰی عنهم شیئان اما النقض بمجرد العلو علی رأس الجرح وان لم ینحدر کما روی عن محمد والیه مال الامام محمد بن عبدالله وعلیه مشی فی مجموع النوازل والفتاوی النسفیة وجعله فی الوجیز اقیس وفی الدرایة اصح۔ | **ثانیًا**: ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے منقول دو ہی چیزیں ہیں:<br>(۱) یا تو محض سرِ زخم پر چڑھ جانے سے وضو ٹوٹ جانا اگرچہ نیچے نہ اُترے جیسا کہ یہ امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے مروی ہے، اسی کی طرف امام محمد بن عبداللہ مائل ہوئے، اسی پر مجموع النوازل اور فتاوٰی نسفیہ میں چلے ہیں، اسی کو وجیز میں زیادہ قرین قیاس اور درایہ میں اصح کہا ہے۔ |
| واما بالانحدار عن رأس الجرح وهو المعتمد وعلیه الفتوی ولم ینقل عن احد منهم قط ان الا نحدار عن الرأس ایضالا یکفی للنقض مالم یجاوز سطح ورم | (۲) یا سرِ زخم سے نیچے اُتر آنے پر وضو ٹوٹنے کا حکم ہے یہی معتمد ہے اور اسی پر فتوی ہے اور ان حضرات میں کسی سے یہ کبھی بھی منقول نہیں کہ وضو ٹوٹنے کے لئے سرِ زخم سے نیچے اتر آنا بھی کافی نہیں جب تک کہ ورمِ زخم کی پوری سطح سے |

---

ف: [۸۴]تطفل ثالث علیهم۔

| | |
|---|---|
| الجرح کله قدر ذراع کان او اکثر۔بل قد نطقت کتب المذهب قاطبة بان مجرد الانحدار عن الرأس کاف فی النقض۔وهذا محرر المذهب محمد رضی الله تعالٰی عنه قائلا فی ¹جامعه الصغیر "محمد عن یعقوب عن ابی حنیفة رضی الله تعالٰی جعنهم فی نفطة قشرت فسال منها ماء اودم اوغیره عن رأس الجرح نقض الوضوء وان لم یسل لم ینقض[117] اھ"۔ | تجاوز نہ کر جائے وہ ایک ہاتھ ہو یا زیادہ۔ بلکہ تمام تر کتبِ مذہب ناطق ہیں کہ سرِ زخم سے محض ڈھلک آنا وضوٹوٹنے کے لئے کافی ہے۔ (۱) یہ ہیں محرر مذہب امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ جو جامع صغیر میں فرماتے ہیں : محمد راوی یعقوب سے وہ ابو حنیفہ سے رضی اللہ تعالٰی عنہم اس آبلہ کے بارے میں جس کا پوست ہٹا دیا گیاتواس سے پانی یاخون یااور کچھ سرِ زخم سے بہہ گیاتو وضو ٹوٹ جائے گااور نہ بہاتونہ ٹوٹے گااھ۔ |
| ²قال الامام الاجل قاضی خان فی شرحه و السیلان ان ینحدر عن رأس الجرح وعن محمد رحمه الله تعالٰی اذا انتفخ علی رأس الجرح وصار اکثر من رأس الجرح انتقض والصحیح ماقلنا[118] اھ | (۲) امام اجل قاضی خان اس کی شرح میں فرماتے ہیں : بہنا یہ ہے کہ سرِ زخم سے ڈھلک آئے اور امام رحمۃاللہ تعالٰی علیہ سے روایت ہے کہ جب سرِ زخم پھول جائے اور سرِ زخم سے زیادہ ہو جائے تو وضو ٹوٹ جائیگا۔اور صحیح وہ ہے جو ہم نے بیان کیااھ۔ |
| و فی ³محیط الامام السرخسی ثم ⁴النهر ثم ⁵الهندیة حدالسیلان ان یعلو فینحدرعن رأس الجرح[119] اھ | (۳ تا ۵) امام سرخسی کی محیط پھر نہر پھر ہندیہ میں ہے : بہنے کی تعریف یہ ہے کہ اوپر جا کر سرِ زخم سے ڈھلک آئے اھ۔ |
| وفی ⁶جواهر الفتاوی للامام الکرمانی فی الباب الثانی المعقود لفتاوی الامام جمال الدین البزدوی اما التی تخرج من غیر السبیلین ان جوقفت ولم تتعدد عن رأس | (۶ و ۷) امام کرمانی کی جواہر الفتاوٰی کے باب دوم میں ہے جو امام جمال الدین بزدوی کے فتاوٰی کے لئے خاص کیا گیا ہے : "وہ جو غیر سبیلین سے نکلے اگر ٹھہر جائے اور سرِ زخم سے تجاوز نہ کرے |

[117] الجامع الصغیر للامام محمد، کتاب الطھارۃ باب ماینقض الوضوء ...الخ مطبع یوسفی لکھنؤ ص ۷
[118] شرح الجامع الصغیر للامام قاضی خان
[119] الفتاوی الہندیۃ الفصل الخامس نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۱۰

| | |
|---|---|
| الجرح فطاهرة[120] اھ۔<br>ثم اطال فی بیان حکمة ف الفرق بین الخارج والبادی ملخصه ان البادی الکائن تحت الجلدة هو الذی انتقل عن طبیعة الدم الی طبیعة اللحم وانتهی نضجه غیرانه لم ینجمد بخلاف السائل۔<br>وفی شرح [٨] الطحاوی للامام الاسبیجابی ثم [٩] ایضاح الاصلاح لابن کمال باشا قال اصحابنا اذا خرج وسال عن رأس الجرح نقض الوضوء وقال زفر ینقضه سال اولم یسل وقال الشافعی لاینقضه سال اولم یسل[121] اھ<br>وفی [١٠] الخلاصة ان خرج من قرح به دم او صدید اوقیح فسال عن رأس الجرح نقض عندنا[122] اھ<br>وفی [١١] المنیة ان سال عن رأس الجرح ینتقض وان لم یسل لا ینتقض وتفسیر السیلان ان ینحدر عن رأس الجرح[123] اھ | تو پاک ہے" اھ۔<br>پھر خارج اور ظاہر کے درمیان فرق کی حکمت تفصیل سے بیان کی، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ زیر جلد پایا جانے والا ظاہر وہی ہے جو خون کی طبیعت سے گوشت کی طبیعت کی طرف منتقل ہو گیا اور جس کے پکنے کا عمل پورا ہو گیا ہے مگر وہ ابھی منجمد نہیں ہوا اور سائل ایسا نہیں ہوتا۔<br>(۸ و ۹) امام اسبیجابی کی شرح طحاوی پھر ابن کمال پاشا کی ایضاح الاصلاح میں ہے: ہمارے اصحاب نے فرمایا: جب خون نکلے اور سرِ زخم سے بہہ جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا اور امام زفر فرماتے ہیں وضو ٹوٹ جائے گا بہے نہ بہے اور امام شافعی فرماتے ہیں نہیں ٹوٹے گا بہے یا نہ بہے اھ۔<br>(۱۰) خلاصہ میں ہے: اگر پھوڑے سے خون، پیپ یا پانی نکل کر سرِ زخم سے بہہ جائے تو ہمارے نزدیک ناقض ہے اھ۔<br>(۱۱) منیہ میں ہے: اگر سرِ زخم سے بہہ جائے تو ناقض ہے اور نہ بہے تو ناقض نہیں اور بہنے کی تفسیر یہ ہے کہ سرِ زخم سے ڈھلک آئے اھ۔ |

ف: حکمة الفرق بین السائل والبادی۔

120 جواہر الفتاوی کتاب الطہارۃ، الباب الثانی، (قلمی فوٹو کاپی)، ص ٦
121 ایضاح الاصلاح
122 خلاصۃ الفتاوی کتاب الطہارۃ، الفصل الثالث المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۱/۱۵
123 منیۃ المصلی کتاب الطہارۃ، بیان نواقض الوضوء مکتبہ قادریہ لاہور ص ۹۰

وفی [۱۲] "صدر الشریعة"اذا سال عن رأس الجرح علم انه دم انتقل من العروق فی ھذہ الساعة وھو الدم النجس اما اذا لم یسل علم انه دم العضو [124] اھ"یشیر الی الحکمة التی ذکرھا الامام جمال الدین۔

وفی [۱۳] "جواھر الاخلاطی ان سال عن رأس الجرح نقض والا لا والسیلان الانحدار عن رأس الجرح [125] اھ

وقال [۱۴] "صاحب السراج نفسه فی الجوھرة النیرة حد التجاوز ان ینحدر عن رأس الجرح واما اذاعلا ولم ینحدر لاینقض [126] اھ

وھذاھو الموافق لما تقدم ان المعنی الخروج وظھورہ بالانتقال فاذن لااری ھٰذا القیل الا مستحدثا بعد ائمتنا علی خلاف مایعطیه کلامھم جمیعا وعلی خلاف اطلاقات المتون وعامة الکتب المعتمدة وعلی خلاف ما ھو قضیة جمیع الادلة الموردة من السنة و

(۱۲) صدر الشریعہ کی شرح وقایہ میں ہے: جب سرِ زخم سے بہہ گیا تو معلوم ہوا کہ وہ ایسا خون ہے جو اسی وقت رگوں سے منتقل ہوا اور وہ ناپاک خون ہے لیکن جب نہ بہے تو معلوم ہو گا کہ وہ عضو کا خون ہے اھ اسی حکمت کی طرف اشارہ ہے جو امام جلال الدین (جمال الدین) نے بیان کی۔

(۱۳) جواہر الاخلاطی میں ہے : اگر سرِ زخم سے بہہ جائے تو ناقض ہے ورنہ نہیں۔ اور بہنا سرِ زخم سے نیچے اتر آنا ہے اھ۔

(۱۴) خود صاحبِ سراج وہاج ، جوہرہ نیرہ میں لکھتے ہیں : "تجاوز کی حد یہ ہے کہ سر زخم سے نیچے اتر آئے لیکن اوپر چڑھے اور نیچے نہ ڈھلکے تو ناقض نہیں اھ۔

اور یہی اس کے مطابق ہے جو گزرا کہ مقصود خروج ہے اور اس کا ظہور انتقال سے ہوتا ہے تو ان سب کی روشنی میں ، میں یہی سمجھتا ہوں کہ یہ قول (چھلیے ہوئے پورے ورم کی حد پار کرنا ضروری ہے ) ہمارے ائمہ کے بعد پیدا ہوا ہے جو ان سب حضرات کے مضمون کلام کے برخلاف ہے ، متون اور عامہ کتبِ معتمدہ کے اطلاعات کے خلاف ہے اور سنت و قیاس سے لائی جانے والی تمام دلیلوں

[124] شرح الوقایة کتاب الطھارة، نجاسة الدم المسفوح... الخ مکتبہ امدادیہ ملتان ۷۵/۱
[125] جواہر الاخلاطی کتاب الطھارة، نواقض الوضوء (قلمی) ص ۷
[126] الجوہرة النیرة کتاب الطھارة مکتبہ امدادیہ ملتان ۸/۱

| | |
|---|---|
| القیاس کما علمت۔ | کے تقاضے کے خلاف ہے جیسا کہ پہلے معلوم ہوا۔ |
| و[۸] **ثالثا**: مع قطع ف۱ النظر عن کل ذلك هذا یشبه فرض محال فقد قدمنا عن الفتح والبحر والغنية ان التطهیر یعم الطهارة من الخبث ومعلوم انه یکون بکل مائع طاهر قالع ولا یشترط فیه شدة الاسالة بل تکفی الازالة ولو بثلث خرق مبلولة وفی الدر"تطهر اصبع وثدی تنجس بلحس ثلثا"[127] اه ولا اعلم ورما یضره المسح بخرقة بلت بعرق یناسبه بل ربما ینفع فلعله فرض لا یقع۔ | **ثالثًا**: ان سب سے قطع نظر یہ گویا فرض محال ہے اس لئے کہ ہم فتح القدیر، البحر الرائق اور قنیہ (غنیہ) کے حوالے سے بیان کر آئے ہیں کہ تطہیر نجاست حقیقیہ سے طہارت کو بھی شامل ہے اور معلوم ہے کہ یہ تطہیر ہر بہنے، پاک اور زائل کرنیوالی چیز ہو جاتی ہے اور اس میں تیزی سے بہانا شرط نہیں بلکہ زائل کرنا کافی ہے اگرچہ تین بھگوئے ہوئے پارچوں ہی سے ہو جائے۔ در مختار میں ہے: "انگلی اور سر پستان جو نجس ہے اسے کسی وجہ سے تین بار چاٹ لینے پر طہارت ہو جاتی ہے اھ" میں نہیں جانتا کہ ایسا کوئی ورم ہو گا جسے اس کے مناسب عرق سے بھگوئے ہوئے پارچے سے پونچھنا ضرر دیتا ہو بلکہ ایسا تو نفع بخش ہی ہو گا تو شاید یہ ایسا مفروضہ ہے جو وقوع میں آنے والا نہیں۔ |
| و[۹] **رابعا**: ان لزم صلوحه لطلب ایقاع التطهیر بالفعل فاذا ف۲ کان بالانسان والعیاذ بالله مایضره اصابة الماء فی شیئ من بدنه فهذا ان افتصد لایکون حدثا وان اصابته شجة فی رأسه | **رابعًا**: اگر یہ ضروری ہے کہ اس قابل ہو کہ بالفعل تطہیر کو عمل میں لانے کا مطالبہ ہو تو جب انسان کو، پناہ بخدا ایسی کوئی بیماری ہو جس کی وجہ سے اس کے جسم کے کسی حصے میں پانی لگنا مضر ہو، یہ شخص اگر فصد لگوائے تو حدث نہ ہو اور اگر اس کے سر میں چوٹ |

ف۱:[۸۵] تطفل رابع علی الحلیة والارکان۔

ف۲: تطفل خامس علی الحلیة و ابن ملك و من معهما۔

[127] الدر المختار باب الانجاس مطبع مجتبائی دہلی ۱/۵۳

| | |
|---|---|
| فسال الدم من قرنه الی قدمه فهو علی وضوئه ولم یتنجس بهٰذه الدماء الفوارة بدنه ولا ثیابه بل لواخذ غیره تلك الدماء ولطخ بها ثوبه كان صبغا طیبا طاهرا لان مالیس یحدث لیس بنجس ولو كان المرض باحد شقیه فان خرج من الشق السلیم دم قدر رأس ذباب بطل وضوؤه وان افتصد من الشق المأؤف وخرج الدم ارطالا لم یضر وهو طاهر مع انه هو الدم المسفوح وهذا كله غیر معقول ولا منقول ولا متجه ولا مقبول فلامریة عندی ان المراد كل ماهو ظاهر البدن شرعا وان تأخر طلب ایقاع تطهیره بالفعل الی زوال عذر۔ | لگ جائے جس سے خون اس کے سر سے پاؤں تک بہے جب بھی وہ باوضو رہے۔اور اس جوش مارتے ہوئے خون سے نہ اس کا بدن نجس ہو نہ کپڑا بلکہ اگر کوئی دوسرا بھی اسے لے کر اپنے کپڑے میں لگالے تو اچھا خاصا پاک و پاکیزہ رنگ ہو،اس لئے کہ جو حدث نہیں وہ نجس بھی نہیں،اگر اس کی دو جانبوں میں سے ایک میں بیماری ہو ایسی صورت میں تندرست جانب میں مکھی کے سر برابر خون نکل آئے تو اس کا وضو باطل ہو جائے اور ماؤف جانب اگر فصد لگوائے اور کئی رطل خون نکل آئے تو کچھ نہ بگڑے وہ پاک ہی رہے جب کہ یہ بہتا ہوا خون ہے، یہ سب نہ معقول ہے نہ منقول، نہ باوجہ نہ مقبول، تو میرے نزدیک اس میں کوئی شک نہیں کہ مراد یہ ہے کہ ہر وہ جو شرعًا ظاہر بدن ہو اگرچہ بالفعل زوال عذر تک اس کی تطہیر عمل میں لانے کا مطالبہ مؤخر ہو گیا ہو، |
| و رحم الله العلامة ابن كمال باشا حیث قال فی الایضاح سال الی مایطهر ای الی موضع یجب ان یطهر بالغسل او مسح عند عدم عذر شرعی لابد من هذا التعمیم حتی ینتظم الموضع الذی سقط عنه حكم التطهیر بعذر [128] اهـ وتبعه السید العلامة الطحطاوی فی حاشیة | خدا کی رحمت ہو علامہ ابن کمال پاشا پر وہ ایضاح میں فرماتے ہیں : "سال الی مایطھر" یعنی ایسی جگہ بہے جسے دھونا یا مسح کرنا عذر شرعی نہ ہونے کے وقت واجب ہو، یہ تعمیم ضروری ہے تاکہ حکم اس جگہ کو بھی شامل رہے جس سے کسی عذر کی وجہ سے حکم تطہیر ساقط ہو گیا ہے اھ۔ان کی پیروی علامہ سید طحطاوی نے بھی حاشیہ مراقی الفلاح |

[128] فتح المعین کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۴۱

| | |
|---|---|
| مراقی الفلاح والعلامة الفهامة نوح افندی لما نقل ما نقل عن المشکلات عقبه بقوله لکن قال بعض المحققین یرید ابن کمال فنقل کلامه ثم قال وهذا مخالف لما فی المشکلات ولعل الحق هذا[129] اھ | میں کی اور علامہ فہامہ نوح آفندی نے جب منقولہ عبارتِ مشکلات نقل کی تو اس کے بعد یہ بھی فرمایا: لیکن بعض محققین، مراد ابن کمال پاشا نے فرمایا، پھر ان کی عبارت نقل کی پھر فرمایا یہ اس کے برخلاف ہے جو مشکلات میں ہے اور امید ہے کہ حق یہی ہے اھ۔ |
| **اقول**: اولا بل لك ف۱ ان تقول فرق بین السقوط والتأخر کما علمت بل ان سقط لعذر فحقیقة عـــه السقوط تعقب الثبوت فذلك یقرر اللحوق ویؤکده کما لایخفی۔ | **اقول**: اولاً بلکہ آپ کو یہ فرمانا چاہئے کہ ساقط ہونے اور مؤخر میں فرق ہے جیسا کہ معلوم ہوا، بلکہ اگر عذر کی وجہ سے ساقط ہوا تو سقوط کی حقیقت یہ ہے کہ اس کے بعد ثبوت ہو تو یہ حکم طہارت لاحق ہونے کو اور ثابت و مؤکد کرتا ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ |
| **وثانیا**: لعبارة ف۲ المشکلات وجهة تنجیها عن المشکلات فانها فی الجرح وسیاتی بالشرح فلا تتعین للمخالفة۔ | **ثانیاً**: عبارتِ مشکلات کی ایک صورت ہے جو اسے مشکلات سے نجات دینے والی ہے کیونکہ وہ زخم سے متعلق ہے اور زخم کی تفصیل آگے آرہی ہے تو اس میں مخالفت متعین نہیں۔ |
| هذا مایتعلق بمسئلة الورم وما بنیت علیه واما مسألة الجرح فاقول یظهر للعبد الضعیف | یہ مسئلہ ورم سے متعلق ہے اور وہ جس پر میں نے بنیاد رکھی تھی۔اب رہا مسئلہ زخم فاقول بندہ ضعیف کو یہ سمجھ میں آتا ہے |

ف۱: تطفل علی العلامة ابن کمال باشا۔

ف۲: تطفل علی العلامة نوح افندی۔

عـــه: ای حقیقته الرفع وان اطلق علی الدفع ۱۲ منه۔

عـــه: یعنی اس کی حقیقت حکم کا اُٹھا لینا ہے اگرچہ دفع کرنے پر بھی اطلاق ہوتا ہے ۱۲ منہ (ت)

129 فتح المعین کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۴۱

| | |
|---|---|
| واللہ تعالٰی اعلم ان فـ۱ الجرح المنبسط له ثلث صور: | اور خدائے برتر ہی کو خوب علم ہے کہ پھیلے ہوئے زخم کی تین صورتیں ہیں: |
| الاولی: ان یکون انبساطه فی الباطن فقد تفجر رأسه وعلی سائرہ جلدة ولو متورمة۔ | **پہلی صورت** یہ کہ اس کا پھیلاؤ صرف اندر ہے اس کا سرا پھٹا ہوا ہے اور باقی زخم پر جلد ہے اگرچہ ورم زدہ ہے۔ |
| والثانیة: بسیط منبسط علی ظاهر البدن لکنه دقیق لاعرض له فلا یظهر للنظر الا کخط اوخیط۔ | **دوسری صورت** یہ کہ زخم ظاہر بدن پر بسیط اور پھیلا ہوا ہے لیکن پتلا سا ہے جس میں چوڑائی نہیں، نگاہ کو کسی خط یا دھاگے سا معلوم ہوتا ہے۔ |
| والثالثة: بسیط عریض ظاهر غورہ مرئی قعرہ۔ | **تیسری صورت** یہ کہ بسیط و عریض ہے جس کا عُمق ظاہر ہے گہرائی نظر آرہی ہے۔ |
| فباطن فـ۲ الاول باطن قطعا حسا وشرعا فان اختلف الدماء فی باطنه لم یضر وکان کنزول البول الی قصبة الذکر وهذا ماقدمنا علی الدر المختار من قوله والا لا کمالو سال فی باطن عین او جرح اوذکر ولم یخرج[130] اھ | تو پہلے زخم کا باطنی حصہ قطعًا باطن ہے حسًّا بھی شرعًا بھی، تو اگر اس کے باطن میں خون آتے جاتے ہوں تو کوئی ضرر نہ ہوگا اور یہ ایسے ہی ہوگا جیسے ذکر کی نالی میں پیشاب اُتر آنا، اسی کو ہم نے پہلے درمختار کے حوالے سے بیان کیا کہ: "ورنہ نہیں جیسے وہ جو آنکھ یا زخم یا ذکر کے اندرونی حصے میں بہے اور باہر نہ آئے" اھ۔ |
| ولا یبعد ان یحمل علیه مامر عن الشامی عن السراج عن الینابیع | اور بعید نہیں کہ اسی پر اسے بھی محمول کرلیا جائے جو شامی کے حوالے سے، سراج پھر ینابیع سے |

فـــ۱: تحقیق المصنف فی اقسام الجرح المنبسط و احکامھا۔

فـــ۲: **مسئلہ**: زخم اگر جسم کے اندر دور تک پھیلا ہو صرف منہ ظاہر ہے تو اس کے گہراؤ میں خون وغیرہ بہتے رہیں کچھ حرج نہیں جب منہ پر آکر ڈھلکے گا وضو جاتا رہے گا اگرچہ زخم کی سطح سے آگے نہ بڑھے۔

[130] الدر المختار کتاب الطہارۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۵

| | |
|---|---|
| فقوله السائل على الجراحة اذالم يتجاوز اى الذى فارمن قعرها وسال فى غورها وعلا على راسها ولم يتجاوز الراس ليوافق السراج خلاصة نفسه الناصة ان حد التجاوز ان ينحدر عن راس الجرح كما تقدم ولا شك ان محمد اروى عنه فى هذه النقض وان الماخوذ عدمه فصح كل ماذكر السراج وان علمت على رأسه ثم انحدرت فلا شك فى انتقاض الوضوء وان لم يتجاوز سطح الورم لوجود الانحدار من الرأس الذى هونا قض باجماع ائمتنا رضى الله تعالٰى عنهم۔<br>واظن ف الثانى ايضا كذالك فان الاتصال ان تفرق ولم تبق جلدة تستره لكن لدقته لايظهر غوره للنظر الابان يفرق الجانبان بعمل اليد بالقبض | نقل ہوا، تو ان کی عبارت "السائل علی الجراحۃ اذالم یتجاوز" کا معنی یہ کہ جو جراحت کی تہہ سے اُبلا، اس کی گہرائی میں بہا، اس کے سرے پر چڑھا اور سر سے آگے نہ بڑھا تاکہ سراج اور خود اسی کے خلاصے میں موافقت ہو جائے جس میں یہ صراحت موجود ہے کہ تجاوز کی حد یہ ہے کہ سرِ زخم سے ڈھلک آئے جیسا کہ عبارت گزری اور شک نہیں کہ امام محمد سے اس صورت میں ایک روایت وضو ٹوٹنے کی بھی ہے اور مختار نہ ٹوٹنا ہے تو وہ سب درست ہو گیا جو سراج نے ذکر کیا اور اگر خون سرِ زخم کے اوپر جائے پھر ڈھلک آئے تو وضو ٹوٹنے میں مجھے کوئی شک نہیں اگرچہ سطح ورم سے تجاوز نہ کرے کیونکہ سر سے ڈھلکنا پا لیا گیا جو ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے نزدیک بالاجماع ناقض ہے۔<br>میں سمجھتا ہوں دوسری صورت کا حکم بھی اسی طرح ہے اس لئے کہ ملاپ اگرچہ ختم ہو گیا اور اسے چھپانے والی کوئی جلد نہ رہی لیکن باریک ہونے کی وجہ سے اس کی گہرائی نظر پر ظاہر نہیں ہوتی مگر جب کہ دونوں کناروں کو مثلاً ہاتھ سے |

ف: **مسئلہ**: زخم اگر ظاہر جسم ہی پر دور تک پھیلا ہے مگر ایک خط یا ڈورے کی طرح دراز و باریک ہے کہ اس کی اندرونی سطح باہر سے نظر نہیں آتی تو ظاہر یہ ہے کہ اس کا حکم بھی اُسی محض اندرونی زخم کی طرح ہو گا کہ خون اندر دورہ کرے تو مضائقہ نہیں اور اس کے کناروں تک آجائے تو مضائقہ نہیں جب تک ڈھلکے نہیں اور اگر اس کے بالائی کنارے تک اُبل کر بدن کی جلد پر ڈھلکا تو وضو نہ رہے گا اگرچہ زخم کی حد سے آگے نہ بڑھے۔

| | |
|---|---|
| والجبن مثلا ومثل ھذا لایجعل الباطن ظاھرا کما تقدم فی الفرج والشرح فکان کباطنھما بل باطن صماخ الاذن فی البطون مع عدم غطاء من فوق فما سال فیه ولم یظھر فانما یسیل فی الباطن وما ظھر فان علاولم ینحدر لم ینقض علی المفتی به ولو علا علی سطح الجرح کله لعدم تحقق الانحدار وھذا المحمل اقرب من الاول لعبارۃ السراج والینابیع. اما اذا نبع الدم علی رأسه فقط ثم انحدر منه سائلا علی سطحه فلاشك انه لعدم العرض فی الجراحۃ یاخذ شیا من الجسم الصحیح ایضا من جنبیھا فیتحقق التجاوز الی البدن الصحیح ایضا ولا یبقی محل للامتراء فی انتقاض الطھر۔<br>واما الثالث : ف فمجال نظر فان الغور الذی ظھر کان من باطن | سمیٹ کر اور کھینچ کر الگ الگ کیا جائے اور ایسی صورت باطن کو ظاہر نہ کر دے گی جیسا کہ فرج اور کنارہ مقام براز سے متعلق گزرا، تو اس کا باطن ان ہی دونوں کے باطن کی طرح ہے بلکہ اوپر سے کوئی پردہ نہ ہوتے ہوئے چھپا ہوا ہونے میں سوراخ گوش کے باطن کی طرح ہے تو اس میں جو خون بہے اور ظاہر نہ ہو وہ باطن ہی میں بہنے والا ہے اور جو ظاہر ہوا اگرچہ اوپر چڑھا اور نیچے نہ اُترا تو قول مفتی بہ پر ناقض نہیں اگرچہ پوری سطحِ زخم کے اوپر چڑھ جائے کیونکہ نیچے ڈھلکنا متحقق نہ ہوا، سراج اور ینابیع کی عبارت کے لئے یہ محمل پہلے سے زیادہ قریب ہے لیکن جب خون صرف سرِ زخم پر اُبل کر آئے پھر اس سے اسکی سطح پر بہتا ہوا ڈھلکے تو جراحت میں عرض نہ ہونے کی وجہ سے بلاشبہہ وہ اس کے دونوں کناروں سے صحت مند جسم کا کچھ حصہ بھی لے لے گا تو بدنِ صحیح تک بھی تجاوز متحقق ہو جائے گا اور طہارت ٹوٹنے میں کوئی جائے شک باقی نہ رہے گی۔<br>لیکن تیسری صورت تو وہ جولان گاہِ نظر ہے اس لئے کہ گہرائی جو ظاہر ہو گئی ہے یہ قطعاً پہلے |

ف: **مسئلہ:** کُھلا ہوا چوڑا گھاؤ جس کی اندرونی سطح باہر سے دکھائی دے ظاہر یہ ہے کہ جب تک اچھا نہ ہو باطن بدن کے حکم میں ہے، اگر اس کے اندر خون وغیرہ اُبلے کہ اس کے کناروں تک آجائے اسکے صرف بالائی حصے پر اُبل کر اس کے اندر اندر بہے باہر نہ نکلے تو وضو نہ جائے گا، نہ وہ خون ناپاک ہو کہ ہنوز اپنے مقام ہی میں دورہ کر رہا ہے۔

| | |
|---|---|
| البدن قطعاً واذا ظهر ظهر ولم يتناوله حكم التطهير بعد فعسى ان يكون باقيا على حكمه الاصلى حتى يبرء فينزل عليه حكم التطهير ويلتحق بالظاهر شرعا ايضاكما التحق حسا وحينئذ يكون سيلان الدم فيه سيلانا فى الباطن ويؤيده ماتقدم عن الدرر عن المحيط ان مايوازى الدم من اعلى الجرح مكانه فقضيته ان لونبع الدم فيه حتى يوازى حرفه من كل جانب لم يضر لانه علولا انحدار فيلزمه ان لو نبع فى اعلاه ثم انحدر فيه ولم يجاوزه لم ينقض لانه منتقل فى مكانه لاعن مكانه [131] وكانّ هذا هو ملحظ مافى المشكلات وخزانة الروايات ولا ينافيه مافى النهر والسراج وط على المراقى ان فائدة ذكر الحكم دفع ورود داخل العين وباطن الجرح اذ حقيقة التطهير | باطن بدن میں شامل تھی اور جب ظاہر ہوئی تو اس حالت میں ظاہر ہوئی کہ ابھی اسے حکمِ تطہیر شامل نہیں تو شاید یہ اپنے اصلی حکم پر ( باطن بدن ہونے پر) باقی رہے، یہاں تک کہ زخم اچھا ہو جائے تو اس پر حکمِ تطہیر وارد ہو اور یہ ظاہر شرعی میں شامل ہو جائے جیسے بروقت ظاہر حسّی میں شامل ہے ایسی صورت میں اس کے اندر خون بہنا باطن میں بہنا ہے اس کی تائید اس کلام سے ہوتی ہے جو بحوالہ درر محیط سے نقل ہوا کہ زخم کے بالائی حصے سے جو خون کے مقابل ہے وہ خون ہی کی جگہ ہے تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ اگر اس میں خون اُبل کر ہر طرف سے اس کے کنارے کے مقابل ہو گیا تو مضر نہ ہو اس لئے کہ یہ چڑھنا ہے ڈھلکنا نہیں، اس پر لازم آتا ہے کہ اگر بالائی حصے میں اُبلے پھر اس کے اندر ہی ڈھلک آئے اور اس سے باہر تجاوز نہ کرے تو ناقض نہ ہو اس لئے کہ وہ اپنی جگہ کے اندر منتقل ہونے والا ہے اپنی جگہ سے منتقل ہونے والا نہیں۔ گویا یہی مشکلات اور خزانۃالروایات کی عبارت کا مطمع نگاہ ہے اور نہر، سراج اور طحطاوی علی مراقی الفلاح کی عبارت اس کے منافی نہیں: اس حکم کو بیان کرنے کا فائدہ داخل چشم اور باطن زخم سے وارد ہونے والے اعتراض کا دفعیہ ہے اس لئے |

[131] درر الحکام شرح غرر الاحکام کتاب الطہارۃ، نواقض الوضوء میر محمد کتب خانہ کراچی ۱/۱۳

| | |
|---|---|
| فیھما ممکنۃ وانما الساقط حکمہ[132] اھ۔ فلیس ظاھرا فی جعلہ ظاھرا الا ظاھرا وھو ظاھر بخلاف ماکان ظاھرا ثم عرض عارض فانہ لایخرجہ عن الخروج الی الدخول کما علمت فلیس فیھا ان کل مالایطلب تطھیرہ بالفعل لعذر فالسیلان علیہ لایضرکما اوھم بعض وافھم بعض۔ | کہ حقیقتِ تطہیر ان دونوں میں ممکن ہے صرف حکمِ تطہیر ساقط ہے اھ۔ یہ عبارت بجز ظاہر حسی کے اُسے ظاہر بدن قرار دینے میں ظاہر نہیں اور ظاہر حسی ہونا تو ظاہر ہے بخلاف اس کے جو پہلے ظاہر بدن تھا پھر اس پر کوئی عارض در آیا کہ یہ اسے خروج سے نکال کر دخول میں نہ ملادے گا جیسا کہ معلوم ہوا تو مشکلات میں یہ نہیں کہ ہر وہ جس کی تطہیر بالفعل کسی عذر کی وجہ سے مطلوب نہیں تو اس پر خون بہنا مضر نہیں جیسا کہ بعض نے اس کا وہم پیدا کیا اور بعض کی عبارت سے مفہوم ہوا ۔ |
| وبالجملۃ ماکان ظاھرا لایصیر بالعذر باطنا کما افاد ابن الکمال وما کان باطنا لعلہ لایصیر ظاھرا مالم ینزل علیہ حکم التطھیر کما یفھم من المشکلات وخزانۃ الروایات او النھر والینابیع وطحطاوی المراقی وردالمحتار ایضا۔ | مختصر یہ کہ جو پہلے ظاہر تھا وہ عذر کی وجہ سے باطن نہ ہو جائے گا جیسا کہ ابنِ کمال نے افادہ فرمایا اور جو باطن تھا امید یہی ہے کہ وہ ظاہر نہ ہو جائے گا جب تک کہ اس پر حکمِ تطہیر وارد نہ ہو۔ جیسا کہ مشکلات اور خزانۃ الروایات سے مفہوم ہوتا ہے یا نہر ، ینابیع ، طحطاوی علی مراقی الفلاح اور ردالمحتار سے بھی۔ |
| فھذا مایترا ای لی ویحتاج الی زیادۃ تحریر فمن ظفر بہ من کلمات العلماء فلیسعفنا بالاطلاع علیہ لعل اللہ یحدث بعد ذلك امرا ولا حول ولا قوۃ الاّ باللہ العلی العظیم۔ | یہ وہ ہے جو مجھے سمجھ میں آیا ہے اور اس میں مزید تنقیح کی ضرورت ہے جسے کلمات علماء سے دستیاب ہو وہ ہمیں مطلع کرکے حاجت روائی کرے ، شاید اس کے بعد خدا کوئی اور امر ظاہر فرمائے اور طاقت و قوت نہیں مگر برتری و عظمت والے خدا ہی سے۔ |

[132] حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الطہارۃ نواقض الوضوء ، دار الکتب العلمیۃ بیروت ص ۸۶

| | |
|---|---|
| **السادس:** تقدم ان الدم فی مجلس یجمع وھی الروایۃ الدوارۃ فی الکتب اجمع لکن قال ف الامام الاجل برھان الملۃ والدین صاحب الھدایۃ رحمہ اللہ تعالٰی فی کتابہ مختارات النوازل فی فصل النجاسۃ الدم اذا خرج من القروح قلیلا قلیلا غیر سائل فذاك لیس بمانع وان کثر وقیل لوکان بحال لوترکہ لسال یمنع اھ[133]<br>ثم اعاد المسألۃ فی نواقض الوضوء فقال ولو خرج منہ شیئ قلیل ومسحہ بخرقۃ حتی لو ترك یسیل لاینقض وقیل[134] الخ۔<br>فھذا صریح فی ترجیح عدم الجمع مطلقا لکنہ متوغل فی الغرابۃ | **تنبیہ ششم:** گزر چکا کہ ایک مجلس میں تھوڑا تھوڑا چند بار آنے والا خون جمع کیا جائے گا یہی وہ روایت ہے جو تمام کتابوں میں متداول ہے لیکن امام اجل برہان الملۃ والدین صاحبِ ہدایہ رحمہ اللہ تعالٰی نے مختارات النوازل فصل النجاسۃ میں لکھا ہے: "پھوڑے سے خون جب تھوڑا تھوڑا نکلے، بہنے والا نہ ہو تو وہ مانع نہیں اگرچہ زیادہ ہو جائے اور کہا گیا کہ اگر اس کی یہ حالت رہی ہو کہ چھوڑ دیا جاتا تو بہتا تو وہ مانع ہے" اھ<br>پھر ناقضِ وضو میں یہ مسئلہ دوبارہ لائے تو کہا: "اگر اس سے کچھ تھوڑا نکلے اور اسے کسی کپڑے سے پونچھ دے یہاں تک کہ اگر چھوڑ دیتا تو بہتا تو ایسا خون ناقض نہیں اور کہا گیا الخ۔"<br>تو یہ نہ جمع کئے جانے کے حکم کی مطلقاً ترجیح میں تصریح ہے لیکن یہ قول انتہائی غرابت |

ف: **مسئلہ:** صاحبِ ہدایہ نے ایک کتاب میں فرمایا کہ خون جو تھوڑا تھوڑا نکلے کہ کسی دفعہ کا نکلا ہوا بہنے کے قابل نہ ہوا اگرچہ جمع کرنے سے کتنا ہی ہو جائے اصلاً ناقضِ وضو نہیں اگرچہ ایک ہی مجلس میں نکلے یہ قول خلاف مشہور و مخالف جمہور ہے بے ضرورت اس پر عمل جائز نہیں، ہاں جو ایسے زخم یا آبلوں میں مبتلا ہو جس سے اکثر خون یا ریم قلیل نکلتا رہتا ہے کہ ایک بار کا نکلا ہوا بہنے کے قابل نہیں ہوتا مگر جلسہ واحدہ کا جمع کئے سے ہو جاتا ہے اور بار بار وضو اور کپڑوں کی تطہیر موجب ضیق کثیر ہے کہ معذوری کی حد تک نہ پہنچا اس کے لئے اس پر عمل میں بہت آسانی ہے۔

133 الفوائد المخصصہ رسالہ من رسائل ابن عابدین الفائدۃ التاسعۃ سہیل اکیڈمی لاہور ۱ /۶۳

134 شرح عقود رسم المفتی رسالہ من رسائل ابن عابدین سہیل اکیڈمی لاہور ۱/۴۹

| | |
|---|---|
| حتی قال العلامة الشامی لم ارمن سبقه الیه ولامن تابعه علیه بعد المراجعة الکثیرة فهو قول شاذ قال ولکن صاحب ف الهدایة امام جلیل من اعظم مشائخ المذهب من طبقة اصحاب التخریج والتصحیح فیجوز للمعذ ورتقلیده فی هذا القول عند الضرورة فان فیه توسعة عظیمة لاهل الاعذار قال وقد کنت ابتلیت مدة بکی الحمصة ولم اجد ماتصح به صلاتی علی مذهبنا بلامشقة الا علی هذا القول فاضطررت الی تقلیده ثم لماعافانی الله تعالٰی منه اعدت صلاة تلك المدة ولله تعالٰی الحمد [135] اھ هذا کلامه فی شرح منظومته فی رسم المفتی [136] وقال فی الفوائد المخصصة صاحب الهدایة من اجل اصحاب | رکھتا ہے یہاں تک کہ علامہ شامی نے فرمایا کہ بہت مراجعت اور جستجو کے باوجود مجھے کوئی ایسا نظر نہ آیا جس نے ان سے پہلے یہ قول کیا ہو اور نہ ان کے بعد کوئی ملا جس نے اس قول میں ان کی متابعت کی ہو تو وہ ایک شاذ قول ہے (آگے فرمایا) لیکن صاحبِ ہدایہ عظیم تر مشائخ مذہب میں سے امام جلیل، اصحابِ تخریج و تصحیح کے طبقہ سے ہیں تو وقتِ ضرورت معذور کے لئے اس قول میں ان کی تقلید روا ہے اس لئے کہ عذر والوں کے لئے اس میں بڑی وسعت ہے ------ کہتے ہیں: میں ایک مدت تک آبلوں کی بیماری میں مبتلا تھا اور ایسی صورت نہ پاتا تھا جس میں ہمارے مذہب کے مطابق میری نماز بلامشقت درست ہو سکے، سوا اس قول کے تو مجبورًا میں نے اس کی تقلید کی پھر جب اللہ تعالٰی نے مجھے اس سے عافیت بخشی تو اس مدت کی نمازوں کا میں نے اعادہ کیا ------ وللہ تعالٰی الحمد اھ یہ علامہ شامی کا وہ کلام ہے جو رسم المفتی میں اپنے منظومہ کی شرح میں انہوں نے لکھا ہے اور فوائد مخصصہ میں لکھتے ہیں: صاحب ہدایہ بزرگ تر |

ف: صاحب الهدایة امام جلیل من ائمة التخریج والترجیح یجوز تقلیده۔

[135] شرح عقود رسم المفتی رسالہ من رسائل ابن عابدین سہیل اکیڈمی لاہور ۱/۴۹

[136] شرح عقود رسم المفتی رسالہ من رسائل ابن عابدین سہیل اکیڈمی لاہور ۱/۴۹ و ۵۰

| | |
|---|---|
| الترجیح فیجوز للمبتلی تقلیدہ لان فیما ذکرناہ مشقۃ عظیمۃ فجزاہ اللہ تعالٰی خیر الجزاء حیث اختار التوسیع والتسھیل الذی بنیت علیہ ھذہ الشریعۃ الغراء السھلۃ السمحۃ[137] اھ | اصحابِ ترجیح سے ہیں تو مبتلا کے لئے ان کی تقلید جائز ہے اس لئے کہ جو ہم نے ذکر کیا اس میں بڑی مشقت ہے تو خدائے تعالٰی انہیں جزائے خیر بخشے کہ وہ توسیع و تسہیل اختیار کی جس پر اس روشن، سہل، آسان شریعت کی بنیاد رکھی گئی۔اھ |
| **اقول**: جوز الامام الکبیر العلم الشھیر الخصاف تزویج الوکیل مؤکلتہ بغیبتھا من دون تسمیتھا قال فـــ۱ الامام شمس الائمۃ السرخسی الخصاف کان کبیرا فی العلم یجوز الاقتداء بہ فقال فی البحر فـــ۲ المختار فی المذھب خلاف ما قالہ الخصاف وان کان الخصاف کبیرا[138] اھ | **اقول**: امام کبیر، علم شہیر خصاف نے جائز قرار دیا ہے کہ وکیل اپنی مؤکلہ کا نکاح اس کی غیر موجودگی میں اس کا نام لئے بغیر کردے، امام شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا: خصاف علم میں بزرگ تھے، ان کی اقتداء ہو سکتی ہے اس پر بحر میں فرمایا: مذہب مختار اس کے برخلاف ہے جو خصاف نے فرمایا اگرچہ خصاف بزرگ ہیں اھ۔ |
| وفی الدر عن تصحیح القدوری الحکم والفتیا بالقول المرجوح جھل وخرق للاجماع[139] اھ | اور درمختار میں تصحیح قدوری کے حوالے سے ہے قول مرجوح پر حکم اور فتوٰی جہالت اور اجماع کی مخالفت ہے اھ۔ |
| وفی عدۃ رد فـــ۳ المحتار التقلید | ردالمحتار کے باب العدۃ میں ہے: تقلید |

فـــ۱: الخصاف کبیر فی العلم یجوز اقتداؤہ۔

فـــ۲: العلم بما ھو المختار فی المذھب و ان کان قائل خلافہ اماما کبیرا۔

فـــ۳: تقلید الغیر عند الضرورۃ و ان جاز بشروطہ فلعمل نفسہ اما الافتاء فلایکون الا فی الراجح فی المذھب۔

137 الفوائد المخصصہ رسالہ من رسائل ابن عابدین الفائدۃ التاسعۃ سہیل اکیڈمی لاہور ۱/ ۶۳

138 البحر الرائق کتاب النکاح فصل لابن العم ان یزوج الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳/ ۱۳۷

139 الدر المختار مقدمۃ الکتاب مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۵

وان جاز بشرطه فهو للعامل لنفسه لاللمفتی لغیره فلا یفتی بغیر الراجح فی مذهبه[140] اهـ۔
نعم للمبتلی فیه مافیه من ترفیه وهو ایسر [ف۱] له من تقلید الامام الشافعی رضی الله تعالٰی عنه فان النجاة من التلفیق شأو سحیق وبالله التوفیق۔

**السابع:** قولهم [ف۲] مالیس بحدث لیس بنجس قضیة نفیسة مفیدة افادها الامام قاضی الشرق والغرب سیدنا ابو یوسف رضی الله تعالٰی عنه وهی مذکورة کذلك فی متون المذهب وغیرها وزاد الشراح نفی عکسها فقالوا انها لاتنعکس فلا یقال مالایکون نجسا لایکون حدثا کما فی الدرایة وغیرها۔
قال العلامة الشامی یرید به العکس المستوی لانه جعل الجزء الاول ثانیا والثانی اولا مع بقاء الصدق والکیف بحالهما

اگرچہ جائز ہے مگر اس کے لئے جو خود عمل کرنے والا ہے اس کے لئے نہیں جو دوسرے کو فتوی دینے والا ہے وہ اس پر فتوی نہ دے گا جو اس کے مذہب میں غیر راجح ہو اھ۔
ہاں اس میں مبتلا کے لئے راحت وآسانی ہے اور یہ اس کے لئے امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تقلید زیادہ سہل ہے اس لئے کہ تلفیق سے نجات حاصل کرنا دور کی راہ ہے ، وباللہ التوفیق۔

**تنبیہ ہفتم:** قول علماء : "مالیس بحدث لیس بنجس جو حدث نہیں وہ نجس نہیں" ایک نفیس نفع بخش قاعدہ ہے جس کا افادہ قاضی شرق وغرب سیدنا ابو یوسف رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا اور متون مذہب وغیرہ میں یہ اسی طرح مذکور ہے شارحین نے اس کے عکس کی نفی کا اضافہ کیا اور فرمایا کہ اس کا عکس نہ ہوگا ، یہ نہیں کہا جاسکتا کہ جو نجس نہ ہوگا وہ حدث نہ ہوگا جیسا کہ درایہ وغیرہ میں ہے۔
علامہ شامی نے کہا کہ اس سے عکس مستوی مراد ہے کیونکہ وہ جز اول کو ثانی اور ثانی کو اول کردینے کا نام ہے اس طرح کہ صدق اور کیف اپنی حالت پر

ف۱: عند الضرورة تقلید قیل فی المذهب احسن من تقلید مذهب الغیر۔
ف۲: تحقیق قولهم مالیس بحدث لیس بنجس قضیة وعکسا۔

[140] ردالمحتار کتاب الطلاق داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۶۰۲

| | |
|---|---|
| وعزاه[141] للشیخ اسمٰعیل والد سیدی عبدالغنی النابلسی رحمهم الله تعالٰی۔<br>**اقول:** هذه ف زلة واضحة فانهم لوارادوا به العکس المنطقی لکان نفیه نفی الاصل لان العکس من اللوازم ولم ف یلتفت رحمه الله تعالٰی الی قول نفسه مع بقاء الصدق فاذا کان الصدق باقیا فکیف یصح بل الحق انهم انما یریدون فی امثال المقام نفی العکس العرفی وهو عکس الموجبة الکلیة کنفسها تقول کل حلال طاهر ولا عکس ای لیس کل طاهر حلالا وهذا معهود متعارف فی الکتب العقلیة ایضا تراهم یقولون ارتفاع العام یستلزم ارتفاع الخاص ولاعکس ونفی اللازم یستلزم نفی الملزوم ولاعکس الی غیر ذلك وهذا اظهر من ان یظهر ثم اختلف نظر الفاضلین | اقی رہیں اور اس کو سیدی عبدالغنی نابلسی کے والد شیخ اسمٰعیل رحمہم اللہ تعالٰی کی طرف منسوب کیا۔<br>**اقول:** یہ کھلی ہوئی لغزش ہے اس لئے کہ اگر عکس منطقی مراد ہوتا تواس کی نفی سے اصل ہی کی نفی ہو جاتی اس لئے کہ عکس لازم قضیہ ہوتا ہے (اگر کوئی قضیہ ہے تواس کا عکس بھی ضرور ہوگا) انہوں نے خود اپنے قول "مع بقاء الصدق، اس طرح کہ صدق باقی رہے" کی طرف التفات نہ کیا جب صدق باقی رہے گا تواس کی نفی کیسے صحیح ہوگی؟ بلکہ حق یہ ہے کہ اس طرح کے مقامات میں عکس عرفی کی نفی مراد لیتے ہیں وہ یہ کہ موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ کلیہ ہو آپ کہتے ہیں کل حلال طاہر ولا عکس، ای لیس کل طاہر حلالا ہر حلال پاک ہے اور اس کا عکس نہیں یعنی ہر پاک حلال نہیں ، یہ کتب عقلیہ میں بھی معہود و متعارف ہے ، آپ دیکھیں گے کہ وہ کہتے ہیں کہ ارتفاعِ عام ارتفاعِ خاص کو مستلزم ہے (عام یہ ہوگا تو خاص بھی نہ ہوگا) اور اس کا عکس نہیں ، نفی لازم نفی ملزوم کو مستلزم ہے اور اس کا عکس نہیں ، اس کی بہت ساری مثالیں ہیں اور یہ اتنا |

ف۱: تطفل علی الشیخ اسمٰعیل النابلسی و العلامة ش۔

ف۲: تطفل اُخر علیهما۔

ف۳: الفرق بین العکس المنطقی و العرفی و ان العرفی معروف حتی فی الکتب العقلیة والمنطقیة۔

[141] ردالمحتار کتاب الطہارۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۹۵

| | |
|---|---|
| البر جندی والشیخ اسمٰعیل فی کیف ھذہ القضیة فجعلها البرجندی موجبة وشارح الدر رسالبة۔ | ظاہر ہے کہ محتاج اظہار نہیں پھر فاضل برجندی اور شیخ اسمٰعیل کے درمیان اس قضیہ کی کیفیت ( ایجاب و سلب ) میں اختلافِ نظر ہوا، برجندی نے اسے موجبہ قرار دیا اور شارح درر نے سالبہ ٹھہرایا۔ |
| فی شرح النقایة مالیس بحدث لیس بنجس ای کل مالیس بحدث من الاشیاء الخارجة من السبیلین وغیرھما لیس بنجس ھذہ الکلیة السالبة الطرفین تنعکس بعکس النقیض الی قولنا کل نجس من الاشیاء المذکورة حدث ولا یستلزم ذلك ان یکون کل حدث نجسا وھذہ الکلیة لوجعلت متعلقة بمباحث القیئ لکان له وجه وسلمت عن توھم الدور[142] اھ مختصرا۔ | شرح نقایہ میں ہے : ما لیس بحدث لیس بنجس ، ای کل ما لیس بحدث من الاشیاء الخارجة من السبیلین و غیرھما لیس بنجس یعنی سبیلین اور غیر سبیلین سے نکلنے والی چیزوں میں سے ہر وہ جو حدث نہیں وہ نجس نہیں، اس سالبہ الطرفین کلیہ کا عکس نقیض یہ ہوگا۔ کل نجس من الاشیاء المذکورة حدث۔ مذکورہ اشیاء سے ہر نجس حدث ہے اور یہ اس کو مستلزم نہیں کہ ہر حدث نجس ہو اور یہ کلیہ اگر قے کے مباحث کے متعلق کر دیا جاتا تو اس کی ایک صورت ہوتی اور دور کے وہم سے سلامت رہتا اھ مختصراً۔ |
| **اقول:** ویرد علیه **اولا** ان الاشیاء المذکورة اعنی الخارجة من بدن المکلف انما اریدت بما وھی من الموضوع دون المحمول فمن ان یاتی ھذا التقیید فی موضوع العکس وبدونه یبقی کاذبا فیکذب الاصل۔ | **اقول:** اس پر چند اعتراضات وارد ہوں گے **اولاً** اشیائے مذکورہ یعنی خارجہ من البدن المکلف، "ما" سے مراد لی گئیں اور ما موضوع کا جز ہے محمول کا نہیں تو یہ قید عکس کے موضوع میں کہاں سے آجائے گا؟ اور اگر یہ قید نہ ہو تو عکس کاذب ہو جائے گا تو اصل بھی کاذب ہو جائے گی۔ |
| **وثانیا:** لیس موضوع الاصل لیس | **ثانیاً** : اصل کا موضوع "لیس بحدث" |

[142] شرح النقایہ للبرجندی کتاب الطہارۃ نولکشور لکھنؤ ۱/۲۳

| | |
|---|---|
| بحدث بل ماوالمراد بها شیئ مخصوص وهو الخارج من بدن المكلف فانما يؤخذ نقيضه بايراد السلب على مالا بحذفه من متعلق الموضوع وانتظر ماسنلقى من التحقيق والله تعالٰى ولى التوفيق۔ | نہیں بلکہ "ما" ہے اور اس سے مراد ایک مخصوص چیز ہے یہ وہ ہے جو مکلّف کے بدن سے نکلنے والی ہو تو اس کی نقیض "ما" ہی پر سلب کرلی جائے گی، نہ یوں کہ "ما" کو متعلق موضوع سے حذف کردیا جائے اور اس کا انتظار کیجئے جو تحقیق ہم پیش کر رہے ہیں اور خدائے برتر مالک توفیق ہے۔ |
| **وثالثا:** تحرر [ف۱] مما تقرران السلب ليس جزء الموضوع فكيف تكون سالبة الطرفين | **ثالثًا:** تقریر سابق سے واضح ہوا کہ سلب جزء موضوع نہیں تو یہ سالبۃ الطرفین کیسے ہوگا؟ |
| وقال فى ردالمحتار ماذكره المصنف قضية سالبة كلية لامهملة لان ماللعموم وكل مادل [ف۲] عليه فهو سورا لكلية كما فى المطول وغيره فتنعكس بعكس النقيض الى قولنا كل نجس حدث لانه جعل نقيض الثانى اولا ونقيض الاول ثانيا مع بقاء الكيف والصدق بحاله وتمامه فى شرح الشيخ اسمٰعيل [143] اهـ۔ | علامہ شامی نے ردالمحتار میں کہا: مصنف نے جو ذکر کیا قضیہ سالبہ کلیہ ہے، مہملہ نہیں، اس لئے کہ "ما" عموم کے لئے ہے اور جو بھی عموم پر دلالت کرے وہ کلیہ کا سور ہوجائے گا جیسا کہ مطوّل وغیرہ میں ہے تو اس کا عکس نقیض یہ ہوگا کل نجس حدث ہر نجس حدث ہے اس لئے کہ عکس نقیض کی تعریف یہ ہے: نقیض ثانی کو اول اور نقیض اول کو ثانی کرنا، اس طرح کہ صدق اور کیف اپنے حال پر باقی ہو اس کی تکمیل شیخ اسمٰعیل کی شرح میں ہے اھ۔ |
| **اقول:** رحمه الله العلا متين | **اقول:** دونوں حضرات شارح درر اور |

ف۱: تطفل على العلامة البرجندى۔

ف۲: كل ما دل على العموم كما و من فهو سور الكلية۔

143 ردالمحتار کتاب الطہارۃ نواقضِ وضوء داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۹۵

| | |
|---|---|
| شارحی الدرر والدرر لوکانت القضیة سالبة۔<br>**فاولا:** [ف۱] لن تظھر کلیتھا بکون مامن صیغ العموم بل وان کان ھناك لفظة کل مکان مافان ماوکلا یکون فی الموضوع ویرد السلب علی ثبوت المحمول له فیفید سلب العموم لاعموم السلب ولذا نصوا ان لیس کل سور السالبة الجزئیة۔<br>وثانیا: [ف] علی فرض کلیتھا کیف تنعکس کلیة والسوالب انما تنعکس بعکس النقیض جزئیة علی دیدن الموجبات فی العکس المستقیم۔<br>**وثالثا:** [ف۲] اعجب منه ایراد الموجبة فی عکسھا مع انھما رحمھما الله تعالٰی قد ذکرا بانفسھما شرط بقاء الکیف ویخطر ببالی والله تعالٰی اعلم سقوط لفظة المحمول بعد قوله سالبة من قلم احدھما اوقلم الناسخین وکان اصله قضیة سالبة المحمول کلیة فاذن تکون موجبة وتندفع الایرادت الثلثة جمیعا۔ | شارح درر پر خدا کی رحمت ہو اس کلام پر چند اعتراض ہیں :<br>**اول :** اگر قضیہ سالبہ ہو تو اس کی کلیت "ما" کے صیغہ عموم ہونے سے ہر گز ظاہر نہ ہو گی بلکہ اگر یہاں "ما" کی جگہ لفظِ کل ہو اس لئے کہ ما یا کل موضوع میں ہو گا اور سلب موضوع کیلئے محمول کے ثابت ہونے پر وارد ہو گا تو سلب عموم (نفی کلیت) کا فائدہ دے گا عموم سلب (کلیت نفی) کا نہیں اسی لئے لوگوں نے تصریح کی ہے کہ "لیس کل" سالبہ جزئیہ کا سور ہے ۔<br>**دوم:** فرض کر لیا جائے کہ وہ کلیہ ہے تو اس کا عکس کلیہ کیسے آئے گا جب کہ سالبات کا عکس نقیض جزئیہ ہوتا ہے جیسے موجبات کا عکس مستوی جزئیہ ہوتا ہے۔<br>**سوم:** اس سے عجیب تر یہ کہ سالبہ مان کر اس کا عکس موجبہ لیا باوجودیکہ دونوں حضرات نے کیف باقی رہنے کی شرط خود ہی ذکر کی ہے میرے دل میں خیال آتا ہے واللہ تعالٰی اعلم کہ لفظ سالبہ کے بعد لفظ محمول دونوں حضرات میں سے کسی کے قلم سے یا نقل کرنے والوں کے قلم سے ساقط ہو گیا ہے، اصل الفاظ یہ تھے : "قضیۃ سالبۃ المحمول کلیہ ہے اس صورت میں یہ موجبہ ہو گا اور تینوں اعتراضات دفع ہو جائیں گے۔ |

---

ف۱: تطفل ثالث علی الشیخ النابلسی و ش۔

ف۲: تطفل رابع علیھما۔

ف۳: تطفل خامس علیھما۔

اقول : لکن اذن یرد اولا ماورد علی البرجندی ثانیا وثانیا ینازع فی صدق العکس فرب نجس لیس بحدث کالاعیان النجسة الغیر الخارجة من بدن مکلف۔

هذا مایحکم به جلی النظر وعلیه فالوجه۔

ما اقول: تحتمل القضیة الایجاب والسلب الکلیین جمیعا اما الاول فیجعل ماللعموم والسلب الاخیر جزء المحمول والاول جزء متعلق الموضوع لانفسه لما علمت فتکون موجبة کلیة معدولة المحمول فقط لاسالبة الطرفین والمراد بما کما علمت الخارج من بدن المکلف فیکون حاصلها کل خارج من بدن مکلف غیر حدث فهو لانجس وقولنا غیر حدث حال من خارج ای ماخرج منه ولم ینقض طهرا و الان تنعکس بعکس النقیض موجبة کلیة قائلة ان کل نجس فهو لاخارج غیر حدث ای لیس بالخارج الذی لاینتقض به الطهارة ای لایجتمع فیه الوصفان فان خرج نقض ولا بد وان لم ینتقض لم یکن

اقول : لیکن اب اولاً وہ اعتراض وارد ہوگا جو برجندی پر ثانیاً وارد ہوا، ثانیاً عکس کے صادق ہونے میں نزاع ہوگا کہ بہت سے نجس، حدث نہیں ہیں جیسے وہ نجس اعیان جو مکلّف کے بدن سے نکلنے والے نہیں۔

یہ وہ ہے جس کا فیصلہ بہ نظر جلی ہوتا ہے اس بنا پر وجہ درست وہ ہے **جو میں کہتا ہوں** قضیہ موجبہ کلیہ اور سالبہ کلیہ دونوں بن سکتا ہے، اول اس طرح کہ "ما" عموم کے لئے رکھیں، سلب اخیر کو جز و محمول بنائیں اور سلب **اول** کو بسبب معلوم خود موضوع کا نہیں بلکہ متعلقِ موضوع کا جز بنائیں تو موجب کلیہ معدولۃ المحمول ہوگا، سالبۃ الطرفین نہ ہوگا اور جیسا کہ معلوم ہوا "ما" سے مراد وہ ہے جو بدن مکلّف سے خارج ہو تو حاصلِ قضیہ یہ ہوگا : کل خارج من بدن مکلّف غیر حدث، **فهو لا نجس** (ہر وہ جو بدنِ مکلّف سے خارج ہو اس حال میں کہ حدث نہ ہو تو وہ لانجس ہے) لفظ غیر حدث، لفظ خارج سے حال ہے یعنی جو بدن سے نکلے اس حال میں کہ ناقضِ طہارت نہ ہو اب اس کا عکس نقیض یہ موجبہ کلیہ ہوگا کل نجس فهو لاخارج غیر حدث یعنی ہر نجس لاخارج غیر حدث ہے یعنی جو نجس ہے وہ ایسا خارج نہیں جس سے طہارت نہ ٹوٹے یعنی اس میں دونوں وصف جمع نہ ہونگے، اگر خارج ہوگا تو ناقض ہونا ضروری ہے اور اگر

| | |
|---|---|
| خارجا من بدن المكلف وبالعكس المستوى موجبة جزئية بعض اللانجس خارج منه غير حدث وهو ايضا صادق قطعا كالدمع والعرق والدم القليل۔<br>**واما الثاني:** فبتحصيل الطرفين وما ليست للعموم بل نكرة بمعنى شيئ دخلت في حيز النفي فعمت واذن يكون الحاصل لاشيئ من الخارج منه غير حدث نجسا وينعكس بعكس النقيض سالبة جزئية ليس بعض اللانجس لاخارجا منه غير حدث وبورود السلب على لاخارج يعود الى الاثبات فيؤل المعنى الى قولنا بعض ماليس نجسا خارج من بدن المكلف غير حدث وبالمستقيم سالبة كلية لاشيئ من النجس خارجا منه غير حدث ووجوه صدقه ماقدمنا۔<br>وبالجملة حاصل العكسين | ناقض نہ ہوگا تو بدن مکلّف سے خارج نہ ہوگا اور اس کا عکس مستوی یہ موجبہ جزئیہ ہوگا، **بعض اللانجس، خارج منه غير حدث** (بعض لانجس، بدن سے اس حال میں خارج ہیں کہ حدث نہیں) یہ بھی قطعًا صادق ہے جیسے آنسو، پسینہ، قلیل خون۔<br>**دوم:** اس طرح کہ طرفین محصلہ ہوں اور "ما" عموم کے لئے نہیں بلکہ نکرہ بمعنی شیئ ہو حیز نفی میں داخل ہوا تو عام ہو گیا، اس صورت میں حاصل یہ ہوگا: لاشیئ من الخارج منہ غیر حدث، نجسا (بدن سے نکلنے والی اس حال میں کہ حدث نہ ہو کوئی بھی چیز نجس نہیں) اس کا عکس نقیض یہ سالبہ جزئیہ ہوگا، **ليس بعض اللا نجس، لا خارجا منه غير حدث** (بعض لانجس، غیر حدث ہونے کی حالت میں لاخارج نہیں) لا خارج پر سلب وارد ہونے سے اثبات کی طرف لوٹ جائے گا، تو معنی کا مآل یہ ہوگا: **بعض ما ليس نجسا خارج من بدن المكلف غير حدث** (بعض وہ جو نجس نہیں بدن مکلّف سے غیر حدث ہونے کی حالت میں خارج ہے) اور عکس مستقیم یہ سالبہ کلیہ ہوگا: **لاشی من نجس خارج منه غير حدث** (کوئی نجس، غیر حدث ہوتے ہوئے بدن سے خارج نہیں) اور اس کے صدق کی صورتیں وہی ہیں جو ہم نے پہلے بیان کیں۔<br>بالجملہ دونوں وجہوں پر آنے والے دونوں |

علی الوجھین متعاکس فحاصل عکس النقیض علی جعلها موجبة هو حاصل المستوی علی جعلها سالبة وبالعکس هذا ما تحتمله العبارة اما علماؤنا فانما ارادوا الوجه الاول اعنی الایجاب ولم یریدوا عکس النقیض بل المستوی لکن لامنطقیا بل عرفیا کما عرفت۔

واما النظر الدقیق **فاقول:** ان کانت القضیة موجبة کما ارادوا فقد حکموا کلیا علی مالیس بحدث بلا نجس فیجب ان یکون اللانجس مساویا للخارج غیر حدث اواعم منه مطلقا ونقیض المتساویین متساویان والاعم والاخص مطلقا مثلهما بالتعکیس فیجب ان یکون النجس مساویا للاخارج غیر حدث او اخص منه مطلقا واللاخارج غیر حدث یصدق بوجھین ان لایکون خارجا اصلا اویکون خارجا حدثا والنجس ان ابقی علی ارساله یکون اعم منه

عکسوں کا حاصل ایک دوسرے کا عکس ہوگا، موجبہ بنانے پر جو عکس نقیض کا حاصل ہے وہ سالبہ بنانے پر عکس مستوی کا حاصل ہے اور اس کے برعکس (سالبہ بنانے پر عکس نقیض کا حاصل موجبہ بنانے پر عکس مستوی کا حاصل ہے) یہ وہ ہے جس کا عبارت میں احتمال ہے لیکن ہمارے علماء نے وجہ اول یعنی ایجاب مراد لیا ہے اور عکس نقیض نہیں بلکہ مستوی، وہ بھی منطقی نہیں بلکہ عرفی مراد لیا ہے جیسا کہ معلوم ہوا۔

**اب رہی نظر دقیق، فاقول:** (تو میں کہتا ہوں) اگر قضیہ کلیہ ہو جیسا کہ علماء نے مراد لیا تو انہوں نے کلی طور پر، اس پر جو حدث نہیں ہے لانجس ہونے کا حکم کیا (اور کہا کہ ہر وہ جو خارج غیر حدث ہے وہ لانجس ہے) تو ضروری ہے کہ لانجس، خارج غیر حدث کا مساوی ہو یا اس سے اعم مطلق ہو اور متساویین کی نقیضیں متساویین ہوتی ہیں مگر برعکس (یعنی اخص اعم مطلق) تو ضروری ہے کہ لانجس کی نقیض نجس، خارج غیر حدث کی نقیض لاخارج غیر حدث کے مساوی ہو یا اس سے اخص ہو اور لاخارج غیر حدث کا صدق دو طرح کا ہوگا، ایک یہ کہ سرے سے خارج ہی نہ ہو، دوسرے یہ کہ خارج ہو مگر حدث ہو اور نجس اگر اپنے اطلاق پر (بلاقید) باقی رکھا جائے

| لما بینا فی رسالتنا لمع الاحکام ان قیئ قلیل الخمر والبول لیس بحدث فیصدق علیه النجس ولا یصدق اللاخارج غیر حدث بل هو خارج غیر حدث فوجب ان یراد بالنجس النجس بالخروج کما حققنا ثمه وحینئذ یکون اخص من اللاخارج غیر حدث فان کل نجس بالخروج یصدق علیه انه لیس بخارج غیر حدث بل حدث ولا یصدق علی کل لاخارج غیر حدث انه نجس بالخروج لجواز ان لا یکون خارجا اصلا فاذن تؤل القضیة الی قولنا کل خارج من بدن المکلف غیر حدث فهو لانجس بالخروج وعکس نقیضها کل نجس بالخروج فهو لاخارج منه غیر حدث واذا کان ذلك کذالك انتفی الوجه الاول من مصداق اللاخارج غیر حدث لان النجس بالخروج خارج لاشك فلم یبق الا ان یکون خارجا حدثا والخروج قد اعتبر فی الموضوع فلا حاجة الی عادته فی المحمول | اس سے اعم ہو گا جس کی وجہ ہم نے اپنے رسالہ لمع الاحکام میں بیان کی ہے کہ شراب اور پیشاب کی قے قلیل حدث نہیں تو اس پر نجس صادق ہو گا اور لاخارج غیر حدث صادق نہ ہوگا بلکہ وہ خارج غیر حدث ہے تو ضروری ہے کہ نجس سے نجس بالخروج مراد ہو جیسا کہ وہیں ہم نے تحقیق کی ہے اس صورت میں وہ لا خارج غیر حدث سے اخص ہوگااس لئے کہ ہر نجس بالخروج پر یہ صادق آئے گا کہ وہ خارج غیر حدث نہیں بلکہ حدث ہےاور ہر لاخارج غیر حدث پر یہ صادق نہ ہو گا کہ وہ نجس بالخروج ہے اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ سرے سے خارج ہی نہ ہو تو اب قضیہ کا مآل یہ ہو گا کہ "ہر وہ جو بدن مکلّف سے خارج غیر حدث ہے تو وہ لا نجس بالخروج ہے"اور اس کا عکسِ نقیض یہ ہو گا : ہر وہ جو نجس بالخروج ہے وہ لاخارج غیر حدث ہے اور یہ جب ایسا ہو گا تو لاخارج غیر حدث کے دو مصداقوں میں سے پہلی صورت منتفی ہو گئی اس لئے کہ نجس بالخروج بلاشبہہ خارج ہے تو صرف یہ صورت رہی کہ خارج حدث ہو اور خروج کا اعتبار موضوع میں ہو چکا ہے تو اسے محمول میں دوبارہ لانے کی کوئی ضرورت نہیں تو خلاصہ عکس یہ ہو گا کہ ہر نجس بالخروج حدث ہے |
|---|---|

فیخرج فذلكة العكس ان كل نجس بالخروج حدث فتبين ان فيه من اين جاء التقييد بالاشياء الخارجة من بدن المكلف فى موضوعه وكيف خرج السلب الوارد على ماوعلى الحدث من محموله حتى لم يبق فيه الا لفظة حدث فارتفع الا يراد ان معا عن البر جندى والشيخ اسمعيل جميعا انما بقى الاخذ على اخذها سالبة الطرفين وكانه رحمه الله تعالٰى نظر الى وجود السلب ولو فى المتعلق وليس فيه كبير مشاحة هكذا ينبغى التحقيق والله تعالٰى ولى التوفيق۔

وكذلك ان كانت سالبة لابد ايضاً من الحمل المذكور اذلا شك ان المراد الكلية لان المقصود اعطاء ضابطة فقد سلبت النجاسه كلية عن الخارج غير حدث فيكون النجس مباينا له ولا يباينه الابارادة النجس بالخروج اذ لولاها لكانت اعم لمسألة قيئ الخمرا لمذكورة لكن مرادهم هوالايجاب كماعلمت۔

اما قول البرجندى هذه الكلية لوجعلت متعلقة بمباحث القيئ

اس سے واضح ہوا کہ اس میں موضوع کے اندر "بدن مکلّف سے نکلنے والی چیزوں" کی قید کہاں سے آئی اور "ما" پر اور "حدث" پر وارد ہونے والا سلب اس کے محمول سے کیسے نکل گیا یہاں تک کہ صرف لفظ حدث رہ گیا تو برجندی اور شیخ اسمٰعیل سے دونوں اعتراض ایک ساتھ اُٹھ گئے، صرف یہ مؤاخذہ رہ گیا کہ اسے سالبۃ الطرفین کیوں مانا، گویا برجندی رحمۃ اللہ تعالٰی نے یہ دیکھا کہ سلب موجود ہے اگرچہ متعلق ہی میں ہے اور اس میں کوئی بڑا حرج نہیں اسی طرح تحقیق ہونی چاہئے اور خدائے برتر ہی مالک توفیق ہے۔

یوں ہی اگر سالبہ ہو تو اس میں بھی حمل مذکور ضروری ہے کیونکہ اس میں شک نہیں کہ مراد کلیہ ہے اس لئے کہ مقصود ایک ضابطہ عطا کرنا ہے تو خارج غیر حدث سے نجاست کلی طور پر مسلوب ہوئی تو نجس اس کا مباین ہوگا اور مباین اسی صورت میں ہوگا جب نجس بالخروج مراد ہو اس لئے کہ اگر یہ مراد نہ ہو تو اعم ہو جائے گا جس کا سبب مذکورہ مسئلہ خمر ہے لیکن ان کی مراد ایجاب ہی ہے جیسا کہ آپ کو معلوم ہوا،

اب رہا برجندی کا یہ قول کہ اگر یہ کلیہ قے کے مباحث سے متعلق ہو تو اس کی ایک وجہ

| | |
|---|---|
| لکان لہ وجه[144]۔<br>**اقول:** کیف وانھم جمیعا انما یذکرونھا تلومسائل القیئ وقولہ سلمت عن توھم الدور [145]<br>**اقول:** وجھہ ان اعطاء القضیۃ انما ھو لیکتسب علم عدم النجاسۃ من علم عدم الحدثیۃ و علم عدم الحدثیۃیتوقف علی علم عدم النجاسۃ اذ لو کان نجسا لکان حدثا فیدور وانما قال توھم لان العلم بعدم الحدثیۃ یحصل بتصریح الفقه فالمراد کلما سمعتموہ من علمائنا انه لاینقض الطھارۃ فاعلموا انه لیس بخروجه نجسا فان لم یکن نجسا دخل من خارج فھو طاھر وھذا ظاھر وصلی اللہ تعالٰی علی اطھر طیب واطیب طاھر وعلٰی اٰلہ وصحبه الاطائب الاطاھر والحمدللہ رب العٰلمین فی الاول والاٰخر والباطن والظاھر ولنسم ھذا التحریر المنیر المنفرد بھذا التحریر والتحبیر"الطراز المعلم فیما ھو حدث من احوال الدم (۱۳۲۴)" | ہو گی۔<br>**اقول:** اس سے متعلق کیسے نہیں جبکہ سبھی حضرات اسے مسائلِ قے کے بعد متصلاً ہی ذکر کرتے ہیں، قول برجندی: دور کے توہّم سے سلامت رہتا۔<br>**اقول:** اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ضابطہ اسی لئے ہے کہ حدث نہ ہونے کے علم سے نجس نہ ہونے کا علم حاصل ہو جائے اور حدث نہ ہونے کا علم نجس نہ ہونے کے علم پر موقوف ہے اس لئے کہ اگر نجس ہوگا تو حدث ہوگا تو دور ہوگا، توہّم دور اس لئے کہا کہ حدث نہ ہونے کا علم فقہ کی تصریح سے ہوتا ہے تو مقصد یہ ہے کہ جب ہمارے علماء سے سنو کہ وہ ناقضِ طہارت نہیں تو جان لو کہ وہ اپنے خروج سے نجس نہیں تو اگر وہ ایسا نجس نہیں جو خارج سے داخل ہوا ہو تو وہ طاہر ہے اور یہ ظاہر ہے اور اللہ تعالٰی رحمت نازل فرمائے سب سے پاک طیّب اور سب سے پاکیزہ طاہر پر اور ان کے اطیب و اطہر آل پر اور تمام تر حمد اللہ تعالٰی کے لئے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے، حمد شروع میں بھی آخر میں بھی اور باطن میں بھی اور ظاہر میں بھی۔ اور ہم اس تحریر منیر کو جو اس تنقیح و تزیین میں منفرد ہے الطراز المعلم فیما ھو حدث من الاحوال الدم (۱۳۲۴ھ) |

[144] شرح النقایۃ للبرجندی کتاب الطہارۃ نولکشور لکھنؤ ۱/۲۳
[145] شرح النقایۃ للبرجندی کتاب الطہارۃ نولکشور لکھنؤ ۱/۲۳

| وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا واٰلہٖ وصحبہ وسلم والحمدللہ علی ما علم واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔ | (نشان زدہ نقش خون کے ان احوال کے بیان میں جو حدث ہیں) سے موسوم کریں اور خدائے برتر کا درود ہو ہمارے آقا، ان کی آل اور ان کے اصحاب پر اور سلامتی ہو اور خدا کا شکر ہے اس پر جو اس نے تعلیم فرمایا اور خدائے پاک برتر ہی کو خوب علم ہے (ت) |
|---|---|

(رسالہ الطراز المعلم فیما ہو حدث من احوال الدم ختم ہوا)

**مسئلہ ۹:** دہم محرم الحرام ۱۳۲۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ اپنے گھٹنے کھُل جانے یا اپنا پرایا ستر بلا قصد یا بالقصد دیکھنے یا دوڑنے یا بلندی پر سے کُودنے یا گرنے سے وضو جاتا ہے یا نہیں، **بینوا توجروا** (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ت)

**الجواب:**

ان میں کسی بات سے وضو نہیں جاتا۔ ستر ف۱ کھُلنے یا دیکھنے سے وضو جانا کہ عوام کی زبان زد ہے محض بے اصل ہے، علماء ف۲ نے ستر عورت کو آدابِ وضو سے گنا اگر کشف سے وضو جاتا تو فرائض وضو سے ہوتا۔ منیہ وغنیہ میں ہے:

| اٰداب الوضوء ان یستر عورتہ حین فرغ من الاستنجاء[146] اھ ملتقطا۔ | آدابِ وضو میں ہے کہ استنجاء سے فراغت کے بعد ستر چھپا لے اھ ملتقطا (ت) |
|---|---|

اور تصریح فرماتے ہیں کہ اگر صرف ف۳ ایک جبہ پہن کر نماز پڑھی جس سے گھٹنوں تک رکوع سجود وغیرہما

ف۱: مسئلہ گھٹنے یا ستر کھلنے یا اپنا یا پرایا ستر دیکھنے سے وضو نہیں جاتا۔

ف۲: مسئلہ وضو کا ادب یہ ہے کہ ناف سے زانو کے نیچے تک سب ستر چھپا کر ہو بلکہ استنجے کے بعد فورًا ہی ستر ہو لینا چاہئے کہ بلا ضرورت برہنگی منع ہے۔

ف۳: صرف ایک جبہ پہن کر نماز پڑھی جس سے رکوع و سجود وغیرہ کسی حالت میں زانو کا حصہ بھی ظاہر نہیں ہوتا کچھ حرج نہیں۔

[146] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی آداب الوضو سہیل اکیڈمی لاہور، ص ۳۱

ہر حال میں ستر حاصل ہے اور اُس کا گریبان ف۱ اتنا کشادہ ہے کہ گریبان سے اپنے ستر تک نظر جاسکتی ہے اور اس نے دیکھا تو کراہت ہے مگر نماز ہو گئی اگر وضو جاتا رہتا نماز کیونکر ہوتی۔ درمختار میں ہے:

| | |
|---|---|
| الشرط سترھا عن غیرہ لانفسه به یفتی فلورأھا من زیقه لم تفسد وان کرہ[147]۔ | اسے دوسرے سے چھپانا شرط ہے خود سے نہیں اسی پر فتوی ہے تو اگر گلے کے چاک سے اپنا ستر دیکھا تو نماز نہ جائے گی اگرچہ مکروہ ہے۔ (ت) |

اور تصریح فرماتے ہیں کہ اگر عورت ف۲ کو طلاق رجعی دی تھی ہنوز عدت نہ گزری تھی یہ نماز میں تھا کہ عورت کی فرج پر نظر پڑ گئی اور شہوت پیدا ہوئی رجعت ہو گئی اور نماز میں فساد نہ آیا اور اگر قصداً بھی ایسا کرے تو مکروہ ضرور ہے مگر نماز فاسد نہیں۔ خلاصہ و ردالمحتار میں ہے:

| | |
|---|---|
| لو نظر الی فرج المطلقة رجعیا بشھوة یصیر مراجعا ولا تفسد صلاته فی روایة ھو المختار[148] اھ<br>ثم الفساد علی الاخری انما ھولان النظرالی الفرج بشھوة من داعی الجماع فصارکما لوقبلت ف۳ المصلی امرأته وھو فی الصلاة | جس عورت کو طلاق رجعی دی تھی اگر شہوت کے ساتھ اس کی شرمگاہ کی طرف دیکھا تو رجعت کرنے والا ہو جائے گا اور اس کی نماز فاسد نہ ہو گی ایک روایت میں جو مختار ہے اھ۔<br>پھر دوسری روایت پر فساد نماز اسی لئے ہے کہ شرم گاہ کی طرف شہوت سے دیکھنا جماع کے دواعی میں سے ہے تو ایسا ہی ہوا جیسے نماز پڑھنے والے کو جب وہ نماز میں تھا اس کی عورت نے بوسہ دیا |

---

ف۱: **مسئلہ** : ایسے جبے کا اگر گریبان اتنا وسیع ہے کہ اس کے اندر سے اپنے ستر تک نظر جاپڑی کچھ حرج نہیں، ہاں قصداً دیکھنا مکروہ ہے نماز یا وضو فاسد جب بھی نہ ہوں گے۔

ف۲: **مسئلہ** : عورت کو رجعی طلاق دی تھی یہ نماز پڑھ رہا تھا اتفاقاً عورت کی فرج داخل پر نظر بشہوت جاپڑی رجعت ہو گئی اور نماز و وضو میں کچھ خلل نہیں ہاں قصداً ایسا کرے گا تو کراہت ہے۔

ف۳: **مسئلہ** : مرد نماز میں تھا عورت نے اس کا بوسہ لیا اس سے مرد کو خواہش پیدا ہوئی نماز جاتی رہی اگرچہ یہ اس کا اپنا فعل نہ تھا اور عورت نماز پڑھتی ہو مرد بوسہ لے عورت کو خواہش پیدا ہو عورت کی نماز نہ جائے گی۔

---

[147] الدرالمختار کتاب الصلوة باب شروط الصلوة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۶۶

[148] ردالمحتار کتاب الصلوة باب مایفسد الصلوة ومایکرہ فیہا داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۴۲۲

| جس سے اس کو شہوت پیدا ہوئی تو اس کی نماز فاسد ہو گئی کیونکہ یہ شہوت کی وجہ سے معنی جماع میں ہو گیا اور ان دونوں میں جواب مذکور ہے کہ یہ ان دواعی میں ہے جو نظر و فکر کے علاوہ کوئی اور عمل ہیں کیونکہ دیکھنے، سوچنے سے بچنا متعذر ہے۔ (ت) | فاشتھی فسدت لصیر ورتہ باشتھائہ فی معنی الجماع والجواب مذکور فیھما ان ھذا فی الدواعی التی ھی فعل غیر النظر والفکر لتعذر التحرز عنھما۔ |
|---|---|

اور منکوحہ کی بھی تخصیص نہیں زنِ ف۱ بیگانہ کا بھی یہی حکم ہے، یہاں بجائے رجعت حرمت مصاہرت ثابت ہو گی، مراقی الفلاح میں ہے:

| مطلّقہ یا اجنبیہ کی شرمگاہ یعنی فرج داخل کی طرف دیکھنے سے نماز باطل نہ ہو گی۔<br>طحطاوی نے حاشیہ مراقی میں لکھا: اور اجنبیہ میں اس کی وجہ سے حرمتِ مصاہرت ثابت ہو جائے گی (ت) | لاتبطل صلاتہ بنظرہ الی فرج المطلقۃ اوالا جنبیۃ یعنی فرجھا الداخل [149]۔<br>قال ط فی حاشیتھا وتثبت بہ حرمۃ المصاھرۃ فی الاجنبیۃ۔ [150] |
|---|---|

دوڑنے ف۲ کودنے گرنے میں بھی کوئی وجہ نقض وضو نہیں جب ف۳ تک گرنے سے بیہوشی نہ ہو یا خون نہ نکلے بحال بقائے ف۴ ہوش فقط یہ خیال کہ طبیعت دوسری طرف متوجہ اور اپنے حال سے غافل ہوتی ہے کافی نہیں

---

ف۱: مسئلہ نماز میں اگر بیگانہ عورت کی شرمگاہ پر نظر جاپڑے جب بھی نماز و وضو میں خلل نہیں مگر عورت کی مائیں، بیٹیاں اس پر حرام ہو جائیں گی جب کہ فرج داخل پر نظر بشہوت پڑی ہو اور اگر قصداً ایسا کرے تو سخت گناہ ہے مگر نماز و وضو جب بھی باطل نہ ہوں گے۔

ف۲: دوڑنے یا کودنے سے وضو نہیں جاتا۔

ف۳: مسئلہ کتنی ہی بلندی پر سے گر پڑے وضو نہ جائے گا مگر یہ کہ خون وغیرہ کچھ خارج ہو یا بیہوش ہو جائے۔

ف۴: مسئلہ جب تک ہوش باقی ہیں طبیعت کسی قدر کسی کام میں مشغول ہو وضو نہ جائے گا جیسے کتاب کا مطالعہ یادِ الٰہی کا مراقبہ۔

---

149 مراقی الفلاح کتاب الصلوۃ فصل فیما لایفسد الصلوۃ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۳۴۲

150 حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوۃ فصل فیما لایفسد الصلوۃ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۳۴۳

ورنہ مطالعہ کتب بلکہ مراقبہ یادِالٰہی بھی ناقضِ وضو ہو۔

| | |
|---|---|
| نعم وقع فی حاشیة السید العلامة ط علی مراقی الفلاح مانصه فی الهندیة عن المحیط عد من النواقض سقوطه من اعلی اھ قال بعض الفضلاء ولعله لعدم خلوه عن خروج خارج غالبا وھو لایشعر [151] اھ۔ | ہاں علامہ سید طحطاوی کے حاشیہ مراقی الفلاح میں یہ عبارت ہے: ہندیہ میں محیط سے نقل ہے کہ بلندی سے گرنے کو نواقض میں شمار کیا گیا ہے اھ، بعض فضلاء نے کہا: شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ عموماً یہ اس سے خالی نہیں ہوتا کہ اس کی بے خیالی میں اس سے کچھ نقل کیا جائے اھ۔ |
| **اقول:** ف۱ رحمه الله السید والفاضل انما نص الهندیة هکذا المذی ینقض الوضوء وکذا الودی والمنی اذا خرج من غیر شهوة بان حمل ف۲ شیئا فسبقه المنی اوسقط من مکان مرتفع یوجب الوضوء کذا فی المحیط [152] اھ بلفظها۔ | **اقول:** سیّد اور فاضل (بعض فضلا) پر خدا کی رحمت ہو۔ ہندیہ کی عبارت اس طرح ہے: مذی ناقضِ وضو ہے، اسی طرح ودی بھی اور منی جب کہ بلاشہوت نکلی ہو اس طرح کہ کوئی وزنی چیز اٹھائی جس کی وجہ سے منی نکل آئی، یا کسی اونچی جگہ سے گر پڑا تو وہ وضو واجب کرتی ہے ایسا ہی محیط میں ہے اھ عبارت انہی الفاظ کے ساتھ ختم ہوئی |
| فقوله المنی مبتدأ خبره یوجب والضمیر فیه للمنی وقوله سقط معطوف علی حمل وھو تصویر اخر لخروج | تو لفظ "المنی" مبتدا ہے جس کی خبر یوجب (واجب کرتی ہے) ہے اور اس میں ضمیر لفظ منی کی طرف راجع ہے اور لفظ "سقط" (گر پڑا) حمل (اٹھانا) پر معطوف ہے اور اس |

ف۱: معروضة علی العلامة ط و من نقل عنه۔

ف۲: **مسئلہ:** بوجھ اٹھانے یا گر پڑنے یا کسی وجہ سے منی بے شہوت اپنے محل سے جدا ہو کر نکل گئی وضو واجب ہوگا غسل نہیں۔

[151] حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلاة فصل نواقض الوضوء دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۸۶

[152] الفتاوی الهندیہ کتاب الصلوة الفصل الخامس فی نواقض الوضوء نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۱۰

| | |
|---|---|
| المنی بلاشهوة لامعدود فی الموجبات بنفسه وعبارة الامام قاضی خان تزیل الوهم قال فی الخانیة"خروج المنی لاعن شهوة بان سقط من مکان مرتفع اوماشبه ذلك لایوجب الغسل وینقض الوضوء [153] الخ فسبحن من لایزل ولا ینسی والله تعالٰی اعلم۔ | سے بلا شہوت خروج منی کی ایک اور صورت پیش کی ہے یہ (اونچی جگہ سے گرنا) خود موجباتِ وضو کے شمار میں نہیں ہے اور امام قاضی خاں کی عبارت سے یہ وہم دور ہو جاتا ہے ، خانیہ میں ان کے الفاظ یہ ہیں : منی کا بلا شہوت نکلنا اس طرح کہ کسی اونچی جگہ سے گر پڑا یا ایسی کوئی صورت ہو ، موجبِ غسل نہیں اور ناقضِ وضو ہے ۔ الخ تو پاکی ہے اس ذات کے لئے جسے لغزش اور نسیان نہیں ، واللہ تعالٰی اعلم (ت) |

**مسئلہ ۱۰:** ۱۰ محرم الحرام ۱۳۲۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے ایک پھڑیا تھی اُس نے اوپر کی جانب سے منہ کیا اور پھوٹی ، بہی ، بالکل اچھی ہو گئی ، مگر اس کا بالائی پوست اور اس کے نیچے خالی جگہ ہنوز باقی ہے ۔ زید نہایا غسل کا پانی کہ اوپر سے بہتا آیا اُس خلا میں بھر گیا ، بعد نہانے کے زید نے ہاتھ سے دبا دیا کہ وہ پانی بہہ کر نکل گیا ، اس صورت میں وضو ساقط ہوا یا نہیں ؟ اور جس بدن پر وہ پانی گزرا پاک رہا یا نہیں ؟ **بینوا توجروا۔**

**الجواب :**

جب ف کہ وہ پانی پھڑیا کا نہیں بلکہ خالص غسل کا ہے پھڑیا بالکل صاف ہو گئی تھی کہ اُس میں خون پیپ کچھ نہ رہا تھا تو نہ وضو گیا نہ بدن ناپاک ہوا۔

جواہر الفتاوٰی امام کرمانی باب رابع فتاوائے امام نجم الدین عمر نسفی میں ہے :

| | |
|---|---|
| جرح لیس فیه شیئ من قیح اودم او | ایسا زخم جس میں پیپ ، خون ، صدید کچھ نہیں ، |

ف : **مسئلہ** : پھُڑیا بالکل اچھی ہو گئی اس کا مردہ پوست باقی ہے جس میں اوپر منہ اور اندر خلا ہے نہانے میں اس میں پانی بھر گیا پھر دبا کر نکال دیا وضو نہ جائے گا نہ وہ پانی ناپاک ہوا۔

[153] فتاوی قاضی خان کتاب الصلوۃ فصل فیما ینقض الوضوء نولکشور لکھنؤ ۱/۱۸

| صدید دخل صاحبه الحمام فدخل ماء الحمام الجرح فلما خرج من الحمام عصر الجرح فخرج ماء الحمام لاینتقض الوضوء لان الخارج ماء الحمام لا ما حصل من الجرح[154]۔ | زخم والا حمام گیا حمام کا پانی زخم میں چلا گیا، جب وہ حمام سے باہر آیا تو زخم نچوڑا جس سے حمام کا پانی نکل گیا تو وضو نہ جائے گا اس لئے کہ جو نکلا وہ حمام کا پانی ہے وہ نہیں جو زخم سے پیدا ہوا۔ (ت) |
|---|---|

اسی طرح خلاصہ میں ہے:

| ولفظها فخرج منه الماء وسال لاینقض[155]۔ | اس کے الفاظ یہ ہیں: تو اس سے پانی نکلا اور بہا تو اس سے وضو نہ جائے گا۔ (ت) |
|---|---|

وجیز امام کردری میں ہے:

| دخل الماء جرحه ولادم ولا صدید فیه ثم خرج منه لاینقض[156]۔ | زخم میں پانی چلا گیا اور اس میں خون، صدید کچھ نہ تھا وہ پانی اس سے نکلا تو وضو نہ جائیگا۔ (ت) |
|---|---|

خزانۃ المفتین میں ہے:

| الماء اذا دخل الجرح ثم خرج لایضر[157] اھ۔ **اقول:** رمزله خ یعنی الخلاصة وقد بالغ ف فی الاختصار حتی بلغ الاقتصاد فانه صور المسألة بقوله جرح لیس فیه شیئ من | پانی زخم میں بھر گیا پھر نکلا تو ضرر نہیں اھ (ت) **اقول:** اس کے لئے خ یعنی خلاصہ کا رمز دیا اور اتنا زیادہ اختصار کر دیا کہ حدِ قصور تک پہنچ گیا اس لئے کہ خلاصہ میں صورتِ مسئلہ اس طرح بیان کی ہے: ایسا زخم ہے جس میں خون، |
|---|---|

ف: تطفل علی خزانۃ المفتین۔

[154] جواہر الفتاوی

[155] خلاصۃ الفتاوی کتاب الطہارۃ الفصل الثالث مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/۱۷

[156] الفتاوی البزازیۃ علی ہامش الفتاوی الہندیۃ کتاب الطہارۃ نورانی کتب خانہ پشاور ۴/۱۲

[157] خزانۃ المفتین کتاب الطہارۃ نواقض الوضوء (قلمی) ۱/۵

| | |
|---|---|
| الدم والقیح[158] الخ کما صور مأخذہ فتاوی الامام النسفی والاٰخذ منه وجیز الکردری۔ ولابد منه لانه لو<sup>ف۱</sup> کان فیه ذلك یتنجس الماء بالمجاورۃ فینقض بالمجاوزۃ لان خروج نجس سال ناقض مطلقا وان کان شیئا طاھرا انما اکتسب النجاسة فی الباطن بالجوار الا تری انه اذا شرب<sup>ف۲</sup> الماء ووصل معدته ثم خرج بالقیئ من ساعته وکان ملأفیه نقض قال فی الدر وان لم یستقر وھو نجس مغلظ ولو من<sup>ف۳</sup> صبی ساعة ارتضاعه ھو الصحیح لمخالطة النجاسة ذکرہ الحلبی[159] اھ **فان قلت** ھنا روایة | پیپ کچھ نہیں الخ جیسا کہ اس کے ماخذ فتاوٰی امام نسفی میں بیان کیا ہے اور خلاصہ سے اخذ کرنے والے امام کردری نے وجیز میں بیان کیا ہے۔ اور اسے بیان کرنا بہت ضروری ہے اس لئے کہ اگر زخم میں خون پیپ وغیرہ کچھ رہا ہو تو بعد میں اندر جانے والا پانی اتصال کی وجہ سے نجس ہو جائے گا پھر زخم سے تجاوز کرنے پر وضو توڑ دے گا اس لئے کہ ایسے نجس کا نکلنا جو بہہ جائے مطلقًا ناقضِ وضو ہے اگرچہ وہ پہلے کوئی پاک چیز رہی ہو اندر جا کر صرف اتصال کی وجہ سے نجس ہو گئی ہو دیکھئے جب پانی پیا اور معدہ میں پہنچ گیا پھر فورًا قے کے ساتھ نکل آیا اور قے منہ بھر کر تھی تو وہ ناقضِ وضو ہے، درمختار میں ہے: اگرچہ اندر ٹھہرا نہ ہو اور وہ نجاستِ غلیظہ ہے اگرچہ بچّے سے دودھ پیتے ہوئے ایسا ہوا ہو یہی صحیح ہے کہ نجاست سے اختلاط ہو گیا اسے حلبی نے ذکر کیا۔اھ **اگر سوال ہو** کہ یہاں ایک روایت |

---

ف۱: **مسئلہ**: پھڑیا میں اگرا بھی خون وغیرہ رطوبت باقی ہے نہانے کا پانی اس میں بھرا اور بہہ کر نکلا وضو جاتا رہے گا کہ وہ پانی نجس ہو گیا۔

ف۲: **مسئلہ**: پانی پیا اور معدے میں اُتر گیا اور معًا قے ہو کر ویسا ہی صاف نتھرا پانی نکل گیا وضو جاتا رہا جب کہ منہ بھر کر ہو اور وہ پانی بھی ناپاک ہے۔

ف۳: **مسئلہ**: بچے نے دودھ پیا اور معدے تک پہنچا ہی تھا کہ فورًا اڈال دیا وہ دودھ نجس ہے جبکہ منہ بھر ہو روپے بھر جگہ سے زیادہ جس چیز پر لگ جائے گا ناپاک کر دے گا۔

---

[158] خلاصۃ الفتاوی کتاب الطہارۃ الفصل الثالث مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/ ۱۷

[159] الدر المختار کتاب الطہارۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۵ و ۲۶

| | |
|---|---|
| اخری ان قیئ الماء لاینتقض مالم یستحل وقد صحح ایضا قال فی البحر تحت قول المتن وقیئ ملافاہ ولوطعاما اوماء اطلق فی الطعام والماء قال الحسن اذا تناول طعاما اوماء ثم قاء من ساعتہ لاینقض لانہ طاھر حیث لم یستحل وانما اتصل بہ قلیل القیئ فلا یکون حدثا فلا یکون نجسا وکذا الصبی اذا ارتضع وقاء من ساعتہ وصححہ فی المعراج وغیرہ ومحل الاختلاف اذا وصل الی معدتہ ولم یستقر ،امالو قاء قبل ف الوصول الیہا وھو فی المریئ فانہ لاینقض اتفاقا کماذکرہ[160] الزاھدی اھ وقال المحقق فی الفتح تحت قول الھدایۃ ان قاء بلغما فغیرناقض وقال ابو یوسف ناقض لانہ نجس بالمجاورۃ ولھما انہ لزج لاتتخللہ النجاسۃ ومایتصل بہ | اور ہے وہ یہ کہ پانی کی قے ناقضِ وضو نہیں جب تک کہ پانی متغیر نہ ہوا ہو اس روایت کی تصحیح بھی ہوئی ہے کنز میں ہے : اور وہ قے جو منہ بھر ہو اگرچہ کھانے یا پانی کی ہو اس پر بحر میں کہا : کھانے اور پانی میں حکم مطلق بیان کیا حسن بن زیاد نے کہا جب کھانا کھائے یا پانی پیئے پھر فورًا قے کر دے اور وہ ناقض نہیں اس لئے کہ وہ پاک ہے کیوں کہ ابھی وہ متغیر نہ ہوا صرف یہ ہے کہ اس سے تھوڑی سی قے کا اتصال ہوا تو یہ حدث نہیں تو نجس بھی نہیں ، اسی طرح بچہ جب دودھ پیئے اور فورًا قے کر دے ، اسے معراج وغیرہ میں صحیح کہا- اور محلِ اختلاف وہ صورت ہے جب معدہ تک پہنچ گیا ہو اور ٹھہرا نہ ہو ، اور اگر معدہ تک پہنچنے سے پہلے قے کر دی جب کہ وہ کھانا پانی گزرنے کی نالی ہی میں تھا تو بالاتفاق ناقضِ وضو نہیں جیسا کہ زاہدی نے ذکر کیا ہے اھ۔<br>ہدایہ کی عبارت ہے : "اگر بلغم کی قے کی تو وہ ناقض نہیں اور امام ابو یوسف نے فرمایا ناقض ہے اس لئے کہ اتصال کی وجہ سے وہ نجس ہے اور طرفین کی دلیل یہ ہے کہ وہ لیس دار ہے جس میں نجاست |

ف : مسئلہ : پانی پیا کہ اور ابھی سینے ہی تک پہنچا تھا کہ اُچھو سے نکل گیا وہ ناپاک نہیں ، نہ اس سے وضو جائے ، یونہی دودھ ۔

160 البحر الرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۴

| قلیل والقلیل فی القیئ غیر ناقض مانصه"وعلی هذا یظهر ماء فی المجتبی عن الحسن لوتناول طعاما اوماء ثم قاء من ساعته لاینتقض لانه طاهر [161] الی اٰخر مامر عن البحر الی مسئلة ارتضاع الصبی قال المحقق قیل هو المختار وما فی القنیة لو قاء ف۱ دودا کثیرا اوحیة ملأت فاه لاینقض[162] اھ"وقال المحقق ایضا فی باب الانجاس مرارة ف۲ کل شیئ کبوله واجترارہ ف۳ کسرقنیه قال فی التجنیس لانه و اراہ جوفه الاتری ان مایواری جوف الانسان بان کان ماء ثم قاء فحکمه حکم بوله انتهی۔ | سرایت نہیں کر پاتی اور جو کچھ اس سے لگا ہوا ہے وہ قلیل ہے اور قے میں قلیل غیر ناقض ہے"اس کے تحت فتح القدیر میں حضرت محقق یہ لکھتے ہیں : اور اس بنیاد پر وہ ظاہر ہے جو مجتبی میں حسن سے منقول ہے کہ اگر کھانا کھایا یا پانی پیا پھر فورًا قے کر دی تو وضو نہ ٹوٹے گا اس لئے کہ وہ پاک ہے (اس عبارت کے آخر تک جو بحر کے حوالے سے بچے کے دودھ پینے کے مسئلے تک گزری) حضرت محقق نے فرمایا: وہی مختار ہے۔ اور وہ بھی ظاہر ہے جو قنیہ میں ہے کہ اگر بہت کیڑوں یا سانپوں سے منہ بھری قے کی تو ناقض نہیں اھ اور حضرت محقق ہی نے باب الانجاس میں یہ بھی لکھا ہے کہ ہر جاندار کا پتّہ اس کے پیشاب کے حکم میں ہے اور اس کی جگالی اس کے گوبر ، مینگنی کے حکم میں ہے تجنیس میں کہا اس لئے کہ اسے اس کے جوف نے چھپا رکھا ہے، دیکھو جسے انسان کے جوف نے |
|---|---|

ف۱: مسئلہ : اگر معاذاللہ کیڑے قے ہو گئے یا سانپ، وضو نہ جائے گا اگرچہ منہ بھر کر ہو۔

ف۲ : مسئلہ : ہر جاندار کا پتّہ اس کے پیشاب کے حکم میں ہے مثلاً آدمی کے پت نجاست غلیظہ ہیں گھوڑے گائے کے نجاست خفیفہ۔

ف۳ : مسئلہ : ہر جانور کی جگالی اس کے گوبر مینگنی کے حکم میں ہے مثلاً اونٹ ،گائے ، بھینس، بکری کی نجاست خفیفہ اور جلالہ کی غلیظہ۔

161 فتح القدیر کتاب الطہارۃ فصل فی نواقض الوضوء مکتبہ نوریہ سکھر ۱/۴۱

162 فتح القدیر کتاب الطہارۃ فصل فی نواقض الوضوء مکتبہ نوریہ سکھر ۱/۴۱

| | |
|---|---|
| وھو یقتضی انہ کذلك وان قاء من ساعتہ (ای لانہ ایضا واراہ جوفہ قال) وقد منا فی النواقض عن الحسن ماھوالاحسن وقد صححہ (ای صاحب التجنیس) بعد قریب ورقۃ فقال فی الصبی ارتضع ثم قاء فاصاب ثیاب الام ان زاد علی الدرھم منع قال و روی الحسن عن ابی حنیفۃ انہ لایمنع مالم یفحش لانہ لم یتغیر من کل وجہ فکان نجاستہ دون نجاسۃ البول بخلاف المرارۃ لانھا متغیرۃ من کل وجہ کذا فی غریب الروایۃ عن ابی حنیفۃ وھو الصحیح وفیہ ماذکرنا[163] اھ فقد صححہ فی المعراج وغیرہ وقیل ھو المختار واستظھرہ المحقق وجعلہ الاحسن فلعل الی ھذا مال فی خزانۃ المفتین فحذف ذلك القید۔ | اس کا مقتضا یہ ہے کہ اگر فورًا قے کی ہو تو بھی یہی حکم ہے (یعنی اس لئے کہ اسے بھی اس کے جوف نے چھپالیا تھا۔آگے ہے:) اور ہم نواقض میں حسن سے وہ نقل کر چکے ہیں جو احسن ہے اور تقریبًا ایک ورق کے بعد اسے (صاحبِ تجنیس نے) صحیح بھی کہا ہے وہ فرماتے ہیں: بچہ نے دودھ پیا پھر قے کر دی جو ماں کے کپڑے پر لگ گئی اگر وہ ایک درہم سے زیادہ ہے تو ممانعت ہے اور حسن نے امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہے کہ مانع نہیں جب کہ بہت زیادہ نہ ہو، اس لئے کہ وہ پوری طرح متغیر نہ ہوا تو اس کی نجاست پیشاب کی نجاست سے کم ہو گی.بخلاف پتّے کے اس لئے کہ وہ ہر طرح بدل چکا ہے، ایسا ہی غریب الروایہ میں امام ابو حنیفہ سے مروی اور وہی صحیح ہے اور اس میں وہ کلام ہے جو ہم نے ذکر کیا اھ تو اسے معراج وغیرہ میں صحیح کہا اور کہا گیا کہ وہی مختار ہے اور حضرت محقق نے اسی کو ظاہر کہا اور احسن قرار دیا تو شاید خزانۃ المفتین کا میلان اسی طرف ہو اس لئے وہ قید حذف کر دی۔ |
| **قلت اولا**: لو اختار ھذا ماکان لیعزوالی الخلاصۃ | **میں جواب دوں گا، اولًا**: اگر اسے اختیار کیا ہوتا تو ایسا نہ ہوتا کہ خلاصہ کے |

[163] فتح القدیر کتاب الطہارۃ باب الانجاس و تطہیرہا المکتبۃ النوریۃ الرضویۃ سکھر ۱/۱۷۹و۱۸۰

مالم تردہ۔

**وثانیا**: قد تبع الخلاصة بعد هذا بسطرين فاطلق مسألة قيئ الطعام والماء اطلاقا كما ارسلت المتون والعامة۔

**وثالثا**: رأيتنى كتبت على هامش الفتح من النواقض مانصه قوله وعلى هذا يظهر مافى المجتبى الخ۔

**اقول**: وبالله التوفيق فى هذا ف الظهور خفاء شديد فان الماء والطعام وان لم يستحيلا لكنهما يقبلان النجاسة بالمجاورة فاذا اعادا من معدن النجس كانا متنجسين وان لم يكونا نجسين فيجب النقض بهما كالريح طاهرة عينها وناقض خروجها لانبعاثها من محل النجاسة نعم مسألة الدود والحية واضحة الوجه فانهما لايتداخلهما النجاسة وما عليهما قليل فلا ينقضان الا اذا كثر خروجهما من غثيان واحد حتى بلغ ما عليهما الكثير ان وقع هذا

چھپا لیا ہو مثلاً پانی تھا پھر اس کی قے کی تو اس کا حکم اس کے پیشاب کا ہے انتہی۔

کے حوالے سے وہ بات بیان کریں جو اس نے مراد نہ لی۔

**ثانیًا**: اس کے دو سطر بعد خلاصہ کی تبعیت کرتے ہوئے کھانے اور پانی کی قے کو مطلق بیان کیا ہے جیسے متون اور عامہ مصنفین نے بغیر قید کے ذکر کیا ہے۔

**ثالثًا**: میں نے دیکھا کہ فتح القدیر باب النواقض کے حاشیہ پر میں نے یہ لکھا ہے: **قولہ** اس بنیاد پر وہ ظاہر ہے جو مجتبی میں ہے الخ۔

**اقول**: **و باللہ التوفیق** اس ظہور میں شدید خفا ہے اس لئے کھانا اور پانی اگرچہ متغیر نہ ہوا مگر دونوں اتصال کی وجہ سے نجاست قبول کرلیں گے پھر جب نجاست کے معدن سے لوٹیں گے تو متنجس (ناپاک ہو جانے والے) ہوں گے اگرچہ بذاتِ خود نجس نہ ہوں تو ان سے وضو ٹوٹنا ضروری ہے جیسے ریح خود پاک ہے اور اس کا خروج ناقضِ وضو ہے اس لئے کہ وہ محلِ نجاست سے اٹھتی ہے ہاں کیڑے اور سانپ کے مسئلہ کہ وجہ واضح ہے اس لئے کہ ان دونوں کے اندر نجاست داخل نہیں ہوئی اور جو ان کے اوپر لگا ہوا ہے وہ قلیل ہے تو یہ ناقض نہ ہوں گے مگر جب ایک ہی متلی سے زیادہ مقدار میں نکلیں یہاں تک کہ جو نجاست ان کے اوپر لگی ہو وہ کثیر کی حد کو

---

ف: تطفل على الفتح۔

| | |
|---|---|
| والعیاذ باللہ تعالٰی ھذا ما اختلج بقلب العبد الضعیف اول وقوفی علی ھذا الکلام ثم بعد یومین رأیت العلامۃ المحقق ابرٰھیم الحلبی ذکر فی شرح المنیۃ الکبیر روایۃ المجتبی عن الحسن و انہ قیل ھو المختار ثم عقبہ بقولہ و الصحیح ظاھر الروایۃ انہ نجس لمخالطۃ النجاسۃ و تداخلھا فیہ،بخلاف البلغم و بخلاف دود او حیۃ لانہ طاھر فی نفسہ،و لم تتداخلہ النجاسۃ و ما یستتبعہ قلیل لا یبلغ ملأ الفم اھ فھذا عین ما بحثہ و للہ الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ اھ [164] ما کتبت علیہ و کتبت علی ہامش باب الانجاس **قولہ** ما ھو الاحسن [165] **اقول:** ما ھو فـ الاحسن لانہ خلاف ظاھر الروایۃ المصححۃ و الفتوی متی اختلف وجب المصیر الی ظاھر الروایۃ **قولہ** و قد صححہ | پہنچ جائے، اگر ایسا وقوع میں آئے والعیاذ باللہ تعالٰی یہ وہ ہے جو اس کلام پر واقف ہوتے ہی بندہ ضعیف کے قلب میں خیال ہوا پھر دو دن بعد میں نے دیکھا کہ علامہ محقق ابراہیم حلبی نے منیہ کی شرح کبیر میں حسن سے مجتبی کی روایت ذکر کی اور یہ کہ کہا گیا وہی مختار ہے، پھر اس کے بعد یہ لکھا: اور صحیح ظاہر الروایہ ہے کہ وہ نجس ہے اس لئے کہ اس کا نجاست سے اختلاط ہوا اور نجاست اس کے اندر داخل ہوئی۔ بخلاف بلغم کے اور بخلاف کیڑے یا سانپ کے اس لئے کہ وہ خود پاک ہے اور اس کے اندر نجاست نہ گئی اور جو اس کے تابع ہے وہ قلیل ہے کہ منہ بھرنے کی حد کو نہ پہنچے گی اھ۔<br>تو یہ بعینہٖ وہی ہے جو میں نے بحث کی اور خدا ہی کے لئے حمد ہے کثیر، پاکیزہ، بابرکت حمد اھ وہ حاشیہ ختم جو میں نے فتح القدیر پر لکھا تھا اور باب الانجاس کے حاشیہ پر میں نے یہ لکھا: **قولہ** وہ جو احسن ہے **اقول:** وہ احسن نہیں اس لئے کہ وہ تصحیح یافتہ ظاہر الروایہ کے خلاف ہے، اور فتوی میں جب اختلاف ہو تو ظاہر الروایہ کی طرف رجوع واجب ہے **قولہ** اور اسے تقریبًا |

فـ: تطفل ثان علیہ

[164] حواشی اعلٰحضرت امام احمد رضا خاں علی فتح القدیر کتاب الطہارۃ، فصل فی نواقض الوضوء (قلمی) ص ۳۳

[165] حواشی اعلٰحضرت امام احمد رضا خاں علی فتح القدیر کتاب الطہارۃ، باب الانجاس (قلمی) ص ۳۵

| | |
|---|---|
| بعد قریب ورقة۔ | ایک ورق بعد صحیح کہا ہے۔ |
| **اقول:** فرق [ف۱] بین ما مر عن الحسن و هو الطهارة بدلیل عدم انتقاض الوضوء و بین ہذا الاٰتی عن الحسن عن الامام وهو کونه نجاسة خفیفة و ایاما کان فعلی ظاهر الروایة التعویل کیف وهو الذی یقتضی به الدلیل و هو الموافق لاطلاق المتون و عامة الشروح والفتاوی فی القیئ [166] | **اقول:** حسن سے جو روایت گزری کہ وہ پاک ہے اس لئے کہ وضو نہ ٹوٹا اور حسن کے واسطہ سے حضرت امام سے جو روایت ہے کہ وہ نجاست خفیفہ ہے دونوں میں فرق ہے اور جو بھی ہو اعتماد ظاہر الراویہ ہی پر ہوگا اور کیوں نہ ہو جب کہ دلیل بھی اسی کی مقتضی ہے اور قے کے بارے میں وہ متون اور عامہ شروح وفتاوی کے مطابق بھی ہے۔ |
| **قوله** لانه لم یتغیر من کل وجه اقول نعم [ف۲] لکن او لم یجاور النجاسة الغلیظة او لیس مما تتداخله النجاسة واذا کان الامر علی هذا وجب کونه نجاسة غلیظة فان الغلیظة انما تورث بجوارها الغلظة دون الخفة کما لا یخفی فالصحیح ان القیئ ناقض مطلقا بشروطه المعروفة وان جرة کل شئی کسر قینه من دون فصل [167]۔ | **قوله** اس لئے کہ وہ پوری طرح متغیر نہ ہوا اقول یہ تو ٹھیک ہے لیکن کیا نجاست غلیظہ سے اس کا اتصال بھی نہ ہوا؟ یا یہ اس میں سے ہے جس کے اندر نجاست داخل نہیں ہو پاتی؟ اور جب بنائے کار اس پر ہے تو اس کا نجاست غلیظہ ہونا ضروری ہے اس لئے کہ نجاست غلیظہ اپنے اتصال سے غلظت وشدت ہی پیدا کرتی ہے، خفّت نہیں۔ جیسا کہ واضح ہے تو صحیح یہ ہے کہ قے اپنی معروف شرطوں کے ساتھ مطلقًا ناقض ہے اور یہ کہ ہر جاندار کی جگال اسکے گوبر، مینگنی کی طرح ہونے کا حکم بلا تفریق ہے۔ |
| **قوله** وفیه ما ذکرنا ای ان | **قوله** اور اس میں وہ کلام ہے جو |

ف۱: تطفل ثالث علیه۔

ف۲: تطفل خویدم ذلیل علی خدام الامام الجلیل صاحب الهدایة۔

[166] حواشی اعلیحضرت امام احمد رضا علی فتح القدیر کتاب الطہارۃ، باب الانجاس (قلمی) ص ۳۵

[167] حواشی اعلیحضرت امام احمد رضا علی فتح القدیر کتاب الطہارۃ باب الانجاس (قلمی) ص ۳۵

| | |
|---|---|
| ما فی المجتبی و غیرہ یقتضی طہارتہ[168]۔ | ہم نے ذکر کیا یعنی یہ کہ جو مجتبی وغیرہ میں ہے وہ اس کی طہارت کا مقتضی ہے |
| **اقول**: و فیہ ما ذکرنا اھ ما کتبت ثمہ۔ | **اقول**: اور اس میں وہ کلام ہے جو ہم نے ذکر کیا اھ وہ حاشیہ ختم جو میں نے وہاں لکھا۔ |
| وقد نقل فی رد المحتار قبیل الصلوۃ عبارۃ الفتح ھذا الی قول التجنیس و ھو الصحیح و اقرہ علیہ فکتبت علیہ **اقول**: قدم ف الشارح العلامۃ فی النواقض تصحیح کونہ نجسا مغلظا و قدم المحشی ثمہ انہ حیث صحح القولان فلا یعدل عن ظاھر الروایۃ ولذا جزم بہ الشارح اھ فکان علیہ ان لا یقر علی خلافہ ھھنا[169] و لکن الانسان للنسیان و حسبنا اللہ و نعم الوکیل۔ | اور ردالمحتار میں کتاب الصلوۃ سے ذرا پہلے فتح القدیر کی یہ عبارت تجنیس کے قول"و ھو الصحیح"تک نقل کرکے برقرار رکھی تو اس پر میں نے یہ حاشیہ لکھا : **اقول**:اس سے پہلے نواقضِ وضو میں شارح علامہ اس کے نجاست غلیظہ ہونے کی تصحیح ذکر کر چکے ہیں اور وہاں حضرت محشیٰ نے بھی یہ لکھا ہے کہ : جب دونوں قول تصحیح یافتہ ہیں تو ظاہر الروایہ سے عدول نہ کیا جائے گا اھ اسی لئے شارح نے اس پر جزم فرمایا اھ تو ان پر لازم تھا کہ یہاں اس کے خلاف برقرار نہ رکھیں لیکن انسان نسیان کی وجہ سے ہے وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ |
| ولنرجع الی اول المسئلۃ الحکم الذی قررناہ بنصوص فتاوی النسفی و جواھر الفتاوی و الخلاصۃ و البزازیۃ و الخزانۃ یترا ای خلافہ من الغنیۃ اذ قال (نفطۃ قشرت فسال منہا ماء) خالص اجتذب من الخارج | اب ہم اول مسئلہ کی طرف رجوع کریں ، فتاوی نسفی ، جواہر الفتاوی ، خلاصہ ، بزازیہ اور خزانہ کی تصریحات سے ہم نے جس حکم کی تقریر کی، غنیہ سے اس کے خلاف کا خیال ہوتا ہے ، اس کی عبارت یہ ہے : (کسی آبلے کا پوست ہٹا دیا گیا تو اس سے پانی بہا) خالص پانی جو خارج سے |

ف: معروضۃ علی العلامۃ ش۔

[168] حواشی اعلٰحضرت امام احمد رضا علی فتح القدیر کتاب الطہارۃ باب الانجاس قلمی ص ۳۵

[169] جد الممتار علی رد المحتار کتاب الطہارۃ فصل فی استنجاء مکتب المجمع الاسلامی مبارکپور ۱/۱۸۶

| | |
|---|---|
| والتامت علیه (او دم او صدید ان سال عن رأس الجرح نقض و ان لم یسل لا [170]۔)<br>**اقول:** اصل ف المسألة فی الجامع الصغیر کما تقدم والظاھر المتبادر منه ماء النفطة وھو الدم الذی نضج فرق فاشبه الماء ھکذا فھمه العامة قال الامام فقیه النفس فی شرحه تحت ھٰذہ المسألة قال الحسن بن زیاد الماء بمنزلة العرق والدمع لایکون نجسا وخروجه لایوجب انتقاض الطھارة والصحیح ماقلنا لانه دم رقیق لم یتم نضجه فیصیر لونه لون الماء واذا کان دما کان نجسا ناقضا للوضوء [171] اھ | جذب ہوااور آبلہ اسے لے کر بند ہو گیا( یا خون یا صدید بہا، اگر سرِ زخم سے بہہ گیاتو وضو جاتا رہا، نہ بہاتو نہیں )<br>**اقول:** اس مسئلہ کی اصل جامع صغیر میں ہے جیسا کہ گزرااور اس سے ظاہر متبادر آبلہ کا پانی ہے اور یہ وہ خون ہے جو پک کر رقیق ہو گیاتو پانی جیسا بن گیا۔ عامہ مصنفین نے اسے اچھی طرح سمجھا، امام فقیہ النفس اپنی شرح میں اس مسئلہ کے تحت لکھتے ہیں : حسن بن زیاد نے فرمایا: پانی پسینہ اور آنسو کی طرح نجس نہیں اور اس کا نکلنا طہارت جانے کا موجب نہیں اور صحیح وہ ہے جو ہم نے کہا۔ اس لئے کہ وہ رقیق خون ہے جو پورا نہ پکا تو اس کا رنگ پانی جیسا ہو جاتا ہے اور جب وہ خون ہے تو نجس، ناقضِ وضو ہو گا۔ اھ |
| وقال فی الحلیة تحت عبارة المنیة المذکورة قال فخر الاسلام وغیرہ قد تکون النفطة اصلھا دما ثم ینضج فیصیر قیحا ثم یزداد طبخا فیصیر صدیدا ثم قد یصیر ماء وقد یکون فی الابتداء ماء [172] اھ | حلیہ میں منیہ کی عبارت کے تحت لکھا: فخر الاسلام وغیرہ نے فرمایا: آبلہ کبھی اصل میں خون ہوتا ہے پھر پک کر پیپ ہو جاتا ہے، پھر مزید پک کر صدید بن جاتا ہے پھر کبھی پانی ہو جاتا ہے، اور کبھی شروع ہی میں پانی ہوتا ہے اھ۔ |

ف: تطفل علی الغنیة۔

[170] غنیۃ المستملی نواقض الوضوء سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۳۱
[171] شرح الجامع الصغیر للامام قاضی خان
[172] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

| وفی البحرالرائق وعن الحسن ان ماء النفطة لاینقض قال الحلوانی وفیه توسعة لمن به جرب اوجدری کذافی المعراج [173] اھ وفی منحة الخالق قال فی الجمهرة تنفطت ید الرجل اذا رق جلدها من العمل وصار فیها کالماء والکف نفیطة ومنفوطة کذا فی غایة البیان وقال ایضا بعده هذا ای النقض اذا کانت النفطة اصلها دما وقد تکون من الابتداء ماء [174] اھ **ثم اقول:** بعد تسلیمه یجب حمله علی مااذا کان فی النفطة من دم اوقیح ماینجس لاماء والا فالحجة ماقدمنا من النصوص واللہ تعالٰی اعلم۔ | البحر الرائق میں ہے : حسن سے روایت ہے کہ آبلہ کا پانی ناقضِ وضو نہیں ، امام حلوانی نے فرمایا : اس میں خارش یا چیچک والوں کے لئے وسعت ہے ایسا ہی معراج میں ہے اھ منحۃ الخالق میں ہے : جمہرہ میں کہا : بولا جاتا ہے **تَنَفَّطَتْ یَدُ الرَّجُل**، جب آدمی کے ہاتھ کی جلد کام کی وجہ سے پتلی ہو جائے اور اس میں پانی جیسی چیز پیدا ہو جائے اور بولتے ہیں : **الکف نفیطة و منفوطة** ( ہتھیلی آبلہ دار ہو گئی ) ایسا ہی غایۃ البیان میں ہے۔ آگے لکھا : وضو ٹوٹنا اس وقت ہے جب آبلہ کی اصل خون ہو اور کبھی شروع ہی سے پانی ہوتا ہے اھ **ثم اقول:** اگر اسے تسلیم کر لیا جائے تو اسے اس صورت پر محمول کرنا ضروری ہے جب آبلہ میں اتنا خون یا پیپ ہو جو پانی کو ناپاک کر دے ورنہ حجّت وہ نصوص ہیں جو پہلے ہم رقم کر چکے واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت) |
| --- | --- |

---

[173] البحر الرائق کتاب الطہارات ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۲

[174] منحۃ الخالق علی البحر الرائق کتاب الطہارات ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۲